تذکارِ
شاہ امین

بہاول نگر میں سلسلہ سہروردیہ کی صوفیانہ روایت

حسن نواز شاہ

تذکارِ شاہ امین تذکارِ شاہ امین تذکارِ شاہ امین تذکارِ شاہ امین

تذکارِ
شاہِ امین

بہاول نگر میں سلسلہ سہروردیہ کی صوفیانہ روایت، برصغیر میں سہروردیہ غزنویہ
کی مختصر تاریخ اور سہروردیہ غزنویہ سلسلے کے مرشد طریقت،
خواجہ صوفی محمد امین شاہ مدظلہ العالی کے احوال و تعلیمات کا تذکرہ

حسن نواز شاہ

مخدومہ امیر جان لائبریری نڑالی

۲۹۷.۴۲

ش ا ہ شاہ، حسن نواز (پ: یکم جنوری ۱۹۷۲ء)

تذکارِ شاہِ امین/ حسن نواز شاہ

نڑالی: مخدومہ امیر جان لائبریری، مارچ ۲۰۱۴ء، ۳۱۲صفحات

۱-تذکرہ

۲-تصوف-سلسلہ سہروردیہ ۳-بہاول نگر-جنوبی پنجاب

ISBN: 978-969-9928-01-7

سلسلہ اشاعت (۲)

TAZKAR-E SHAH-E AMIN/
HASAN NAWAZ SHAH.- NARALI: MAKHDUMA AMIR-JAN
LIBRARY,MARCH.2014, 312PP,SERIES OF PUBLICATION(2)
ISBN: 978-969-9928-01-7

سرورق: سید شاکر القادری

طبع اول: مارچ ۲۰۱۴ء

ناشر: مخدومہ امیر جان لائبریری، نڑالی/ گوجر خان

قیمت: پانچ صد (۵۰۰) روپے

دست یابی کا پتا:

۱مخدومہ امیر جان لائبریری

بہ مقام و ڈاک خانہ، نڑالی، تحصیل: گوجر خان، **ضلع**: راول پنڈی، پاکستان

۲شاہ رضوان اختر سہروردی، منڈی صادق گنج، تحصیل: منچن آباد، **ضلع**: بہاول نگر

صوتی رابطہ: +92-300-5174010:+92-300-7640087

برقی پتا: suhraward@yahoo.com

''صوفی کو اپنا راز فاش نہ کرنا چاہیے۔ کشف و کرامت بتلانا کمی ہے۔ غیب کا حال بتلانا منجمی ہے۔ راز فاش کرنا دیوانہ پن ہے۔ دعا کرنا حاجت اور صبر کرنا جہاد ہے۔ ایثار کرنا دوستی ہے۔ خلق سے منت کرنا مفلسی ہے۔ تصوف میں تصرف کی طرف متوجہ ہونا کافری ہے۔''

(سید جلال الدین حسین ملقب بہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت)(۱)

---☆☆☆---

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(کبیر داس)(۲)

حوالہ جات

۱ [illegible]ان پوری، تاج الدین احمد سیاہ پوش، مرتب، **مقرر نامہ**، خطی، حیدرآباد دکن، آصفیہ سنٹرل لائبریری، ۱۶ رجب ۱۱۵۹ھ، ۷۷۵ تصوف، ص ۲۹

۲ شانتی سیٹھی، **کبیر صاحب**، امرت سر، رادھا سوامی ست سنگ بیاس، ۱۹۹۳ء، اول، ص ۳

انتساب

دادی صاحب

مخدومہ امیر جان

کے نام

ھے گن وقت بیلری! تو گن بدن نہ جاے

(بیدل [illegible]) *

* [illegible]

بہ یاد

پھوپھا صاحب
خواجہ صوفی لعل محمد شاہ

(۸ ستمبر ۱۹۳۰-۶ نومبر ۲۰۱۳ء، حیدر آباد)

عمِ طریقت
صوفی سائیں محمد شاہ

(۱۹۳۲-۱۲ اکتوبر ۲۰۱۲ء، ٹھٹھہ سرداراں/ضلع: حافظ آباد)

مرتے مرتے جگ موا، اورس موا نہ کوئے
داس کبیرا! یوں موا، بہُر نہ مرنا ہوئے
(کبیر داس) *

* ہ ی ۱۰۱ھ، کبیر وچناولی، ص ۶۷

فہرست

پیش لفظ	۱۵
مقدمہ	۱۹
حوالہ جات و حواشی	۳۰

باب اول

شیخ الاسلام میر سید نور الدین مبارک غزنوی	۳۳
میر سید نظام الدین غزنوی	۶۰
میر سید نجم الدین قلندر غوث الدہر	۶۱
شیخ قطب الدین بینا دل سرانداز غوثی	۶۲
میر سید فضل اللہ عرف سید موسیٰ [illegible]	۶۲
میر سید محمود بہاری	۶۲
میر سید نصیر الدین بہاری	۶۲
میر سید تقی الدین	۶۲
میر سید نظام الدین	۶۳
میر سید اجل اللہ	۶۳
میر سید دیوان محمد معز قبچی	۶۳
میر سید خلیل الدین	۶۳
مخدوم شاہ محمد منور	[illegible]
مخدوم شاہ حسن علی	[illegible]
حکیم فصاحت اللہ شاہ غنی طلب بہ حسن دوست	[illegible]
حکیم شاہ مظہر حسین	۶۷
شاہ محمد مہدی فاروقی	۶۸

شاہ امداد علی بھاگل پوری ۴۸
شیخ العارفین شاہ محمد مخلص الرحمان ملقب بہ جہاں گیر شاہ ۴۹
فخر العارفین شاہ محمد عبدالحیٔ جہاں گیری ۵۱
شاہ محمد نبی رضا خاں ملقب بہ اسد جہاں گیری و معروف بہ دادا میاں ۵۷
شاہ محمد عنایت حسن خاں ۵۹
سلطان الاولیا خواجہ صوفی محمد حسن شاہ ۶۰
خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ ۶۱
حوالہ جات و حواشی ۷۵

باب دوم

خاندانی پس منظر ۹۰
والدین ۹۰
مولد ۹۲
ولادت ۹۴
تعلیم / ہجرت ۹۴
سید روشن علی شاہ مداری ۹۷
فکرِ معاش ۱۰۳
شادی ۱۰۵
اولاد ۱۰۵
حوالہ جات و حواشی ۱۰۶

باب سوم

بیعتِ طریقت ۱۰۸
تجدیدات ۱۱۰
خلافت ۱۱۰
صوفی اور شاہ کے القابات کا پس منظر ۱۱۱
من تو شدم تو من شدی ۱۱۳
بیعت لینے کا آغاز ۱۱۵

ذوق مطالعہ ۱۲۱
بیٹھک ۱۲۲
زبان خلق ۱۲۳
ذوق سماع ۱۲۴

معاصرین

خواجہ صوفی ملک امان شاہ معروف بہ لالا صاحب ۱۳۵
خواجہ صوفی محمد نواز شاہ ۱۳۷
صوفی ولی محمد شاہ ۱۳۹
صوفی ڈاکٹر محمد اقبال جمیل شاہ ۱۴۰
صوفی حشمت علی شاہ ۱۴۴
صوفی بشیر احمد شاہ ۱۴۵
صوفی محمد یاسین شاہ ۱۴۵
خواجہ صوفی لعل محمد شاہ [illegible]

سجادہ نشین وخلفائے کرام

٭٭—سجادہ نشین صاحب زادہ شہزادہ فرید شاہ ۱۵۰
روہانہ (تحصیل: منچن آباد/ضلع: بہاول نگر)
٭٭—صوفی سعید احمد شاہ ۱۵۰
ریناله خرد (ضلع: اوکاڑہ)
٭٭—صوفی محمد صادق شاہ ۱۵۰
مرزے کا (تحصیل: منچن آباد/ضلع: بہاول نگر)
٭٭—صوفی محمد عارف شاہ [illegible]
٭٭—صوفی [illegible] حسین شاہ [illegible]
منڈی صادق گنج
٭٭—صوفی [illegible] شاہ [illegible]
٭٭—صوفی محمد [illegible] شاہ [illegible]

☆ -صوفی امجد حسین شاہ ۱۵۱
☆ -صوفی محمد حسین شاہ ۱۵۲
☆ -صوفی اشفاق احمد شاہ ۱۵۲
☆ -صوفی محمد عمران شاہ ۱۵۲
☆ -صوفی ارشد ندیم شاہ ۱۵۲
☆ -صوفی محمد عمران شاہ ۱۵۲
☆ -صوفی محمد خان شاہ ۱۵۳
☆ -صوفی محمد آصف شاہ مرحوم ۱۵۳
☆ -صوفی محمد ساجد شاہ ۱۵۳
☆ -صوفی پرویز اختر شاہ ۱۵۳
☆ -صوفی محمد حنیف شاہ ۱۵۴
☆ -صوفی عبدالرشید شاہ ۱۵۴
☆ -صوفی دل شاد اختر شاہ ۱۵۴
☆ -صوفی فقیر حسین شاہ ۱۵۴
☆ -صوفی محمد سجاد شاہ ۱۵۴
☆ -صوفی محمد مصطفا شاہ ۱۵۴
☆ -صوفی محمد اسماعیل شاہ ۱۵۵
☆ -صوفی محمد سرفراز شاہ ۱۵۵
ہارون آباد (ضلع: بہاول نگر)
☆ -صوفی محمد وکیل شاہ ۱۵۵
☆ -صوفی مظہر فرید شاہ ۱۵۵
☆ -صوفی محمد آصف شاہ ۱۵۵
حوالہ جات وحواشی ۱۵۶

باب چہارم

افکار و تعلیمات ۱۶۶
تفہیم قرآن ۱۶۶

سب کی مانگے خیر ۱۶۷
تصوف و صوفی ۱۶۹
کبیر داس و گورو نانک ۱۶۹
جمہوریت یا بادشاہت ۱۷۰
سفر العشق یعنی قصہ سیف الملوک ۱۷۰
موسیقی ۱۷۰
عشق نہ دیکھے این و آں ۱۷۱
سجدۂ تعظیمی ۱۷۱
زہد و تقویٰ چیست اے مرد فقیر! ۱۷۲
چیدہ و چنیدہ ۱۷۳
ارشادات ۱۷۷
مکتوبات ۱۸۰
مناقب ۱۸۵
اختتامیہ ۱۹۹

مکتوبات

☆ -خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ ۲۰۲
☆ -سجادہ نشین، صوفی محمد عظمت اللہ شاہ ۲۰۴
☆ -صاحب زادہ محمد حبیب اللہ شاہ ۲۰۷
☆ -صوفی محمد اقبال جمیل شاہ ۲۰۸

نامے میرے نام

☆ -ڈاکٹر مختار الدین احمد ۲۱۲
☆ -ڈاکٹر محمد اختر چیمہ ۲۱۳
☆ -ڈاکٹر منیر الدین احمد ۲۱۵
☆ -ڈاکٹر عارف نوشاہی ۲۱۷

ضمیمہ جات

ضمیمہ-الف/سہروردیہ غزنویہ	۲۲۱
ضمیمہ-ب/سہروردیہ	۲۲۲
ضمیمہ-ج/قادریہ	۲۲۳
ضمیمہ-د/کبرویہ فردوسیہ	۲۲۵
ضمیمہ-ہ/چشتیہ صابریہ	۲۲۶
ضمیمہ-و/چشتیہ نظامیہ	۲۲۸
ضمیمہ-ز/شطاریہ	۲۳۰
ضمیمہ-ح/ابوالعلائیہ نقش بندیہ	۲۳۱
ضمیمہ-ط/مجددیہ نقش بندیہ	۲۳۲
ضمیمہ-ی/شاذلیہ	۲۳۳
ضمیمہ-ک/عیدروسیہ مدینیہ	۲۳۴
ضمیمہ-ل/قلندریہ	۲۳۶
ضمیمہ-م/مداریہ	۲۳۷
ضمیمہ-ن/رفاعیہ	۲۳۸
ضمیمہ-س/مطبوعہ کتب میں چچا صاحب کا ذکر	۲۴۰
ضمیمہ-ع/اشعار دکتر محمد حسین تسبیحی ''رہا''	۲۴۰
ضمیمہ-ف/غزل، تضمین (میر قاتل شاہ-میر فرزند علی علوی)	۲۴۱
ضمیمہ-ص/بابا صاحب کے لیے (مبشر سعید)	۲۴۵
ضمیمہ-ق/غزلیات (یوسف عسکری)	۲۴۸
ضمیمہ-ر/مکتوب راقم	۲۵۱
استدراک	۲۵۵
کتابیات	۲۵۹
قطعۂ تاریخ/میاں فضل فرید لالیکا	۲۶۸
عکس ہائے کتب و دستاویزات	۲۶۹
تصاویر	۲۸۹

پیش لفظ

باباصاحب (حضرت والدگرامی) کے برادرِ خرد ولادت کے بعد دو دن ہی زندہ رہ پائے، مگر فطرت نے انھیں دو ایسے دوست عطا کیے کہ یہ تینوں حضرات ہمیشہ یک جان سہ قالب بنے رہے۔ ان تینوں میں سے ایک لالا صاحب (خواجہ صوفی ملک امان شاہ معروف بہ لالا صاحب) جن کا مزار نواکلی کوئٹہ میں ہے اور دوسرے چچا صاحب (خواجہ صوفی محمد امین شاہ مدظلہ العالی، منڈی صادق گنج/ضلع: بہاول نگر)۔ گو یہ دونوں بزرگ باباصاحب کے پیر بھائی اور دوست تھے لیکن ان کا آپسی پیار ہمیشہ بھائیوں جیسا ہی رہا بلکہ اس سے کچھ زیادہ ہی تھا۔ ہم تینوں بہن بھائی ایک کو تایا جی اور دوسرے کو چچا جی کہتے اور سمجھتے ہیں۔ اور اس کا کبھی شمہ بھر بھی احساس نہیں ہوا کہ ان بزرگوں کے ساتھ ہمارا کوئی خونی رشتہ نہیں۔

میں بچپن سے اب تک ان تینوں بزرگوں کے باہمی اخلاص و اعتماد، اتفاق و اتحاد اور باہمی احترام کا مشاہدہ کرتا چلا آیا ہوں۔ لالا صاحب سے میری بہت کم ملاقاتیں رہیں۔ وہ ہم سب بہن بھائیوں پہ بہت شفقت فرماتے تھے۔ اگرچہ ان کا رویہ بھی ہم سے بہت دوستانہ تھا لیکن ایک تو ان کے شخصی رعب اور بزرگی کے سبب، دوسرے تعلیمی مصروفیات کی وجہ سے میرا زیادہ ان سے کوئی مفصل مکالمہ نہیں ہو پایا۔ وہ جب بھی کوئٹہ تشریف فرما ہوتے، حال احوال دریافت فرماتے، سر پہ دستِ شفقت رکھتے اور کوئٹہ سے ہمارے لیے لائے گئے پھلوں کے بڑے بڑے تھیلے ہمارے حوالے کر دیتے۔ جاتے ہوئے ہر ایک کو نوٹ ہمارے منع کرنے کے باوجود ہمیں تھما کے چل دیتے۔ یہاں تک کہ ۱۹۹۱ء میں انھوں نے عالمِ فانی سے رختِ سفر باندھ لیا۔

چچا صاحب کے ساتھ بھی تفصیلی ملاقاتیں لالا صاحب کی وفات کے بعد ہی شروع ہوئیں۔ ۱۹۹۵ء میں باباصاحب کے ہمراہ لالا صاحب کے عرس میں میری شرکت ہونے کا اتفاق ہوا۔ منڈی صادق گنج سے چچا صاحب بھی وہاں تشریف لائے۔ عرس کی تقریبات سے فارغ ہو کر منڈی صادق گنج جانے کا پروگرام بن گیا۔ کوئٹہ سے بہاول پور تک ریل کے سفر میں باباصاحب اور چچا صاحب کی باہمی گفتگو سے استفادہ کا موقع ملا یا یوں کہیے پہلی بار چچا صاحب سے کھل کے بات کرنے کا اتفاق بھی ہوا۔ ہم بہاول پور سے بذریعہ بس بہاول نگر اور اس کے بعد منڈی صادق گنج پہنچے۔ مجھے پہلی بار چچا صاحب کی صحبت میں بیٹھنے کا اتفاق ہوا تو منڈی میں کئی

دن ہمارا قیام رہا، اس دوران وہاں گزارا گیا وقت کئی پہلوؤں سے یادگار رہا تب سے اب تک چچا صاحب سے درجنوں بار تفصیلی مکالمات کا شرف حاصل رہا. انھوں نے بہ طور چچا ہمیشہ اپنی شفقتوں سے نوازا. **گوجر خان کے سہروردی مشائخ** میں بابا صاحب کے احوال حیات کی اشاعت کے بعد، اب چچا صاحب کے حالات زندگی اور اس کے بعد لالا صاحب کی احوال و تعلیمات پر مشتمل تذکروں کی ترتیب و اشاعت دراصل ان تینوں بزرگوں کی باہمی دوستی اور یگانگت کی نذر ایک ہدیۂ تبریک ہے. گر قبول افتد زہے عز و شرف

(II)

گوجر خان کے سہروردی مشائخ شایع ہوئی تو سب سے پہلے بابا صاحب (خواجہ صوفی محمد نواز شاہ مدظلۂ العالی) کے حضور اس کا نسخہ پیش کیا گیا اور کتاب کا دوسرا نسخہ بہ ذریعہ ڈاک چچا صاحب مدظلۂ العالی کی خدمت میں بھجوا دیا. ارادہ تھا کہ کچھ دن آرام کے بعد نو دریافت اردو مثنوی **گلزارِ محبت** اور **تذکرہ لالا صاحب** (خواجہ صوفی ملک امان شاہ معروف بہ لالا صاحب) کو مکمل کروں گا لیکن صاحب! آرام کہاں؟ بنا کسی وقفے کے دونوں کتب پہ کام شروع ہو گیا. اس بات کو چند دن ہی گزرے ہوں گے کہ ایک دن بیٹھے بیٹھے خیال آیا، بابا صاحب کی سوانح حیات کا خلاصہ **گوجر خان کے سہروردی مشائخ** میں چھپ چکا اور لالا صاحب کے تذکرے پہ بھی کام جاری ہے، کیوں نہ چچا صاحب کی سوانح حیات کو بھی قلم بند کر دیا جائے. اس خیال کو برادرِ عزیز شاہ رضوان اختر سہروردی کے آگے رکھا تو انھوں نے امنّا و صدقنا کے مصداق مواد کی فراہمی میں دن رات ایک کر دیا اور یوں تقریباً تین ماہ میں یہ منصوبہ پایۂ تکمیل کو پہنچا.

گو اس تذکرے کی باقاعدہ ابتدا و تکمیل گذشتہ تین ماہ میں ہوئی، لیکن اس کا آغاز ۲۰۱۰ء میں ہی ہو گیا تھا. وہ یوں کہ چچا صاحب، ہر سال سلسلہ سہروردیہ غزنویہ کے بزرگ مخدوم حکیم فرحت اللہ شاہ مخاطب بہ حسن دوست کا عرس مناتے ہیں. ۲۹ نومبر ۲۰۱۰ء کو میں عرس میں شرکت کے لیے منڈی صادق گنج پہنچا عرس اگرچہ ۵ تا ۶ دسمبر کو ہونا تھا مگر ہفتہ بھر قبل پہنچنے کی خاص وجہ یہ بھی تھی کہ مجھے چچا صاحب کا ایک طویل انٹرویو کرنا تھا نیز اس علاقے میں بابا صاحب اور لالا صاحب کی مصروفیات سے متعلق معلومات جمع کرنا تھیں. راقم نے چچا صاحب کا مختلف اوقات میں ایک طویل انٹرویو لیا. انٹرویو کے اس حصے میں جہاں راقم نے ان کے ذاتی احوال کے سلسلے میں سوالات کیے، ان میں سے ایک سوال کے جواب میں انھوں نے بتایا: قرآن پاک اور بنیادی دینی تعلیم

[illegible] سید روشن کی کرامات کے قصے سنے [illegible] تب اگلا سوال یہ تھا کہ یہ بزرگ کون ہیں؟ تو ان سے
جواب میں انھوں نے بتایا کہ سید روشن شاہ کا تعلق سلسلہ مداریہ سے تھا۔

اب بہاول نگر کے علاقے میں مداریہ سلسلے کے درویش کی ماضی قریب میں موجودگی میرے لیے حیران کن بھی تھی اور دلچسپی کا باعث بھی۔ میں نے چچا صاحب اور دیگر حضرات سے سید روشن علی شاہ مداری کی زندگی کے کوائف جمع کیے۔ سید روشن شاہ چوں کہ ہرن والا کے سکول میں پڑھاتے بھی رہے تھے اس لیے دوسرے ہی دن سکول کے ریکارڈ سے ان کی ملازمت کا دورانیہ معلوم کرنے گورنمنٹ مڈل سکول ہرن والا پہنچا۔ سکول میں دیگر ریکارڈ کے ساتھ رجسٹر داخل خارج بھی منگوایا کیوں کہ میں چچا صاحب کی تاریخ ولادت کی بھی پڑتال کرنا چاہتا تھا۔ انٹرویو کے دوران تاریخ ولادت کے سوال پہ انھوں نے شناختی کارڈ دکھایا، جس پہ سال ولادت ۱۹۳۴ء درج تھا۔ چچا صاحب چوں کہ بابا صاحب سے عمر میں چھوٹے ہیں اور بابا صاحب کی تاریخ ولادت ۱۰ مئی ۱۹۳۶ء ہے، اس صورت میں سال ولادت ۱۹۳۴ء کسی صورت بھی صحیح نہیں ہو سکتا تھا۔

خیر! جب رجسٹر داخل خارج کو دیکھنا شروع کیا تو ایک صفحے پہ چچا صاحب کی تاریخ ولادت ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء درج تھی اور دیگر صفحات پر بھی مذکورہ بالا تاریخ ہی مرقوم تھی۔ واپسی پہ چچا صاحب کی خدمت میں ان کی صحیح تاریخ ولادت کی بابت عرض کیا تو ان کے چہرے پر آنے والی خوشی کو الفاظ بیان کرنے سے عاجز ہیں اور اس تاریخ کے صحیح ہونے کی تصدیق کرتے ہوئے فرمایا: ''مجھے والد صاحب سکول میں داخل کرانے گئے تھے اور انھوں نے ہی تاریخ پیدائش لکھوائی تھی اس لیے سکول میں درج تاریخ بالکل صحیح ہے۔'' عرس سے واپسی پر میں نے سید روشن علی شاہ مداری پہ ایک مضمون ترتیب دے کر ماہ نامہ روہتاس رنگ میں شائع کرا دیا۔ اس مضمون کے حواشی میں چچا صاحب کے مختصر حالات بھی شائع ہوئے۔

چچا صاحب سے انٹرویو کے دوران ہی ایک دن ذہن میں آیا کہ [illegible] جائے۔ دوران [illegible] چچا صاحب سے ملفوظات بھی جمع کرتے رہے۔ میں نے ان [illegible] شاہ رضوان [illegible] کے سامنے رکھا اور [illegible] وقت کی [illegible] تحریر کرنے کی ذمہ داری بھی دی گئی ہے اور تب سے اب تک [illegible] طریقے سے انجام [illegible] ملفوظات کی [illegible] میں بہت زیادہ آسانی [illegible] تکمیل [illegible]

خدا تعالا برادرم شاہ رضوان کو مزید توفیقات سے نوازے، ان کی صلاحیتوں میں مزید نکھار اور اضافہ عطا فرمائے. ان کی اپنے شیخ طریقت اور پیران سلسلہ سے محبت نہایت خوش آیند ہے. اپنی تعلیم کی تکمیل کے ساتھ ساتھ پیران سلسلہ اور اپنے علاقے کے اصحاب علم و عرفان کے احوال، ان کے آثار کی جمع آوری اور تحفیظ میں ان کی لگن اور کوششیں بہت خوش آیند ہیں.

راقم کے چچا صاحب سے مختلف اوقات میں لیے گئے انٹرویوز تحریری صورت میں لائبریری میں موجود تھے نیز بہت سی باتیں حافظے میں بھی محفوظ تھیں لیکن محض حافظے پہ اعتماد کرنے کے بجائے ہم نے محفوظ معلومات کی دوبارہ تصدیق کے لیے ایک طویل انٹرویو مختلف اوقات میں لیا. یہ فریضہ بھی شاہ رضوان نے سرانجام دیا. وہ ہر روز صبح و شام مجھ سے سوالات پوچھتے اور چچا صاحب سے ان کے جوابات رکارڈ کر کے بہ ذریعہ برقی میل مجھے بھیج دیتے. یہاں ہم دونوں چچا صاحب کے از حد شکر گزار ہیں کہ کتاب کی ترتیب کے سلسلے میں جب ہم نے ان سے طویل انٹرویو کی درخواست کی تو نہ صرف انھوں نے بہ خوشی آمادگی ظاہر فرمائی، بل کہ اس کے لیے خصوصی وقت بھی عنایت فرمایا.

آخر میں ان تمام اصحاب کا از حد ممنوں ہوں جنھوں نے کتاب کی تکمیل میں معاونت کی، ان محسنین کے اسمائے گرامی بہ لحاظ حروف تہجی درج ذیل ہیں:

ارشاد احمد خاں عباسی (فتح گڑھ/ضلع: بہاول نگر)

ارشد محمود ناشاد، دکتر (اسلام آباد)

اویس علی سہروردی، سید (لاہور)

حامد نواز شاہ، صاحب زادہ (نڑالی/تحصیل: گوجر خان، ضلع: راول پنڈی)

رضوان اختر سہروردی، شاہ (منڈی صادق گنج)

سعید احمد نقیبی، صوفی (منچن آباد)

ممن مشرا/ بریہا-بہار، حال مقیم: دہلی

فضل فرید لالیکا، میاں (لالے کا/ضلع: بہاول نگر)

حسن نواز شاہ

-سہرورد-

نڑالی/تحصیل گو.رخان

suhraward@yahoo.com

یکم جنوری/۲۰۱۴ء

مقدمہ

(I)

بہاول نگر کے بارے میں سلیم شہزاد لکھتے ہیں:

''سرزمین بہاول نگر گھاگھرا اور ستلج کی زرخیز مٹی اپنے اندر صدیوں پرانی تہذیبوں کی وراثت سنبھالے ہوئے ہیں۔ دنیا کی قدیم ترین معاشرت کے مراکز موہنجو داڑو، ہاکڑہ اور ہڑپہ میں موہنجو داڑو اور ہڑپہ کے درمیان چار صد میل کی طویل پٹی میں ہاکڑہ واقع تھا، جس کا قدیم نام گھاگھرا ہے۔ یہی گھاگھرا تہذیب یہاں پھولی پھلی اور زوال پذیر ہوئی۔ ضلع بہاول نگر کی سرزمین کا تعلق بعد از تہذیب و معاشرت سے ہے۔ یہ سرزمین شمال سے آکر دہلی جانے والے فوجی قافلوں کی گزرگاہ پر واقع ہونے کی وجہ سے حملہ آوروں کی آماجگاہ بنی رہی ہے۔ ضلع بہاول نگر کی تاریخ کے بارے میں عام طور پر یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ اس کی تاریخ محض ایک صدی پرانی ہے جب کہ حقائق اس سے برعکس ہیں اس کی تاریخ پانچ ہزار قبل مسیح سے شروع ہوتی ہے۔''(۱)

سلیم شہزاد مزید لکھتے ہیں:

''بہاول نگر کے بارے میں یہ بات غلط مشہور کی جاتی ہے کہ اس کا نام روجھان والی سے تبدیل کرکے بہاول نگر پڑا۔ بمطابق ریکارڈ محکمہ مال بہاول نگر کی بنیاد ۱۹۹۱ء میں والیٔ ریاست بہاول پور صادق محمد خان چہارم نے رکھی۔ کئی مواضعات ام شکیرا اور امیہ شکیرہ سے رقبہ نکال کر یہ علاحدہ موضع قائم کیا گیا۔ اسے موضع بہاول گڑھ کا نام دیا گیا جو بعد میں قصبہ اور تحصیل بن گیا۔''(۲)

بہاول نگر مغربی پنجاب کے جنوب میں واقع ہے۔ لاہور سے ۲۱۹ کلومیٹر جنوب اور بہاول پور سے ۷۲ کلومیٹر مشرق کی طرف واقع ہے۔ اس کے شمال میں اوکاڑہ، پاک پتن اور وہاڑی کے

اضلاع کی سرحدات ہیں. جب کہ اس کے مغرب میں ضلع بہاول پور اور اس کے جنوب مشرق میں ہندستان واقع ہے. ضلع کا کل رقبہ ۱۱۲،۱۱،۱۱۰ ایکڑ ہے اور سطح سمندر سے تقریباً ۵۰۲ فٹ بلندی پر ہے. بہاول نگر ۵۵-۲۸،۲۰-۳۰ ڈگری عرض بلد اور ۲۰-۲-۷۲، ۵۸-۳-۷۳ طول بلد میں واقع ہے. ضلع کی کل لمبائی ۱۲۲ مربع میل ہے. (۳)

ضلع بہاول نگر پانچ تحصیلوں اور چار سب تحصیلوں پر مشتمل ہے. تمام تحصیلوں اور سب تحصیلوں کے نام درج ذیل ہیں: بہاول نگر (سب تحصیل: ڈونگا بونگا)، منچن آباد (سب تحصیل: منڈی صادق گنج)، چشتیاں (سب تحصیل: ڈہراں والا)، فورٹ عباس، ہارون آباد (سب تحصیل: فقیر والی). (۴)

(II)

ضلع بہاول نگر میں سہروردیہ سلسلے کی صوفیانہ روایت تو کجا اب تک دیگر سلاسل کی آمد اور ان کی خدمات کے بارے میں باضابطہ طور پر کسی نے بھی قابل ذکر کام نہیں کیا. لے دے کے ارشاد احمد خاں عباسی کا ایک تذکرہ **بزرگان دین ضلع بہاول نگر** اولین کوشش ہے لیکن اس میں صوفیانہ سلاسل کی ترتیب اور پس منظر کو ملحوظ نہیں رکھا گیا. ؎

سلیم شہزاد کی **تاریخ ضلع بہاول نگر** میں ایک باب مشائخ عظام پہ ہے. چند مشائخ کے تفصیلی احوال کے علاوہ دیگر مشائخ کے ناموں کی فہرست دے دی گئی ہے.

بہاول نگر کے سب سے زیادہ باخبر محقق میاں فضل فرید لالیکا، نے بہاول نگر کے آثار قدیمہ اور پنجابی ادب کی روایت پہ مفصل داد تحقیق دی ہے اور اس سلسلے میں ضمناً کئی مشائخ اور ان کے سلسلوں کا بھی تذکرہ کیا ہے لیکن انھوں نے بھی کسی سہروردی بزرگ کی نشان دہی نہیں کی.

میاں فضل فرید لالیکا نے **گزیٹیئر سٹیٹ بہاول پور ۱۹۰۴ء** کے حوالے سے اور ان کے تتبع میں سلیم شہزاد نے بھی تخی شوق الٰہی جن کا مزار ماڑی شوق (چشتیاں) میں زیارت گاہ خلایق ہے کا سلسلۂ طریقت قادریہ سہروردیہ لکھا ہے اور انھیں سید تخی شاہ جمال (مزار: ہریاول شیر موضع ملک واہن تحصیل میلسی۔ضلع: وہاڑی) کا خلیفہ تحریر کیا ہے. (۵)

ارشاد احمد خاں عباسی نے البتہ ان کے قادری ہونے کے بارے میں مختلف (باہم متضاد) روایات نقل کی ہیں لیکن ان کے فراہم کردہ کوایف بھی درجۂ استناد کو نہیں پہنچتے. مثلاً وہ لکھتے ہیں:

''سید غلام مصطفیٰ شاہ گیلانی اپنی کتاب ''تاریخ راول پنڈی'' میں تحریر

آسمبلی ہال کے عقب میں ہے۔ سید چراغ شاہ حضرت امام عبداللطیف بری قادری کے خلیفہ تھے۔"(۶)

سید غلام مصطفا شاہ خالد گیلانی (۱۹۰۷-۲۰ نومبر ۱۹۸۹ء، راول پنڈی) کی تالیف کا نام **افکار راول پنڈی ڈائریکٹری** (مطبوعہ: ۱۹۶۲ء) ہے اور اس میں ایسی (سخی شوق کی آپ سے بیعت کی) کوئی اطلاع درج نہیں۔ دوسرے شاہ چراغ مشہدی جو شاہ چن چراغ کے نام سے معروف ہیں ان کا مزار راول پنڈی میں ہے نہ کہ اسمبلی ہال اسلام آباد کے عقب میں تیسرے شاہ چراغ اپنے ماموں شاہ عنایت ولایت مشہدی جن کا مزار مظفر آباد (آزاد کشمیر) میں ہے ان سے سلسلہ سہروردیہ مرتضا شاہیہ میں بیعت تھے نہ کہ امام بری سے۔ شاہ چراغ کے تفصیلی احوال راقم کی تالیف **گوجر خان کے سہروردی مشائخ** (مطبوعہ: دسمبر ۲۰۱۳ء) میں ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں۔ اولیائے **بہاول پور** میں بھی سخی شوق الٰہی کو قادریہ سلسلے کا بزرگ لکھا گیا ہے۔ (۷)

سخی شوق الٰہی کا جو شجرہ طریقت درگاہ کے معروف سجادہ نشین سید فیض علی شاہ بخاری (۹ مارچ ۱۹۰۸-۱۸ ستمبر ۱۹۷۲ء، ۹ شعبان ۱۳۹۲ھ) نے اپنی تالیفات میں دیا ہے اس سے سخی شوق الٰہی کا تعلق دراصل سلسلہ سہروردیہ کی شاخ مرتضا شاہیہ جس کے بانی شاہ مرتضا آنند بخاری معروف بہ آنند چرخی والا (م: ۳ ربیع الاول ۱۰۷۳ھ، ۱۶۶۲ء، سوتی تحصیل جنگی پور ضلع مرشد آباد مغربی بنگال) ہیں، سے ہے۔ سخی شوق الٰہی کا شجرہ طریقت درج ذیل ہے:

"سخی شوق الٰہی - سخی شاہ جمال - سخی لطف اللہ شاہ - سخی حبیب [illegible] شاہ اسماعیل - شاہ مرتضا آنند بخاری - شاہ عبدالرزاق [illegible] - شاہ [illegible] عارف شاہ - شاہ میران [illegible] - شاہ [illegible] - شاہ محمد [illegible] شاہ اسحاق مغربی - شاہ داؤد قریشی - مخدوم صدرالدین راجو قتال - سید جلال الدین حسین ملقب بہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت - شیخ [illegible] صدرالدین عارف ملتانی - شیخ [illegible] بہاء الدین زکریا ملتانی - شیخ شہاب الدین عمر بن محمد سہروردی۔" (۸)

مخدوم جہانیاں جہاں گشت، شیخ رکن الدین [illegible] سے [illegible] مستفیض ہوئے اور ان مشائخ نے انھیں اپنے سلاسل کی اجازات سے بھی نوازا [illegible]

ایک بزرگ شیخ محمد عیسا فاضل نے آپ کو قادریہ سلسلے کی خلافت عطا کی تھی. اب سخی شوق الٰہی کے جملہ وابستگان کے ہاں رائج شجرۂ طریقت میں سخی شوق الٰہی سے مخدوم جہانیاں تک سہروردیہ مرتضا شاہیہ کے مشایخ کے اسما درج ہیں اور مخدوم جہانیاں سے اوپر بہ واسطہ شیخ محمد عیسا فاضل تا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر گیلانی، قادریہ سلسلے کا شجرہ رائج رہا ہے. یہی وجہ ہے کہ مختلف کتب میں جن میں آپ کے احوال ملتے ہیں انھیں قادریہ سہروردیہ سلاسل کا بزرگ لکھا گیا ہے.(۹)

سخی شوق الٰہی کے مزار سے متصل ان کے ایک خلیفہ سائیں بسم اللہ شاہ کا بھی مزار ہے. ریاست بیکانیر کے راجا مہاراجا سورت سنگھ (۱۷۶۵-۱۸۲۸ء/ ۲ پوہ ۱۸۲۲-۹ چیت ۱۸۸۵) ان کے از حد عقیدت مند تھے، ان کی دعا و توجہ کی بہ دولت اُن کی کوئی مراد پوری ہوئی تھی. مہاراجا نے اپنی جاگیر میں سے موضع ڈوڈا والا میں سے کچھ زمین انھیں بہ طور نذرانہ پیش کی تھی.(۱۰)

اس درگاہ کے معروف سجادہ نشین سید فیض علی شاہ بخاری ہوئے ہیں. سید فیض علی سے قبل اس درگاہ کے سجادہ نشین مجرد رہتے تھے اور کوئی بھی ایسا فرد جو رشتہ ازدواج میں منسلک ہو چکا ہوتا، سجادہ نشینی کا مجاز نہیں تھا. سلیم شہزاد اس سلسلے میں رقم طراز ہیں:

> ''سید فیض علی شاہ سے قبل آپ کے سجادہ نشین مجرد ہوتے تھے اور کسی شادی شدہ کو گدی نشین نہیں بنایا جاتا تھا. روایت کے مطابق مجرد سجادہ نشینوں کی تعداد دس ہے. گیارہویں سجادہ نشین سید فیض علی شاہ صاحب کو حضرت سید سخی شوق الٰہی صاحب نے خواب میں تجرد ختم کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی. جس کے بعد مجرد گدی نشینوں کا سلسلہ ختم ہوا.''(۱۱)

سید فیض علی سے سلسلے کی خاصی اشاعت ہوئی اور بہ قول حاجی محمد سعید فیضوی:

> ''آپ نے بہت سی کتب تصانیف فرمائیں، جن کی تعداد تیس سے اوپر ہے. جن میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں: ا.تفسیر اسرار البیان، ۲. آداب المشائخ ۳. تاریخ سخی شوق الٰہی ۴. مجموعہ وظایف سورۂ مزمل و حزب البحر ۵. درود تاج بمعہ شجرہ شریف، ۶. علاج القلوب. ان میں سے اول الذکر پانچ مطبوعہ ہیں اور باقی تمام غیر مطبوعہ یا نایاب.''(۱۲)

آپ کے ملفوظات آپ کے دست گرفتہ اللہ زندہ گوھر نے جمع کیے تھے جو **المجالس المرشد** (مطبوعہ: ملتان، چودھری غلام حسین فیضی، ۱۹۹۲ء) کے نام سے طبع ہو چکے ہیں.(۱۳)

القادر کاظمی، سید محمد عبداللہ گیلانی (گنجیال/ضلع: سرگودھا)، سید مراد حسین، سید صفدر حسین، سید احمد حسن، سید حسن محمد (فیصل آباد)، سید جہاں گیر شاہ، خواجہ عبدالرحمان، صوفی عبدالشکور، ڈاکٹر سردار قریشی، صوفی برکت علی شاہ (امام مسجد، بنگلا دیہراں والا)، عاشق رسول، سید طفیل شاہ (چشتیاں)، خواجہ غلام سرور، صوبے دار احمد حسن، محمد حفیظ بٹ، محمد امین بٹ، محمد افضل القادری، نور محمد (ٹاہو والی) مولانا گوھر علی۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے صاحب زادے سید مظہر علی بخاری سجادہ نشین ہوئے۔(۱۴) **المجالس المرشد** میں آپ کے دو اور خلفا چودھری غلام حسین (ملتان) اور میاں محمد بخش کے اسما ملتے ہیں۔

سید فیض علی کے ایک خلیفہ خواجہ عبدالرحمان کا مزار بھی ماڑی شوق الہی کے قریب کی بستی **رحمت مدینہ فیض آباد** میں ہے۔ وہ موضع گگروالا (ضلع گنگا نگر ریاست بیکانیر) کے رہنے والے تھے اور قیام پاکستان سے قبل وہیں سے آکر سید فیض علی کے دامن سے وابستہ ہوئے۔(۱۵) خواجہ عبدالرحمان کے ایک دست گرفتہ حافظ محمد اقبال قادری کا اپنے شیخ طریقت سے مناقب پر مشتمل پنجابی شعری مجموعہ **معارف شوق** طبع ہو چکا ہے۔

میاں فضل فرید الیکا کے بقول بہاول نگر میں کوٹ مخدوم و غوث پور کے نام سے دو گاؤں ہیں جن میں شیخ الاسلام بہاءالدین ابو محمد زکریا ملتانی کی اولاد آباد ہے۔ ان میں سے کسی کا اس سلسلے سے بھی تعلق ہے یا نہیں یہ معلوم نہیں ہو پایا۔(۱۶)

(III)

منڈی صادق گنج کے بارے میں مؤلف آئینہ منڈی صادق گنج رقم طراز ہیں:

"تحصیل چشتیاں آباد کا معروف قصبہ منڈی صادق گنج ہے۔ 'ہر کمال را زوال' کے مصداق خدا معلوم اس قصبے کو کس کی نظر بد لگ گئی ہے کہ یہ قصبہ قیام پاکستان کے ساتھ ہی زوال کا شکار ہو گیا۔ قیام پاکستان سے قبل یہ منڈی ریاست بہاولپور کی اول منڈی شمار ہوتی تھی۔ اس منڈی کی بنیاد نواب صادق محمد خان خامس عباسی کی پیدائش پر رکھی گئی۔ نواب صادق محمد خان خامس عباسی کی پیدائش ۱۹۰۴ء میں ہوئی اور اس منڈی کا سنگ بنیاد نواب صادق محمد خان خامس عباسی کے باپ نواب بہاول خان عباسی خامس نے ۱۲ نومبر ۱۹۰۴ء، ۲۹ جون ۱۹۲۱ء، ۳ [illegible]

۱۳۲۲ھ بروز ہفتہ کو اپنے ہاتھوں سے رکھا. عالی شان دربار منعقد ہوا، رسم نچھاور ادا کی گئی. علاقہ بھر کے معززین شامل اجلاس ہوئے تھے. اس اجلاس میں استقبالیہ پڑھا گیا. استقبالیہ کا جواب نواب محمد بہاول خان عباسی نے درج ذیل کلمات میں دیا: آج ہم بعض باہمت لوگوں کی سعی کی وجہ سے یہاں شہر صادق گنج کی بنیاد رکھنے کے لیے آئے ہیں. آپ کو معلوم ہے کہ ہم ایسے موسم سردی میں دور ایسی جگہوں میں جہاں پورے طور پر آبادی بھی نہیں پائی جاتی اور پانی تک بھی بہ مشکل ملتا ہے، محض اس وجہ سے دورہ کرتے ہیں کہ ہم خود دیکھیں کہ ملک کی آبادی میں ترقی کیوں کر ہو سکتی ہے. ہم تیار ہیں کہ لوگوں کے خیالات معلوم کریں کہ لوگوں پر کسی قسم کی تکلیف تو نہیں اور جب ہم رعایا پر کسی قسم کی تکلیف دیکھیں تو اُس کے رفع کرنے کی تجویز کریں. اس شہر صادق گنج کو بہ یادگار تولید سعید ولی عہد صاحب آباد کرنے کا خیال آپ لوگوں میں پیدا ہوا اور آپ کی درخواست اس غرض سے پہنچی کہ ہم اس کا بنیادی پتھر نصب کریں تو ہمیں آپ کی محبت اور دلی وفاداری پر اطمینان ہوا اور ہم نے بہ خوشی یہاں آنے کے لیے وقت دیا. تمھاری اور خصوصاً لالا ارجانی مل کی جو اس تجویز کا محرک ہوا ہے ہمت کا اعتراف کرتے ہیں اور اُمید کرتے ہیں کہ آپ لوگوں نے جس گرم جوشی سے اس شہر کو آباد کرنے کا ارادہ کیا اگر آئندہ بھی اسی طرح اپنی کوشش جاری رکھیں گے تو یہ غیر آباد خطہ تھوڑے ہی عرصہ میں ایک پر رونق شہر ہو جائے گا. اور جب ہم پھر کبھی یہاں آئیں گے تو اس جگہ پر جو اس وقت میدان کی صورت نظر آتی ہے ایک شان دار شہر پائیں گے. ہمیں اس بات کی خوشی ہوئی ہے کہ شہر کی آبادی کے محرک سب اس فرقہ کے لوگ ہیں جو تجارت پیشہ ہیں. ہم کو یقین ہے کہ ہندو مسلمان سب اس کے آباد اور بارونق کرنے کے واسطے بہ دل و جان کوشش کریں گے. تولید سعید ولی عہد صاحب کے موقعہ پر ریاست کے جن لوگوں نے ایک خاص طور پر اظہار خوشی کیا ہے ہم نے تجویز کیا ہے کہ ہم انھیں اس یادگار میں تمغے دیں. ارجانی مل نے بھی ایک خاص صورت میں اظہار خوشی کیا ہے، اس لیے بڑی خوشی سے ہم اس کو چاندی کا تمغہ عنایت کریں گے. آپ نے ابھی ظاہر کیا ہے کہ نقشہ میں دوکانوں اور سڑکوں کی جگہ تنگ رکھی گئی ہے. آپ کا یہ خیال درست ہے، جب ہم یہاں

نقشہ میں جو ہم نے دیکھا، اسے موقعے پر دیکھا ہمیں ایک نقص بھی معلوم ہوا ہے، وہ یہ ہے کہ شہر اسٹیشن کے بالکل قریب ہے اگر شہری آبادی بہت بڑھی تو جانب جنوب ایسی گنجائش نہیں، دوسری اطراف میں آبادی کا زیادہ زور ہوگا اور شہر بالکل بدوضع ہو جائے گا. اس لیے جو بنا ہم اب رکھتے ہیں وہ شہر کے وسط چوک کی بنا نہ ہوگی بل کہ شہر کے جنوبی دروازہ کی ہوگی. شہر کی آبادی اس کے شمال کی طرف ہوگی ،جنوبی جانب کسی قسم کی عمارت مثلاً بنگلا وغیرہ بن سکتے ہیں. ان باتوں کے لیے ہم نے تحصیل دار صاحب کو سمجھا دیا ہے کہ وہ ایک نقشہ تیار کر کے ہمارے سامنے پیش کریں. منظوریٔ نقشہ کے بعد دوکانات کی تقسیم ہوگی ،جن رعایات کا آپ نے ذکر کیا ہے اُن پر ہم پوری توجہ سے غور کریں گے اور اس کے بعد حکم مناسب دیں گے.'' (۱۷)

منڈی صادق گنج کی حدود اربعہ اور موجودہ صورت حال کے بارے میں ارشاد احمد خان عباسی لکھتے ہیں:

'' یہ قصبہ عرض بلد ۲۹ ... [illegible] ... مشرق میں ... مغرب میں ... [illegible] ... ۱۹۵۸ ... [illegible] ...'' (۱۸)

(IV)

منڈی صادق گنج ... [illegible] ... خواجہ محمد عبد ... [illegible] ... ۱۹۲۳ ... [illegible]

برادری میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی خواجہ نور محمد معنوی (نکی مانے کی/ضلع: اوکاڑہ) کے دست گرفتہ تھے۔ خواجہ نوری علوم ظاہری کی تحصیل کے بعد خواجہ نور محمد معنوی (۱۹) کے دامن سے وابستہ ہوگئے اور بعد ازاں خلافت و اجازت بیعت سے بھی سرفراز ہوئے۔ حج و روضۂ نبوی کی زیارت کے بعد اپنے شیخ طریقت کے حسب ارشاد بہ مقام جنڈولا (ضلع: فاضل کا) قیام اختیار کیا۔ جنڈولا میں قیام کے دوران ہی آپ کے والد گرامی نے عالم خاک و باد کو خیر باد کہا اور وہیں ان کی تدفین عمل میں لائی گئی۔ کچھ عرصہ جنڈ والا میں قیام کے بعد آپ نے منڈی صادق گنج میں مستقل قیام کا فیصلہ کیا اور اپنے والد گرامی کے جسد مبارک کو اپنے ہمراہ منڈی لے آئے جہاں ان کی دوبارہ تدفین کی گئی۔ منڈی میں قیام کے دوران خلق خدا خوب آپ سے فیض یاب ہوئی اور دور نزدیک کے ہزاروں مرد و زن آ آ کے آپ سے مستفید ہوئے۔ ۵ شوال ۱۳۶۰ھ / ۲۶ اکتوبر ۱۹۴۱ء بروز اتوار آپ نے وفات پائی اور اپنے والد گرامی کے مزار میں ان کی قبر کے دائیں پہلو میں آپ کی تدفین عمل میں لائی گئی۔ محمد حسن میرانی (۲۶ اکتوبر ۱۹۲۶ء-۲ جون ۲۰۰۳ء) نے درج ذیل قطعہ وفات کہا: (۲۰)

"خواجہ عبدالحکیم نوری مرحوم"

۱۳۶۰ھ

حضرت نوری میاں عبدالحکیم
حیف! اکمل عارف دوراں گذشت
گفت ہاتف سال رحلت اے حسن!
"جانب فردوس آہ نوری برفت"

۱۳۶۰ھ

آپ کے چند خلفا کے نام درج ذیل ہیں: خواجہ فخر الدین (بھابڑا- پاک پتن)، سید مصباح علی (مظفر گڑھ)، میاں سلطان محمود (حویلی لکھا)، میاں غلام مصطفیٰ (بستی بچے کی/تحصیل: چنن آباد)، میاں اللہ دین (بستی کھوسہ/تحصیل: منچن آباد)، میاں محمد نواز (کراچی)، میاں شیر محمد (میکلوڈ گنج/منچن آباد)۔ (۲۱)

آپ کی تصانیف و تالیفات کی تعداد ایک درجن سے زائد تھیں۔ کچھ تو اخلاف کی لاپرواہی کے سبب دیمک کی نذر ہوگئیں اور کچھ عقیدت مندوں کی عقیدت کی بہ دولت کہاں کہاں پہنچیں اس

آپ کی وفات کے بعد آپ کے فارسی، اردو اور پنجابی کلاموں کے انتخاب **درددل نوری** (۲۴) اور **درد دل** (تین حصص) (۲۵) کے نام سے شایع ہوئے. آپ کے ملفوظات **مجالس نوری** (جامع: گل محمد) کے نام سے شایع ہو چکے ہیں. (۲۶) آپ کی ایک تالیف **ولولہ عشقیہ** کا اصل نسخہ کہاں ہے یہ نہیں معلوم ہو پایا البتہ اس کے مصورے میاں فضل فرید لالیکا (بہاول نگر) اور ارشاد احمد خاں عباسی (فتح گڑھ ضلع بہاول نگر) کے ذخیرۂ کتب میں محفوظ ہیں. جب کہ **مجالس نوری** کے قلمی نسخے کی فوٹو کاپیاں میاں فضل فرید، ارشاد عباسی اور شاہ رضوان اختر سہروردی کے پاس ہیں. (۲۷) شاہ رضوان اختر سہروردی نے اپنی تالیف **علماء و مشائخ منڈی صادق گنج** میں آپ کی سات اور تالیفات کے نام تحریر کیے ہیں، جن کے قلمی نسخے خواجہ نوری کے اخلاف کے پاس موجود ہیں. (۲۸)

بیعۃ الرضوان اور **درد دل** سے چند اشعار بہ طور نمونہ یہاں نقل کیے جاتے ہیں: (۲۹)

جھڑے پنج ست پیر بنائے جا کر آکھن بھائی
فقہ فتوےآں دا ایہ مسئلہ سند عشاق نہ کائی
عشقوں پتے ہی ایہ گل جو دوجا پیر بنائے
مقصد وحدت والا ڈھونڈھیں جے گر مدی نہ پائے
عشق کدوں اوہ اپنی دعویٰ کرنا سوہے
تے جیہڑے عشق دا دعویٰ کرن تنہاں نوں اوہو
دعویٰ کرنے والے ہوندے عشق ایہدوں خالی
بھاویں نال فریب بناون صورت دیہہ والی

جہاں لامکاں سے ہم آئے ہوئے ہیں
نشان بے نشاں میں سمائے ہوئے ہیں
نہ پہچانو ہم کو کہ ہم وہ نہیں ہیں
اپنی صورتوں میں چھپائے ہوئے ہیں
تنہا بن کے درویش اپنی ہی جانب
مراقب بنے سر جھکائے ہوئے ہیں

ہمارے سوا دو جہاں میں نہیں ہے
اگر ہے تو ہم ہی چھپائے ہوئے ہیں
ہمارا نہیں غیر بے چارہ **نوری**
یہ راز اس کو ہم نے بتائے ہوئے ہیں

مطلق وجود پاک ز نام و نشان منم
الحق ورا ورا ز کون و مکان منم
کثرت همه گم است بدریای وحدتم
موجود هر چه هست عیان و نهان منم
هر هست هست نیست به هستی ذات من
آن هست کوست هستی مطلق همان منم

ای که هر دم از غمت حالم بحال دیگر است
بشنو حالم با توجه کین مقال دیگر است
غرق عصیان گشته ام از هستی خود لا جرم
هستیم را دور افگن این ملال دیگر است
نی مشیخت خواهم و نی دلق و تسبیح و عصا
ای زاهد بخش و عاشق را خیال دیگر است
طلب زاهد جنت است و طلب عاشق وصل یار
آن سوال دیگر است و این سوال دیگر است
مذهب **نوری** چه پرسی مشرب رندی بس است
بند این و آن گزیدن انفصال دیگر است

منڈی صادق گنج میں ایک اور مزار سید ارشد گنج ترب دار معروف بہ سندر قلندر کا ہے۔ یہ بزرگ مجذوب تھے، ان کا تعلق کس علاقے سے تھا وثوق سے کچھ کہا نہیں جا سکتا، کچھ حضرات کا کہنا ہے کہ وہ بنگادیش کے رہنے والے تھے۔ دونوں ہاتھوں میں کنگن پہنتے تھے جو آخر دم تک پہنے رہے۔

جب زیادہ گرمی ہوتی تو کسی کی جگہ پہ رضائی اوڑھ کے لیٹ جاتے اور سردیوں میں ٹھنڈا پانی اپنے اوپر ڈالا کرتے تھے. برادر طریقت ہاشم علی سندر کے والد گرامی شیخ قاسم علی سے بہت مانوس تھے اور انہی کی گود میں آخری سانس لیا. آپ ۱۳ مارچ ۱۹۷۰ میں عالم قدس کو سدھارے، مولانا غلام محمد (پاک پتن) نے آپ کا جنازہ پڑھایا. آپ کا مزار منڈی صادق گنج میں ہے. شیخ قاسم علی کے صاحب زادگان ہر سال آپ کا عرس مناتے ہیں. (۳۰) چچا صاحب کے ملفوظات مرتبہ شاہ رضوان اختر سہروردی میں ان کے خاصے حالات درج ہیں.

مولانا محمد رمضان تونسوی (۱۸۹۵-۲۱ فروری ۱۹۷۱ء) کی تربت ریلوے اسٹیشن کی طرف واقع مدینہ مسجد میں ہے. آپ کے والد گرامی کا نام مولانا محمد حامد تھا اور آپ کی ولادت تونسہ مقدسہ میں ہوئی. آپ کانجو قبیلے سے تعلق رکھتے تھے، آپ کے دادا مولانا محمد عثمان شمالی وزیرستان کے علاقے میران شاہ کے قصبہ ٹل سے ہجرت کر کے تونسہ میں آکر آباد ہوئے تھے. مولانا رمضان، علامہ انور شاہ کاشمیری (۲۷ شوال ۱۲۹۲-۳ صفر ۱۳۵۲ھ/ ۱۵ اکتوبر ۱۸۷۵-۲۹ مئی ۱۹۳۳ء) کے ارشد تلامذہ میں سے تھے. آپ دار العلوم دیوبند کے فارغ التحصیل اور سلسلہ قادریہ میں شاہ عبد القادر رائے پوری (م: ۱۴ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ/ ۱۶ اگست ۱۹۶۲ء) کے دست گرفتہ و خلیفہ تھے. ۱۳۵۶ھ/ ۱۹۳۶ء میں منڈی صادق میں آپ کی آمد ہوئی اور اسی سال آپ نے مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن اور مدینہ مسجد منڈی صادق گنج کی بنیاد رکھی. مسجد و مدرسے کے لیے جگہ نواب صاحب بہاول پور نے دی. بعد از وفات اپنی ہی مسجد میں دفن کیے گئے. آپ کی نماز جنازہ مولانا نذیر احمد ترکستانی نے پڑھائی. (۳۱) آپ کے تفصیلی احوال شاہ رضوان اختر سہروردی نے اپنی تالیف علماء و مشائخ منڈی صادق گنج میں جمع کیے ہیں.

حسن نواز شاہ

-سہرورد-
نڑالی تحصیل گوجر خان
suhraward@yahoo.com

یکم جنوری ۲۰۱۴ء

حوالہ جات وحواشی

۱. سلیم شہزاد، **تاریخ بہاول نگر، معدوم سے معلوم تک**، لاہور، بک ہوم، ۲۰۱۱ء، ص ۴۴

۲. ایضاً، ص ۵۹ ۳. ایضاً، ص ۶۳

۴. ایضاً، ص ۶۹

۵. سلیم شہزاد، ص ۱۴۹

لالیکا، فضل فرید، **آثارِ قدیمہ**، مشمولہ، **تماہی پنجابی ادب**، لاہور، جنوری - مارچ ۱۹۹۳ء، ج ۷، ش ۲۵، ص ۲۷

لالیکا، فضل فرید، **چھچھ چتر**، لاہور، سانجھ پبلی کیشنز، فروری ۲۰۱۱ء، ص ۲۳۳

۶. عباسی، ابوالممتاز ارشاد احمد خاں، **بزرگانِ دین ضلع بہاول نگر**، فتح گڑھ، عباسی لائبریری، ۱۹۹۲ء، ص ۹۰-۹۱ (سال اشاعت گو ۱۹۹۲ء لکھا ہے مگر پس سرورق پہ مولف کی تصویر کے نیچے مارچ ۱۹۹۵ء رقم ہے)

ایضاً، **ٹیلی فونک مکالمہ از راقم**، فتح گڑھ/ضلع: بہاول نگر، ۱۲ دسمبر ۲۰۱۳ء

۷. شہاب، مسعود حسن، **اولیاے بہاول پور**، بہاول پور، اردو اکیڈمی، ۱۹۸۴ء، دوم، ص ۶۴

۸. حسن نواز شاہ، **گوجر خان کے سہروردی مشائخ**، نڑالی، مخدوم امیر جان لائبریری، دسمبر ۲۰۱۳ء، ص ۱۱۷

فیضوی، محمد سعید، **تحفہ کیمیا فیضو یہ اہلِ ذکر**، بہاول نگر، مولف خود، ربیع الاول ۱۴۱۴ھ، ص ۵۰۴، ۵۰۶

سخی شوق کے کتبہ قبر پہ کندہ تاریخ وفات ۱۰۳۷ھ بہ عمر ۹۹ سال، قراین و آثار سے راست نہیں لگتی۔ بالفرض اگر اس تاریخ کو صحیح مان بھی لیا جائے تو پھر آپ کا جو شجرۂ طریقت کتب میں ملتا ہے اس کے بارے میں کئی اشکالات جنم لیتے ہیں جس پہ تفصیلی کلام کا یہ محل نہیں۔ البتہ صرف ایک نقطے کی نشان دہی کرتا چلوں کہ سخی شوق الٰہی اور مؤسس سلسلہ مرتضا شاہیہ شاہ مرتضا آنند بخاری کے درمیان چار واسطے ہیں اور شاہ مرتضا کا سال وفات محققین نے ۱۰۷۳ھ قیاس کیا ہے۔ اب اگر اس قیاسی سال وفات کو عارضی طور پر تسلیم کر بھی لیا جائے تو یہ کیسے طے ہوگا کہ مؤسس سلسلہ تو ۱۰۷۳ھ میں وفات پائیں اور ان سے پانچ ویں پشت پہ ان کا روحانی خلف ان سے کئی سال قبل ۱۰۳۷ھ میں وفات پا گیا ہو۔

۹. ایضاً، ص ۵۰۴

۱۰. لالیکا، فضل فرید، **آثارِ قدیمہ**، مشمولہ، **تماہی پنجابی ادب**، ص ۲۷

لالیکا، فضل فرید، **چھچھ چتر**، ص ۲۳۳

سلیم شہزاد، ص ۱۵۰

[illegible]

۱۳. ملفوظات کی نشان دہی نیز اس کی اشاعت کی اطلاع میاں فضل فرید لالیکا صاحب نے دی۔ راقم ان کا ممنون ہے۔ (لالیکا، میاں فضل فرید، **ٹیلی فونک مکالمہ از راقم**، بہاول نگر، ۷، ۸ جنوری ۲۰۱۴ء)

۱۴. فیضوی، ص ۲۹۴-۲۹۷، ۳۰۴

۱۵. اقبال قادری، حافظ محمد، **معارف شوق**، بہاول نگر، شاعر خود، س ن، ص ۶-۷

۱۶. لالیکا، میاں فضل فرید، **ٹیلی فونک مکالمہ از راقم**، بہاول نگر، ۲۵ دسمبر ۲۰۱۳ء

۱۷. عباسی، ارشاد احمد خاں، **آئینہ منڈی صادق گنج**، غیر مطبوعہ

سلیم شہزاد نے تاریخ تاسیس ۱۴ نومبر لکھی ہے۔ (**تاریخ بہاول نگر، معدوم سے معلوم تک**، ص ۹۔)

۱۸. عباسی، **آئینہ منڈی صادق گنج**، غیر مطبوعہ

۱۹. خواجہ نور محمد معنوی، خواجہ غلام رسول تونسوی (۱۲۳۰-۲۱ رمضان ۱۲۹۳ھ/۱۸۱۵-۳ [illegible] ۱۸۷۶ء) کے مرید و خلیفہ تھے۔ (الٰہی بخش، خواجہ عبدالحلیم، **تذکرہ مشائخ تونسیرہ**، تونسہ، ضلع بہاول نگر، انجمن خدام تونسویہ، ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۵ء، اول، ص ۱۹۵) خواجہ غلام رسول اپنے جد امجد خواجہ محمد عظمت اللہ تونسوی (اندازاً ۱۱۵۱ھ/۱۷۳۸-۱۸۳۸ء، ۲۳ ذیقعد ۱۲۵۳ھ) سے بیعت تھے اور خلافت و اجازت بیعت شاہ محمد سلیمان تونسوی سے تھی۔ (ایضاً، ص ۱۲۹) خواجہ محمد عظمت، خواجہ نور محمد مہاروی (۱۱۴۲ھ/[illegible]-۳ ذی الحجہ ۱۲۰۵ھ/۳۰-۱۷۳۰-۱۳ اگست ۱۷۹۱ء) کے مرید و خلیفہ ہیں۔ (ایضاً، ص ۵۲)

۲۰. میرانی، محمد حسن، **قندیل تواریخ**، بہاول پور، اردو اکیڈمی، ۱۹۹۱ء، ص [illegible]

۲۱. سہروردی، شاہ رضوان اختر، **علماء و مشائخ منڈی صادق گنج**، غیر مطبوعہ

۲۲. **بیاض الرضوان** کی دوسری اشاعت جلال برقی پریس [illegible] سے ہوئی تھی اس کا ایک نسخہ مخدوم [illegible] جان لائبریری نزالی اور ایک میاں فضل فرید لالیکا کے ذاتی ذخیرہ کتب میں محفوظ ہے

۲۳. سہروردی، **علماء و مشائخ منڈی صادق گنج**، غیر مطبوعہ

۲۴. **درود دل نوری**، باہتمام پیر محمد حسن نوری، منڈی صادق گنج سے شائع ہوئی اور [illegible] صفحات پر مشتمل ہے۔ سال اشاعت مرقوم نہیں۔

۲۵. درود دل تین حصوں میں باہتمام صاحبزادہ محمد فاروق نوری شائع ہوا۔ حصہ اول [illegible] صفحات پر مشتمل ہے۔ سن اشاعت درج نہیں۔ حصہ دوم باہتمام صاحبزادہ محمد [illegible] نوری [illegible] ۱۴۱۶ھ میں شائع ہوا اور اس کے چالیس صفحات ہیں۔

۲۶. **مجالس نوری** ۲۰۰۹ء میں مکتبہ اسلامیہ [illegible] سے شائع ہوئی۔ مجالس نوری کے بارے میں ارشاد احمد [illegible]

لکھتے ہیں: ''مجالس نوری جس کو صاحب زادہ مقصود احمد صابری نے اپنی تالیف لکھ کر ۲۰۰۹ء میں شائع کیا، اس کے ساتھ جو سوانحی خاکہ دیا گیا ہے، اس میں بہت ہی افراط و تفریط کی گئی مجالس نوری مرتبہ مولوی گل محمد کی فوٹو سٹیٹ میرے پاس موجود ہے، اس کو بھی کئی مقامات پر تبدیل کیا گیا ہے۔ مجھے پڑھ کر اشد افسوس ہوا کہ واقعات کو توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا۔ راقم الحروف ۱۹۶۳ء سے دربار نوری پر حاضری دیتا رہا ہے۔ موجودہ سجادہ نشین مولوی محمد مشتاق نوری کو اس بات کا بہ خوبی علم ہے۔'' (سہروردی، **علماء و مشائخ منڈی صادق گنج**، غیر مطبوعہ)

۲۷۔ سہروردی، **علماء و مشائخ منڈی صادق گنج**، غیر مطبوعہ ۲۸۔ ایضاً

۲۹۔ نوری، محمد عبدالحلیم، **بیعۃ الرضوان نو ترمیم**، جالندھر، جنرل برقی پریس، س ن، دوم، ص ۵، ۷، ۱۴

ایضاً، **ورود دل**، منڈی صادق گنج، صاحب زادہ محمد فخر الحق نوری، یکم محرم ۱۴۱۶ھ، ۳، ۵-۷، ۳۱-۳۲

۳۰۔ سہروردی، **علماء و مشائخ منڈی صادق گنج**، غیر مطبوعہ

راقم الحروف نے اپریل ۲۰۰۴ء میں برادر طریقت ہاشم علی سندری کی فرمائش پہ بابا سندر کی مدح میں تین قطعات کہے تھے جو ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں:

سراپا راز ہیں کتنے کمال ہیں سندر
یہ کس کا حسن ہیں کس کا جمال ہیں سندر
جناب غوث بھی ہیں ان پہ مہرباں **ہاشم**!
فریق جلوہ نور بلال ہیں سندر

عجیب طور سے کچھ دل نواز ہیں سندر
کسی میں ناز، کسی میں نیاز ہیں سندر
یہ کہہ رہا تھا سر راہ کون اے **ہاشم**!
کہ حج کسی کا، کسی کی نماز ہیں سندر

سلوک و جذب کا اک امتزاج ہیں سندر
کہ اہل عشق کے ہر سر کا تاج ہیں سندر
قریب و دور کا **ہاشم** یہ تذکرہ کیسا
کہ جیسے کل کو تھے، ویسے ہی آج ہیں سندر

۳۱۔ ایضاً

(۱)

شیخ الاسلام سید نورالدین مبارک بن عبداللہ غزنوی معروف بہ میر دہلی سے سلسلہ سہروردیہ کی جس شاخ کا اجرا ہوا وہ سہروردیہ **غزنویہ** کے نام سے معروف ہوئی۔ شیخ احمد برنی (جامع سراج الہدایہ ملفوظات: سید جلال الدین حسین معروف بہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت بخاری) نے شیخ الاسلام غزنوی کا ذکر ان الفاظ میں کیا:

"سید السادات، منبع علوم و سعادات، فخر [illegible]
[illegible]
[illegible]
مبارک غزنوی [illegible]
بزرگ سادات [illegible]"(۱)

شیخ الاسلام غزنوی، ابوالفضل سید عبداللہ حاجی بن سید شرف الدین محدث کے ہاں غزنی زیدی خانوادے میں پیدا ہوئے۔ آپ کا شجرہ نسب درج ذیل ہے:

"سید نورالدین مبارک غزنوی معروف بہ میر دہلی، سید عبداللہ ابوالفضل ملقب بہ میر حاجی، سید شرف الدین محدث مکی، سید ابوالحسن محمد ساوی، سید حسن ابو محمد الفارسی نقیب کوفہ، سید ابوالحسن محمد، سید حسین ابو عبداللہ، سید احمد المحدث الشاعر، سید محمد، سید [illegible]، سید حسین، سید زید شہید، امام زین العابدین، امام حسین، حضرت علی المرتضیٰ"(۲)

آپ کے مولد کے بارے میں دو روایتیں ہیں۔ خیر المجالس کی روایت کے مطابق آپ غزنی میں پیدا ہوئے۔ تفصیل اس امر کی یوں ہے:

"[illegible]

مبارك غزنوی نعمت ازو یافته بود.بعدازاں فرمودند که درآنوقت بازرگانی بود، از مریدان ایشان،آمدو گفت:در خانهٔ من پسرمتولد شده، بندہ زادۂ شما است،نعمتی همراه اوبکنید.خواجه محمداجل شیرازی فرمود: نیکو باشد، چون من فردانماز بامدادبگزارم،پیش من خردك رابیاری، ازجانب راست بیاری ودرنظرمن داری.و همان روزپدرسید مبارك درآن محلس حاضر بود،این حدیث شنید.سیدمبارك غزنوی متولد شده بودوپدرشیخ مبارك باخود گفت:من نیز این پسرك خود را بیارم و در نظر شیخ دارم.گوکه به طفیل آن بازرگان بچه شیخ نعمتی همراه او کند.چون وقت نماز بامدادشد،پدر سید مبارك پیشترحاضر بود.مؤذن تکبیر گفت.شیخ نماز تمام کرد.پدرسید مبارك غزنوی ازجانب راست شیخ درآمدوسیدمبارك رادرنظر شیخ آورد،شیخ در نظر کرد.آن نعمتها از آنجا بود. بعدازان بازرگان درآمد.شیخ گفت:"نعمت نصیب سیدزاده شد، تو بازد گرد.''(۳)

ترجمہ:''غزنی میں ایک بزرگ شیخ محمد اجل تبریزی [شیرازی] نام [کے] تھے. سید مبارک غزنوی نے ان سے نعمت پائی ہے.ان کا ایک سوداگر مرید تھا،ایک دن اس نے عرض کیا: میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوا ہے اور آپ کا بندہ زادہ ہے، کچھ نعمت اس کو عطا فرمائیں.خواجہ محمد اجل تبریزی [شیرازی] نے فرمایا: اچھا! جب میں کل صبح نماز پڑھ لوں تو اس لڑکے کو دائیں طرف سے میرے آگے لانا. اتفاقاً اسی روز سید مبارک غزنوی بھی پیدا ہوئے تھے،ان کا باپ اس مجلس میں حاضر تھا، یہ بات سن کر دل میں کہا: میں بھی اپنے لڑکے کو شیخ کے آگے لاؤں کہ بہ طفیل اس سوداگر بچہ کے شاید شیخ کچھ نعمت اس کو بھی عنایت کریں.شیخ نے جب فجر کی نماز تمام کی تو یہ دائیں طرف سے آئے اور سید مبارک کو پیش نظر رکھ دیا، شیخ نے ان پر نظر محبت ڈالی.یہ سب نعمتیں ان کو وہاں سے ملیں.بعد اس کے وہ سوداگر اپنے لڑکے کو لایا، شیخ نے فرمایا: وہ حصہ سیدزادہ کو مل گیا، اب تم لوٹ جاؤ.''(۴)

درر نظامی کی ایک روایت کے مطابق شیخ بدرالدین غزنوی کے والد گرامی شیخ اجل سرزی کے مرید تھے.خواجہ نظام الدین اولیا راوی ہیں:

اجل سرزی کے قدیم مریدان سے تھے۔'' (۵)

راقم کا خیال ہے کہ مذکورہ بالا **خیر المجالس** کی روایت اصلاً شیخ بدر الدین غزنوی کے بارے میں ہے، جسے دونوں حضرات کے اسما میں غزنوی کے لاحقے کے سبب گڈ مڈ کر دیا گیا اور شیخ بدر الدین کی جگہ نور الدین نقل ہو گیا۔ شیخ الاسلام غزنوی کی بغداد میں ولادت کے بھی مضبوط شواہد موجود ہیں جنھیں آگے نقل کیا جا رہا ہے۔ ان ہر دو حوالہ جات میں تطبیق کی ایک ہی صورت ہے کہ **خیر المجالس** کی روایت کو شیخ بدر الدین غزنوی سے متعلق سمجھا جائے اور شیخ الاسلام غزنوی کا مولد بغداد ہی تسلیم کیا جائے۔ اگر **خیر المجالس** کی روایت کو مانتے ہوئے ہم شیخ الاسلام غزنوی کی جائے ولادت غزنی فرض کر لیں تو اس سے شیخ الاسلام غزنوی کے احوال سے متعلق کئی الجھنیں جنم لیتی ہیں جن پر تفصیلی کلام کا یہ محل نہیں۔

اخبار الجمال معروف باشجار الجمال میں **ملفوظات عز الدین دہلوی غوثیہ** از شاہ حسین جون پوری اور **انساب الاتقیا** از عبد اللطیف کے حوالے سے لکھا ہے کہ شیخ الاسلام غزنوی بغداد میں پیدا ہوئے۔ آپ شیخ الشیوخ سہروردی کے بھانجے تھے۔ ان سے بیعت و خلافت سے بھی سرفراز تھے۔

"[illegible]

[illegible] ہے۔" (۶)

اخبار الجمال کی روایت کی تتبع میں صاحبان **روض الازہر فی مآثر القلندر**، **نفحات العنبریہ من انفاس القلندریہ**، **انقصاح عن ذکر اہل الصلاح** اور **فصول مسعودیہ** نے بھی آپ کی جائے ولادت بغداد ہی قرار دی ہے۔ سابق الذکر منابع کے مطابق جس دن سید نور الدین مبارک کی ولادت ہوئی، ان کے والد گرامی انھیں شیخ الشیوخ کی خدمت میں لے گئے۔ شیخ الشیوخ نے .... دیکھ کر فرمایا: یہ **مجھ سے ہے**۔ چند دنوں بعد سید مبارک بیمار ہوئے اور اس حد تک علیل ہوئے کہ اہل خانہ کو آپ کی وفات کا یقین ہو گیا۔ آپ کے والد گرامی نے تدفین میں اس لیے تاخیر کی کہ شیخ الشیوخ کا فرمان "یہ **مجھ سے** ہے" ان کے دھیان میں تھا۔ آپ کے والد گرامی آپ کو .... شیخ الشیوخ کی خدمت میں لے گئے اور تمام ماجرا گوش گزار کیا۔ شیخ الشیوخ نے بچے کی طرف دیکھ [illegible] ہو گیا ہے، اور حاضرین سے [illegible] دیکھتے ہیں شیخ الشیوخ نے آپ [illegible]

اتارا اور آپ کو دیکھ کے فرمایا: یہ تو ٹھیک ہے. اس پر آپ نے رونا شروع کر دیا:

''سید مبارک غزنوی از خلفای شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین السہروردی است، چون بوجود آمد، والد ماجد او را بخدمت شیخ برد، شیخ دید و فرمود: ہو منا (وی از ماست). چون بخانہ آمد بعد از چند روز بیمار شد و بظاہر جماد شد کہ گویا مردہ است، مگر والد او در تدفین توقف ساخت و گفت کہ شیخ در حق او فرمودہ است: ہو منا، او را از شیخ نصیبی خواہد بود. او چگونہ پیش ازین بمیرد و بخدمت شیخ حاضر شدہ حال بعرض رسانیدہ، حضرت شیخ فرمود کہ شاید سکتہ باشد و یاران را گفت بیایید بہ بینم، آمدہ، دید و چادر از روی او کشید و فرمود: صحیح است، پس بافاقت آمد و گریہ کرد و ہرگاہ بہ بلوغ رسید شیخ تربیت فرمود و خلیفۂ خود گردانید و بغزنین برای ہدایت و ارشاد فرستاد.''(۷)

آپ نے علوم متداولہ کی تحصیل کن اساتذہ سے کی اس بارے میں اب تک میسر ماخذ خاموش ہیں. البتہ آپ کے شیخ الاسلام کے عہدے پہ فائز ہونے سے آشکار ہے کہ آپ نے علوم مروجہ کی تحصیل بغداد کے نامور اساتذہ سے کی ہوگی. علوم ظاہری کی تحصیل کے بعد آپ شیخ الشیوخ سہروردی سے بیعت و خلافت سے سرفراز ہوئے اور شیخ نے ہدایت خلق کے لیے آپ کو غزنی بھیج دیا. آپ نے کچھ عرصہ غزنی میں قیام کیا اور راجی محمد کے بہ قول: اکثری انام را بپایہ ہدایت کہ نہایت و لایت است رسانیدند.(۸)

انھی دنوں سلطان شہاب الدین محمد بن سام غوری (م: یکم شعبان ۶۰۲ھ/۱۳ مارچ ۱۲۰۶ء)، رائے پتھورا پہ فتح و نصرت کی درخواست کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے. آپ نے فتح کی بشارت کو شیخ الشیوخ سہروردی کے اذن سے مشروط کر دیا. شیخ الشیوخ نے فتح کی یوں بشارت عطا فرمائی: ھو المبارک، مبارک القدوم. راجی محمد نے لکھا ہے:

''دران ایام بادشاہ معز الدین محمد سام عرف شہاب الدین غوری از پتھورا نام راجہ' ہندوستان انہزام یافتہ. بغزنین کہ شتافت از سید السادات استدعا فتح و نصرت درخواست. سید نور الدین موقوف بر اذن حضرت شیخ الشیوخ داشت، چون بادشاہ عرایض متضمن بطلب فتح و

شیخ الشیوخ بغداد ارسال نمود. حضرت شیخ الشیوخ قبول نصرت بخشیده، درباب ارسال خلیفۂ خود فرمود که هو التبارک مبارک القدوم."(۹)

قاضی عبدالحلیم اثر افغانی (جون ۱۹۱۰ء - ۸ دسمبر ۱۹۸۷ء) نے بغیر کسی حوالے کے لکھا ہے کہ سلطان غوری کو شہاب الدین کا لقب بھی شیخ الشیوخ نے عطا کیا تھا۔ وہ لکھتے ہیں:

"چنانچه د حضرت معزالدین محمدابن سام غوری د دے درخواست په جواب کښی حضرت شیخ الاسلام و شیخین په کمال مهربانی سره په دے موقع باندے خپل لقب "شهاب الدین" په محمد بن سام غوری باندے کیښودلو [illegible]"(۱۰)

شیخ الشیوخ کے حسب حکم آپ اپنے خویش و اقربا سمیت ۵۸۸ھ/۱۱۹۲ء میں سلطان غوری کے لشکر کے ہمراہ غزنی سے برصغیر تشریف لائے۔ اخبار الجمال میں مذکور ہے:

"حسب الامر حضرت شیخ الشیوخ [illegible] مبارک مع فرزند خویش [illegible] ہندوستان [illegible] حضرت شیخ الشیوخ [illegible] [illegible]"(۱۱)

بعد ازاں آپ دہلی تشریف لائے اور سلطان شمس الدین التمش (م ۲۰ شعبان ۶۳۳ھ/۲۹ اپریل ۱۲۳۶ء) کے دور میں شیخ الاسلام کے عہدہ پر دہلی میں فائز ہوئے۔(۱۲) سلطان التمش کی مدت آپ سے عقیدت رکھتے تھے [illegible] اخبار الجمال میں ایک روایت سے [illegible] شرف السادات [illegible]

"[illegible] شرف السادات [illegible]

رسول آید،دامن شما گرفته ام،فردا قیامت،این عاصی رااز دست خود
نگهدارید که تاازسید نورالدین مبارك عهد نامۂ شفاعت رسول مقبول
ﷺ نویسانده، گفته بود که در قبر بر سینۂ من نهاندد."(۱۳)

شرف السادات کے پیشِ نظر نسخے میں مذکورہ بالا اقتباس کچھ تفاوت کے ساتھ آیا ہے:

"سلطان شمس الدین ہر بار سید السادات سید مبارك غزنوی
را بار خاص و عام متصل خود نشاندی و سید قطب الدین را راستان خود
نشاندی. بارها دست در دامن سید مبارك غزنوی زدی و بتواضع
شکستگی گفتی که من ترك عجمی ام ببرکت جد شما بادشاهی رسیده
ام و بمعاصی نفس گرفتارم دست در دامن شمازده ام که فرزندان و جگر
گوشگان رسول اید و با سرور عالم ﷺ یاری و انبساطی کنی دارید که
فردا قیامت مرا از دست مگذارید از سید مبارك عهد نامه سید تا فردا
قیامت شفاعت کند."(۱۴)

ضیاء الدین برنی کی **تاریخ فیروز شاہی** میں آپ سے منسوب ایک طویل خطبہ منقول ہے۔ برنی کے بہ قول: آپ نے ایلتتمش کے دربار میں ایک طویل خطاب فرمایا تھا۔ خطبے کے آپ سے انتساب پہ پروفیسر خلیق احمد نظامی (۲۵ دسمبر ۱۹۲۵ - ۵ دسمبر ۱۹۹۷ء) کا موقف بہت راست ہے ،وہ رقم طراز ہیں:

"برنی نے یہ مواعظ بالتفصیل اپنی تاریخ میں نقل کیے ہیں۔ یہ طے کرنا مشکل ہے کہ یہ ساری گفت گو [سیدنورالدین مبارک غزنوی ملقب بہ] میر دہلی کی ہے، یا برنی نے خود اپنے افکار و خیالات ان کی زبان سے ادا کر دیے ہیں۔ فلسفہ کی تعلیم کے خلاف جو کچھ سیدنورالدین مبارک کی زبان سے کہلوایا گیا ہے، وہ برنی کا اپنا خیال معلوم ہوتا ہے۔ اس لیے کہ فلسفیوں کا عروج اور فلسفہ کی ترویج کا مسئلہ عہد تغلق کا ہے اور ایلتتمش کے عہد میں کسی نوعیت اور شکل میں بھی موجود نہ تھا۔ اسی طرح کے خیالات برنی نے **فتاویٰ جہان داری** میں بھی ظاہر کیے ہیں۔ سیدنورالدین مبارک کے متعلق تفصیلی معلومات موجود نہ ہونے کی وجہ سے یہ طے کرنا مشکل ہے، کہ برنی نے کہاں تک ان کے خیالات کی صحیح ترجمانی کی

ہیں۔ برنی کی ایک اور تصنیف **صحیفۂ نعت محمدی** کے ساتھ ان کو پڑھا جائے تو اس مسئلہ کے کئی پہلو واضح ہو جاتے ہیں۔''(۱۵)

اگرچہ آپ سے **سلسلہ سہروردیہ غزنویہ** کا اجرا ہوا(۱۶) لیکن یہ **سلسلہ قادریہ سہروردیہ** کے نام سے ہی موسوم رہا، اور اس سلسلے میں اب تک قدیم ترین حوالہ اسی شاخ کے گیارہویں صدی کے اواخر کے ایک صوفی بزرگ ابوسعید دیوان سید محمد جعفر (مدفون: باڑھ ضلع پٹنہ- بہار) کی تالیف **اوراد مطلوب الطالبین** میں درج شجرہ ہے، جس میں بالترتیب شیخ الشیوخ کے بعد غوث اعظم شیخ عبد القادر گیلانی کا اسم گرامی ملتا ہے۔(۱۷) بہ نسبت شیخ الشیوخ کے دوسرے خلفائے کرام کے، جب کہ دیگر خلفاء کے شجرات میں شیخ الشیوخ کے بعد شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب عبد القاہر سہروردی (۴۹۰- ۱۷ جمادی الثانی ۵۶۳ھ/ ۱۰۹۷- ۱۹ مارچ ۱۱۶۸ء) کا اسم گرامی آتا ہے۔ قادریہ وسہروردیہ کا یہ مشترکہ شجرہ کب اور کس شیخ سلسلہ نے رائج کیا اور اس کا پس منظر کیا تھا، یہ ابھی زیر تحقیق ہے۔ البتہ **انتصاح عن ذکر اہل الصلاح** کی روایت کے مطابق شیخ غزنوی، شیخ الشیوخ سے سلسلہ قادریہ و سہروردیہ میں خلافت سے سرفراز ہوئے:

''حضرت [illegible] سلسلہ قادریہ و سہروردیہ [illegible] حضرت شیخ الشیوخ [illegible]۔''(۱۸)

اسی طرح **اصول المقصود** اور دیگر تذکروں میں مرقوم ہے کہ سید نجم الدین قلندر نے سلسلہ قادریہ وسہروردیہ کی خلافت اپنے والد گرامی سید نظام الدین غزنوی سے پائی

''حضرت [illegible] خلافت سلسلہ قادریہ و سہروردیہ [illegible]

[illegible] غزنوی [illegible]

[illegible] شہاب الدین سہروردی [illegible] حضرت شیخ [illegible]

سہروردی [illegible] سہروردی [illegible]

حضرت قطب [illegible]

[illegible]

[illegible]۔''(۱۹)

ان دونوں روایات پر تفصیلی بحث کا یہ موقع نہیں البتہ تمام روایات پر پائی آنے والی تاب

(شیخ الشیوخ سہروردی کے خلفائے کرام سے متعلق) میں مفصل کلام کروں گا۔

شیخ غزنوی نے یکم محرم ۶۳۲ھ/ ۲۶ ستمبر ۱۲۳۴ء کو وفات پائی اور دہلی میں حوض شمسی کے پاس سرائے لاڈو میں آپ کا مزار زیارت گاہ خلایق ہے۔(۲۰) **ذکر جمیع اولیای دہلی** میں آپ کا سال رحلت یکم محرم ۶۰۷ھ (۲۱) جب کہ **خزینۃ الاصفیا** میں ۶۴۷ھ مرقوم ہے۔(۲۲)

افضل الفواید میں آپ کی وفات سے متعلق ایک روایت ملتی ہے۔اس روایت کے مطابق آپ نے اپنی وفات سے ایک ہفتہ قبل ہی دنیا کو خیر باد کہہ دینے کی اطلاع دے دی تھی:

> ''سید نور الدین مبارک غزنوی نور اللہ مرقدہٗ پنجشنبہ (جمعرات) کو وعظ کرتے تھے۔ مولانا علاء الدین کرمانی بھی حاضر تھے۔جب سید نور الدین نے وعظ تمام کیا (تو) لوگوں کی طرف منہ کر کے فرمایا: اے عزیزو! پنجشنبہ آیندہ کو میں جہاں سے سفر کروں گا۔اس ہفتے تمھارا مھمان ہوں۔اسی اثنا میں مولانا علاء الدین کرمانی نے اٹھ کر کہا کہ لوگو! اسی طرح ہی (ہے) جیسا کہ سید صاحب کہتے ہیں۔ پنجشنبہ کے روز سید صاحب کا انتقال ہے اور جمعے کے روز اس دعا گو کا انتقال ہے۔ یہ سن کر مجلس سے نعرے بلند ہوئے اور ایسا ہی ہوا جیسا کہ سید صاحب اور مولانا علاء الدین کرمانی فرماتے تھے۔''(۲۳)

شیخ الاسلام غزنوی کی اولاد میں ان کے تین صاحب زادوں کے اسمائے گرامی ملتے ہیں یعنی: سید جلال/ سید نظام الدین/ سید عزیز اللہ صاحب تاج۔ان میں سے منجھلے فرزند سید نظام الدین غزنوی سے آپ کا سلسلہ چلا۔ان کی تربت بھی دہلی میں اپنے والد گرامی کے جوار میں غربی سمت میں واقع ہے۔**اخبار الجمال** میں ہے:

> ''سید نظام الدین که پسر دوم سید نور الدین مبارک است۔مزار ایشان نیز در دهلی بجانب غربی متصل و برابر مزار پدر بزرگوار خود است و ... را پسری بود نجم الدین قلندر نام۔''(۲۴)

راجی محمد نے شیخ نظام الدین ابو المؤید کو بھی شیخ الاسلام غزنوی کا خلیفہ لکھا ہے۔شیخ نظام الدین ابو المؤید آپ کی ہمشیرہ سیدہ بی بی ساراں کے صاحب زادے تھے۔**اخبار الجمال** میں ہے:

> ''پس ازین کنایه معلوم میشود کی حضرت نظام الدین ابو المؤید همراهی مرشد و خال خود که سید السادات امیر سید نور الدین مبارک

سید نظام الدین غزنوی کے صاحب زادے سید نجم الدین غوث الدہر قلندر (م: ۲۰ ذی الحجہ ۸۳۷ھ/ ۲۷ جولائی ۱۴۳۴ء) کا مزار نالچھہ/ضلع دھار (مدھیہ پردیش) میں ہے. انھوں نے سلسلہ قادریہ و سہروردیہ کی نسبتیں اپنے والد گرامی سے حاصل کیں (۲۶) جب کہ چشتیہ قلندریہ کی نسبت سید خضر رومی سے پائی. (۲۷) اس طرح یہ سلسلہ قادریہ سہروردیہ قلندریہ کے نام سے موسوم ہوا.

اگر چہ آپ پہ قلندری مشرب غالب تھا اور آخری عمر تک آپ داڑھی اور مونچھیں منڈایا کرتے تھے، لیکن وفات سے پندرہ سال قبل آپ نے داڑھی رکھ لی تھی. آپ نے شادی بھی کی اور صاحب عیال بھی ہوئے. (۲۸)

ذیل میں آپ کے چند ارشادات پیش خدمت ہیں جن سے آپ کے مشرب تصوف پہ روشنی پڑتی ہے:

☆ - ہم نے تم کو روٹی دی [illegible] سے مراد [illegible] ہے.

☆ - سلوک سے مراد اپنی یافت ہے.

☆ - ہمارے سامنے کئی جواہرات پیش ہوتے ہیں اور ہم ان میں سے کچھ نہیں لیتے

☆ - ہم جب خدا سے باتیں کرتے ہیں تو اس وقت ہمیں شدید مشکل کے باعث [illegible] ٹھیک انہیں ہوتا جس قدر کلام سننے میں ہوتا ہے. اس میں بشریت پگھلتی ہے

☆ - کسی کو بحالت ریاضت مختلف فرشتے نظر آئیں تو [illegible] ان پر فریفتہ نہ ہونا چاہیے.

☆ - جو کوئی مرتبے [illegible] ہے.

☆ - ہم حظوظ نفسانی کے ترک کو تصوف کہتے ہیں

☆ - ہر وہ عمل جس [illegible] ہے

☆ - قلندر چہار [illegible] است [illegible]

☆ - آپ بیعت لینے کے بعد یہ نصیحت فرماتے تھے [illegible] اور حرام و حلال کو پہچانو اور [illegible] بعد [illegible] تنہا پڑھنا [illegible]

☆ - ایک روز یہ شعر پڑھا

کفر کافر را و دین دیندار را
ذرّہ دردت دل عطّار را

پڑھ کر فرمایا: مراد از درد، درد طلب است. (۲۹)

سید نجم الدین کے احوال وارشادات ان کے خلیفہ شاہ حسین جون پوری نے رسالہ **غوثیہ** میں جمع کیے ہیں. (۳۰) آپ کے معروف خلیفہ شیخ قطب الدین بینا دل قلندر سرانداز غوثی فاروقی (۲۹ شعبان ۸۷۶-۲۵ شعبان ۹۲۵ھ/ یکم فروری ۱۴۷۵-۲۱ اگست ۱۵۱۹ء، جون پور) ہیں. بینا دل لقب کے بارے میں صاحب **نفحات العنبر یہ من انفاس القلندریہ** رقم طراز ہیں:

''بہ ظاہر آپ کی آنکھوں کے نشاں تک نہ تھے لیکن آنکھ والوں سے زاید آپ دیدۂ دل سے دیکھتے تھے اس لیے بینا دل مشہور ہوئے.'' (۳۱)

نفحات العنبر یہ من انفاس القلندریہ میں **مرادالمریدین** کے حوالے سے **سرانداز غوثی** کی وجہ تسمیہ کے بارے میں درج کیا گیا ہے:

''مرادالمریدین میں ہے کہ قاضی محمد تقی قلندر فرماتے تھے کہ آپ سرانداز غوثی اس لیے مشہور ہوئے کہ اثنائے ذکر غوثیہ میں سراندازی کے وقت آپ کا سر الگ ہو جاتا تھا اور یہ مرتبہ غوث کو حاصل ہے.'' (۳۲)

شیخ قطب الدین بینا دل کو سلسلہ سہرودیہ بہائیہ میں شیخ شمس الدین بڈھن ظفر آبادی سے بھی خلافت حاصل تھی. (۳۳)

شیخ قطب الدین کے کئی خلفا کے نام مختلف کتب میں درج ہیں، ان میں سے ایک بہار میں مدفون میر سید فضل اللہ حسنی معروف بہ سید گوسائیں (م: ۵ جمادی الثانی ۹۲۵ھ/ ۳ جون ۱۵۱۹ء، محلّہ دائرہ) ہیں. آپ کی جون پور سے بہار آمد پہ آپ کے قدم کی برکت سے اس جوار کے لاولد راجا کے ہاں لڑکے کی ولادت ہوئی اس لیے وہ آپ کو ارادتاً **سید گوسائیں** کہنے لگا اور یوں یہ لقب آپ کے نام کا حصہ بن گیا. (۳۴) آپ، شیخ قطب الدین بینا دل کے داماد بھی تھے اور یکے بعد دیگرے ان کی دو صاحب زادیاں (بی بی راضیہ و بی بی امینہ) آپ کے عقد میں آئیں. (۳۵)

میر سید فضل اللہ کا سلسلہ ان کے صاحب زادے میر سید محمود سے چلا اور میر سید محمود کے بعد ان کے صاحب زادے میر سید نصیر الدین مسندِ ارشاد پہ فائز ہوئے. (۳۶)

میر نصیر الدین کے دو خلفا سے سلسلہ جاری ہوا. ایک شیخ ابراہیم اور دوسرے میر سید تقی

الدین سے.(۳۷)

میر سید تقی الدین کا سلسلہ میر سید نظام الدین سے چلا. آگے میر سید نظام الدین کے خلیفہ میر سید اہل اللہ ہوئے جن سے سلسلے کا اجرا ہوا. میر سید اہل اللہ، میر سید نصیر الدین بن محمود کی صاحب زادی بی بی مریم زوجہ میر سید اشرف عرف پیر محمد کے بطن سے تھے.(۳۸)

میر سید اہل اللہ کی وفات کے بعد ان کے صاحب زادے دیوان سید محمد جعفر قطبی مسند ارشاد پہ متمکن ہوئے. آپ سے کئی کتب یادگار ہیں جو ابھی تک غیر مطبوعہ ہیں. دیوان سید جعفر کے بعد ان کے صاحب زادے میر سید خلیل الدین سجادہ نشین ہوئے. آپ معروف بزرگ مخدوم شاہ محمد منعم (شعبان - رمضان ۱۰۸۲ - ۱۱ رجب ۱۱۸۵ھ دسمبر - جنوری ۲-۱۶۷۱ - ۳ دسمبر ۱۷۷۱ء) کے شیخ طریقت ہیں.(۳۹)

میتن گھاٹ پٹنہ میں مدفون مخدوم شاہ محمد منعم کے دور میں یہ سلسلہ قادریہ ابوالعلائیہ منعمیہ کہلانے لگا. شاہ محمد منعم سلسلہ قادریہ سہروردیہ میں میر سید خلیل الدین (بارھ، بہار) (۴۰) سے بیعت وخلافت سے سرفراز ہوئے. عطائے خلافت کے بعد شیخ طریقت کے حسب حکم علوم ظاہری کی تکمیل کے لیے دہلی تشریف لے گئے. جہاں انھیں کچھ عرصہ ابوالعلائی بزرگ شاہ محمد فرہاد دہلوی (م ۲۵ جمادی الآخر ۱۱۴۵ھ ۱۳ دسمبر ۱۷۳۲ء، دہلی) کی صحبت میسر آئی. ان کی وفات کے بعد ان کے سجادہ نشین میر سید اسد اللہ (م ۱۱۴۶ھ-۱۷۳۴ء، دہلی) سے اکتساب علوم کیا نیز سلسلہ ابوالعلائیہ کی خلافت سے بھی سرفراز ہوئے. شیخ استفادہ کی وفات کے بعد انہیں کے مدرسے (جو جامع مسجد دہلی کی پشت پہ واقع تھا) میں کئی سال علوم کا درس دیا. بعد ازاں پٹنہ تشریف لائے اور محلہ بخشی گھاٹ کی مسجد میں قیام فرمایا. مختصر عرصہ وہاں قیام کے بعد میتن گھاٹ کے پاس ملا میتن کی مسجد میں مقیم ہوئے اور خانقاہ کی بنیاد رکھی. اب وہیں آپ کا مزار زیارت گاہ خلائق ہے. آپ کی تصانیف **مکاشفات منعمی** (مصنفہ ۱۱۱۹ھ)، **الہامات منعمی** (مصنفہ ۱۱۲۰ھ) اور **مشاہدات منعمی** (مصنفہ ۱۱۲۳ھ) کے قلمی نسخے خانقاہ منعمیہ اور بہت سے کتب خانوں میں موجود ہیں.(۴۱) مخدوم شاہ منعم نے **الہامات منعمی** میں تصوف کے بارے میں کہا ہے:

"تصوف خود را صاف کردن است یعنی صاف کردن نیت وقلب وفعل خود از ماسوی اللہ" (۴۲)

الہامات منعمی میں کئی مقامات پر راہ سلوک کی ہدایت فرماتے ہیں

''ای سالک! طریق ہدایت در اول سلوک محنت، خلوت و مجاہدات و ریاضات باید کشید و تنہائی و گرسنگی و درد و الم و محنت و غم باید ساخت: والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا تا غول نفس سرکش از طریق برنخیز د سالک بیچارہ بمنزل مقصود نرسد:

نفس خود را کش جہانی زندہ کن
خواجہ را کشتہ است او را بندہ کن

لا و انہ ان یکون لصاحب النفس الیہ سبیلا آخر کار ای عزیز! از خود تا بحق دو قدم راہ بیش نیست قدم اول از خود گذشتن و دوم بحق پیوستن دع نفسک وتعال:

تو خود حجاب خودی حافظ از میان بر خیز

تا کل از خود نگذری بکل نرسی تا موی از خود داری بوی از خدا نیابی المکاتب عبدان بقی عفیہ درہم والسلام.'' (۴۳)

مخدوم شاہ محمد منعم کے کئی خلفا سے ان کا سلسلہ چلا. ان میں سے مخدوم شاہ حسن علی اور صوفی شاہ محمد دایم (م: ۱۲۱۴ھ/ ۱۷۹۹ء، ڈھاکا/ بنگلا دیش) زیادہ معروف ہوئے. یہاں ضمناً اس امر کا ذکر کرتا چلوں کہ فخر العارفین شاہ محمد عبدالحیٰ نے اپنے ہم عصر مشائخ یعنی سید احمد اللہ مائجبھنڈاری (۱۵ جنوری ۱۸۲۶ء-۲۳ جنوری ۱۹۰۶ء، مائجبھنڈار/ ضلع: چٹا گانگ) مرید و خلیفہ شاہ محمد صالح لاہوری (کول کتہ) اور سید احمد اللہ کے خلفا میں شاہ وصی الرحمان فاروقی (چرن دیپ-بوا کھالی/ چٹا گانگ) یا سید غلام الرحمان معروف بہ بابا بھنڈاری (۱۰ جنوری ۱۸۶۵-۵ اپریل ۱۹۳۷ء، مائجبھنڈار) کے مرید حافظ فیض الرحمان (سات باریہ/ ضلع: چاٹگام) کی فقیری کو راز فنا میں نیر شرقی قرار دیا ہے، ان سب کا تعلق شاہ محمد دایم کی روحانی ذریت سے تھا. (۴۴)

مخدوم شاہ حسن علی (۱۱۴۳-۲۸ ربیع الاول ۱۲۲۴ھ/ ۱۷۳۰-۱۸۰۹ء) کا مزار خواجہ کلاں گھاٹ پٹنہ میں ہے. ڈاکٹر مظفر اقبال اپنی تالیف بہار میں اردو نثر کا ارتقا (۱۸۵۷ء سے ۱۹۱۴ء تک) میں مخدوم شاہ حسن کے بارے میں رقم طراز ہیں:

''حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہٗ فرزند حضرت مخدوم شاہ شعیب قدس سرہٗ شیخ پوروی کا شمار ریاست بہار کے مشہور صوفیوں میں ہوتا ہے. آپ کے فارسی مکاتیب کا ایک قلمی نسخہ خانقاہ اسلام پور (پٹنہ) میں موجود ہے. اس میں

اللہ ملقب بہ حسن دوست قدس سرہ کے نام ہے اور جس کا نمبر نو دو سوم ہے۔'' (۴۵)

آپ کے مکتوبات کے تین عدد قلمی نسخے راقم کے علم میں ہیں: کتب خانہ قادریہ خانقاہ اسلام پورہ کا نسخہ، خانقاہ منعمیہ ابوالعلائیہ رام ساگر گیا اور خانقاہ قمریہ منعمیہ میتن گھاٹ پٹنہ کے نسخے۔ اس مجموعے میں ایک سو کتیس خطوط شامل ہیں۔ ان میں سے یک سو چار مکتوبات آپ کے مرید و خلیفہ حکیم شاہ فرحت اللہ معروف بہ حسن دوست کریم چکی (م: ۹ شعبان ۱۲۲۶ھ/ ۲۸ اگست ۱۸۱۱ء) کے نام ہیں۔ مکتوبات میں آپ نے شاہ فرحت اللہ کو: برخوردار من، برادر من، حسن دوست اور برخوردار نور چشم شاہ فرحت اللہ سلمہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ سے مخاطب فرمایا ہے۔ (۴۶) ڈاکٹر مظفر نے اپنی تالیف میں آپ کے اردو مکتوب کا متن نقل کیا ہے۔ ذیل میں اس اردو خط کو پروفیسر مذکور کی کتاب سے نقل کیا جاتا ہے:

''حسن دوست کو اپنی (کذا) کا دکھ اللہ کو علم حضوری ہے یا جس والد دے عقل سے دوا کرنا راست آوے تو خوب معلوم کرنا مرض کا دشوار ہے [illegible] ہو تو کیا ہوئے اللہ علم حضوری دے تو شتاب آرام ہوئے۔ جو کہیں تو [illegible] (کذا) کا احوال و مرض کہنا پڑے اور تم سب کا احوال اور مرض پوچھو تم حکیم ہو کہیں تم بندے یا خدا بندے کو کہنا قبول کرے یا نہ کرے اللہ کرے جو کرے تم سوال کرتے ہو جس کو ہم دعا کر دیں یا دوا کریں اس کو آرام ہو یا اس کا [illegible] بندگی سے دور ہے۔ ولی آخر [illegible] کیسے [illegible] کرتے تھے اور ان کو ہم تم [illegible] (کذا) قبول کریں یا نہ کریں تم نے آخر [illegible] ہے تم [illegible] باطن کو کیا ہے اس کو [illegible] عمل [illegible] اللہ [illegible]'' (۴۷)

ابوالکلام رحمانی (پ: ۱۲ اگست ۱۹۴۹ء) مذکورہ مکتوب کے بارے میں یوں اظہار خیال کرتے ہیں:

''اب تک کی تحقیق کے مطابق عاقل شیخ پورہ کے خطوط کی صورت میں [illegible] نثر نگاری کی تاریخ بھی آپ ہی سے شروع ہوتی ہے'' (۴۸)

آپ کی اردو شاعری کے بارے میں ابوالکلام رحمانی کا بیان ہے:

''اس خطے میں اردو شاعری کے اولین نقوش آپ کے ہی کلام میں ملتے

ہیں ...... آپ سے منسوب ان .... دوہروں، اشعار اور فقروں کو اگر آپ کی اپنی تخلیق نہ بھی تسلیم کیا جائے تو بھی آپ کے مکتوبات میں ان کا برمحل استعمال کم از کم اٹھارہویں صدی عیسوی کے صوبۂ بہار کی اردو کا پتا تو دے ہی دیتی ہے۔'' (۴۹)

آپ کے مکتوبات سے چند اقتباسات ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں۔ شاہ فرحت اللہ کو ایک خط میں وقت کی قدر و قیمت اور فکر آخرت کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

''وقت را غنیمت شمار و کار آخرت راز و دز ود کنید وگرنہ در این راہ راہزن بسیار اند و اکثر ہمراہ اند و خبردار باشند از فضل افضل بشر کہ نام پاک آن محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام است امیدوار رابندہ ہم جلوہ گر خواہد شد۔'' (۵۰)

شاہ فرحت اللہ کو ایک اور خط میں لکھتے ہیں:

''ہر کہ از خود میر ود واللہ مولی میشود لیکن علم مولی شدن نہ باشد، چنانچہ قطرہ بہ دریا میر ود و دریا نا می شود علم دریا شدن نباشد علم و جہل ہر دو خوب نیست۔'' (۵۱)

مولوی عماد الدین حسین کے نام ایک مکتوب میں لکھا ہے: (۵۲)

''عاشقی چیست از خود رفتن و معشوق شد بلکہ از عاشق و معشوق ہم بگذشتن می نویسم درین منزل مارا گذرنہ:

زمیں آسماں کو تو آخر عدم ہے
یہ دونوں سے باہر ہمارا قدم ہے

دوہرا یاد آیا:

کو لکھے کس کو لکھے یہاں دوئی ذرا نہ سمائے
یہاں تو ایک ہی ایک ہے وہ بھی لکھا نہ جائے

شاہ فرحت اللہ کو ایک اور مکتوب میں رقم طراز ہیں:

''اول توحید خیالی میشود بعد از ان صفاتی بعد از ان ذاتی۔ روح دیدن می گویند روح را روح دید باشا دیدند ہنوز علم باقی است۔ خود سجدہ کردم سجدہ کہ کرد کرا کرد و دیگر در میان نہ بود۔'' (۵۳)

حکیم شاہ فرحت اللہ فاروقی کریم چکی مخاطب بہ حسن دوست کی خانقاہ محلہ کریم چک چھپرہ میں ہے۔ آپ کا شجرۂ نسب شاہ حسام الدین مانک پوری (الہ آباد) سے ہوتا ہوا خلیفہ دوم امیر

علوم ظاہری کی تحصیل کے بعد مخدوم شاہ منعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: اگر میرے نصیب میں سلطنت ہے تو سکندر رومی بننا چاہتا ہوں، اگر قسمت میں طبابت ہے تو افلاطون و جالینوس وقت ہو جاؤں، اور اگر درویشی عنایت ہو تو بایزید وقت ہو جاؤں. مخدوم نے فرمایا: جو تم چاہتے ہو ان شاء اللہ ویسا ہی ہوگا لیکن اس کے لیے تمھیں شاہ حسن علی کے پاس جانا ہوگا. بہ حکم مخدوم آپ شاہ حسن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مدعا گوش گزار کیا. شاہ حسن علی نے آپ کا مدعا سن کے نعرہ بلند کیا جس کے سبب آپ تین روز عالم ہوش سے بے نیاز و بے سدھ پڑے رہے. بعد ازاں طویل مدت خدمت شیخ میں حاضر رہے (۵۵) اور بہ قول صاحب **تذکرۃ الکرام**:

''آپ سیف زبان تھے جو زبان سے نکلا اس کا ظہور ہوا.'' (۵۶)

شاہ فرحت اللہ کے مکتوبات سید عطا حسین منعمی نے ترتیب دیے اور ان کا نام دستور العمل رکھا. اس کا ایک مخطوطہ (۱۲۶۶ھ، سید رضی الدین حسین پھلواروی) خانقاہ منعمیہ ابوالعلائیہ میں ہے. زیادہ تر مکتوبات ان کے صاحب زادے حکیم شاہ مظہر حسین کے نام ہیں اور چند دیگر وابستگان کے نام. (۵۷) اپنے صاحب زادے کو ایک مکتوب میں تحریر فرمایا ہے:

''اے عزیز! سالک کی باتیں سالک ہی بتائیں اور اسی پر ظاہر کریں جب تک سلوک سے وابستہ نہ ہو اسے ہرگز نہ بتائیں کہ ایسے لوگ سارق الطریقت ہوتے ہیں.'' (۵۸)

اپنے مرید عنایت حسین کو ایک خط میں لکھتے ہیں:

''(مراقبہ کے دوران) اپنے آپ کو فراموش کریں اور فقیر کو یاد رکھیں، اپنے تمام جسم و جان کو فقیر کا جسم و جان سمجھ کر مشغول ہوں. جس قدر یہ خیال غالب آتا جائے گا اپنی فراموشی حاصل ہوگی اور خود فراموشی ہی کامیابی کی ضمانت ہے.'' (۵۹)

شاہ فرحت اللہ کے دو رسائل کا فارسی متن **مظہر الاسرار** کے نام سے .... انہی کے خلیفہ حکیم سید احمد جہاں گیری نے ترتیب دیا تھا یہ فارسی متن مع اردو ترجمہ (مترجم .... محمد عارف کمال نقش بندی) مارچ ۲۰۰۰ء میں کراچی سے شائع ہو چکا ہے.

حکیم شاہ مظہر حسین، حکیم شاہ فرحت اللہ کے صاحب زادے ہیں اور ان کا مزار خانقاہ ....

گھاٹ پٹنہ میں ہے۔(۶۰) آگے ان کا سلسلہ ان کے بھتیجے (بعض کے نزدیک آپ سگے بھتیجے نہیں تھے) اور داماد حکیم شاہ محمد مہدی (م: ۶ جمادی الاول ۱۲۸۱ھ/ ۱۶ اکتوبر ۱۸۶۴ء) سے چلا۔ شاہ مہدی کا مزار بھی خواجہ کلاں گھاٹ پٹنہ میں ہی ہے۔(۶۱) آپ اردو میں شعر بھی کہتے تھے، آپ کے دست یاب چند اشعار بہ طور تبرک یہاں نقل کئے جاتے ہیں:(۶۲)

محمد سر بسر نور خدا ہے ۔۔۔ محمد مظہر رب العلا ہے
محمد شافع ہر دو سرا ہے ۔۔۔ اسی کے در کا ہر سائل گدا ہے
محمد حاکم ارض و سما ہے ۔۔۔ محمد مالک ملک خدا ہے
وہی تھا پردۂ وحدت میں پنہاں ۔۔۔ وہی کثرت میں ما و من بنا ہے
بوقت نزع ہو دیدار احمد ۔۔۔ یہی مہدی کا یا رب! مدعا ہے

شاہ محمد مہدی کا سلسلہ ان کے خلیفہ شاہ امداد علی بھاگل پوری سے چلا۔ شاہ امداد علی نے ۱۸۲۹ء میں برطانوی دور حکومت میں گورنمنٹ کی ملازمت اختیار کی۔ ابتدائی کئی سال محکمہ مال میں بہ حیثیت ڈپٹی کلکٹر ملازم رہے۔ ۱۸۴۸ء میں منصف مقرر ہوئے اور صدر اعلا کے عہدے تک ترقی کی۔ ۱۸۵۷ء میں بہ طور صدر اعلا ملازمت سے سبک دوش ہوئے۔ ۱۸۵۷ء کے غدر میں آپ بہ مقام آرا صدر امین کے عہدے پہ فائز تھے۔(۶۳) آپ کے پڑپوتے شاہ عنایت حسین (مدفون: کراچی) کے بہ قول:

> ''آپ اس خیال کے حامی تھے کہ مغربی سائنس کی تعلیم مادری زبان میں رائج ہو تا کہ لوگ جدید سائنس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کر سکیں۔ مندرجہ بالا نظریہ کے پیش نظر حضرت امداد علی نے ۱۸۶۸ء میں مظفر پور میں ایک ایسوسی ایشن قایم کی جس کا پہلے پہل نام برٹش انڈیا ایسوسی ایشن رکھا گیا۔ بعد میں بہار سائنٹیفک سوسائٹی کہلائی۔ اس کا خاص مقصد مغربی سائنسی کتابوں کو مادری زبان میں ترجمہ کرنا تھا۔ آخر کار گورنمنٹ آف انڈیا نے مارچ ۱۸۰۷ء میں ایک حکم جاری کیا کہ تعلیم مادری زبان میں ہونی چاہیے۔ سوسائٹی کے اہتمام سے بہت سی مغربی سائنٹیفک کتابوں کا ترجمہ مادری زبان میں کیا گیا۔ مظفر پور اور گیا وغیرہ میں اسکول قایم کئے گئے۔ اردو زبان میں ایک پندرہ روزہ اردو اخبار [بھی] جاری کیا گیا۔''(۶۴)

دوشی کے بعد آپ کو خان بہادر کے خطاب سے نوازا. ۱۸۷۸ء میں آپ کو دہلی دربار میں مدعو کیا گیا اور آپ کی خدمات پہ شاہی تمغہ بھی دیا گیا.(۶۵)

آپ نے ۶ ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ/ ۲۷ جولائی ۱۸۸۱ء کو وفات پائی اور محلہ قاضی ولی چک بھاگل پور میں آپ کا مزار زیارت گاہ خلایق ہے.(۶۶) شاہ امداد علی کے معروف خلیفہ شیخ العارفین شاہ محمد مخلص الرحمان جہاں گیر ہوئے ہیں.

تیرہویں صدی ہجری کے ابتدا میں اسی سلسلے کی ایک شاخ شیخ العارفین شاہ محمد مخلص الرحمان ملقب بہ جہاں گیر شاہ (۱۲۲۹-۱۲ ذیقعدہ ۱۳۰۲ھ/ ۱۸۱۳-۲۳ اگست ۱۸۸۵ء، مرزا کھیل ضلع چاٹگام - بنگلادیش) کی نسبت سے جہاں گیری کہلائی انھیں یہ لقب ان کے مرشد طریقت شاہ امداد علی بھاگل پوری نے عطا فرمایا تھا. بہ قول حکیم سکندر شاہ:

"حضرت شیخ الشیوخ العالم شاہ امداد علی بھاگل پوری نے بہ بشارت نبیی آپ کو خلافت اور اجازت دی اور لقب جہاں گیر شاہ سے ملقب فرما کر رخصت فرمایا."(۶۷)

شاہ محمد مخلص الرحمان سے شرح الصدور فی دفع الشرور یادگار ہے جو تقویۃ الایمان (مصنفہ شاہ محمد اسماعیل دہلوی) کے رد پر مشتمل ہے. شرح الصدور کا فارسی متن چودھویں صدی ہجری کے اوائل میں شائع ہوا تھا اور اس کا تلخیص اردو ترجمہ حافظ مقبول احمد متخلص بہ مجذوب بنگالی (م ۱۹۵۱ء، مرزا کھیل) نے ۱۳۶۸ھ/ ۱۹۴۸ء میں مکمل کیا اور ۱۳۶۹ھ/ ۱۹۴۹ء میں پہلی بار یہ ترجمہ مکتبہ محبوب الرحمان اسلامیہ آبادی دہلی سے طبع ہوا. بعد ازاں دہلی ہی سے بہ ترتیب فروری ۱۹۶۵ء اور جنوری ۱۹۸۲ء میں اس کی مزید اشاعتیں عمل میں آئیں. نومبر ۱۹۹۹ء میں اس کی چوتھی اشاعت قادری جہاں گیری ٹرسٹ کراچی سے ہوئی. شاہ ابو الحسن زید فاروقی (م ستمبر ۱۹۹۳ء) شرح الصدور کے بارے میں رقم طراز ہیں:

"ایک کتاب مولانا شاہ مخلص الرحمان ملقب بہ جہاں گیر شاہ نے شرح الصدور کے نام سے فارسی میں تیرہویں صدی کے آخر میں لکھی ہے ... ان کے مخلصین نے اس کے ترجمے کا خلاصہ اردو میں شائع کیا ہے اور اصل کتاب پتھر کے طور پر چھپ چکی ہے. اس کتاب میں تعصب نام کو نہیں ہے اور مطالبات دل نشین

بہ وجہ احسن کی گئی ہے۔'' (۶۸)

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی (۲۵ رمضان ۱۱۵۹-۷ شوال ۱۲۳۹ھ/ ۲۰ ستمبر ۱۷۴۶-۵ جون ۱۸۲۳ء، دہلی) کی نامکمل تفسیر میں ایک مقام (وما اہل بہ لغیر اللہ) ایسا ہے جس کے بارے میں کئی علما و محققین کا خیال ہے کہ اس مقام پہ تحریف کی گئی ہے۔ شاہ مخلص الرحمان کی تحقیق کے مطابق تفسیر عزیزی میں اس مقام پہ تبدیلی یا اضافہ شاہ محمد اسماعیل دہلوی (۲۶ اپریل ۱۷۷۹-۶ مئی ۱۸۳۱ء، بالاکوٹ/ ضلع ہزارہ) نے کیا تھا:

> ''اگر کہو کہ شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ نے بھی تو آیت مذکور کی تفسیر اسی معنی میں کی ہے۔ میں کہوں گا کہ یہ تفسیر ان ہی مولوی صاحب کا کلام شاہ صاحب میں الحاق وتصرف ہے جسے شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہٗ کی وفات کے بعد حاشیہ پر بہ علامت (ص) صحیح بڑھا دیا گیا ہے۔ اس زیادتی کا قصہ علمائے ہند میں مشہور ہے۔'' (۶۹)

آپ کے احوال پہ **سیرت جہاں گیری** اور مناقب وتواریخ وفات پہ **یادگار جہاں گیری مع آئینۂ جہاں گیری** (مولفہ: شاہ محمد بدیع العالم اسلام آبادی) شایع ہو چکی ہیں۔

یادگار جہاں گیری میں نواب سراج الدین احمد خان سائل دہلوی (۱۸۶۸-۱۵ ستمبر ۱۹۴۵ء) کا کہا ہوا ایک چوبیس اشعار کا منظومہ تاریخ وفات بھی شامل ہے۔ اس منظومے کا ایک مصرعہ: **اُن کا دم کردہ آب، آبِ حیات**، تو بہت معروف ہے۔ ذیل میں تین اشعار پیش خدمت ہیں: (۷۰)

ان کا دم کردہ آب آب حیات　　　تھی زباں منہ میں چشمۂ حیوان
تھی لقب میں صفت جہاں گیری　　　اسم اقدس تھا مخلص الرحمان
کیوں نہ سائل کہے یہ سالِ وصال　　　**مالک الملک مخلص الرحمان**

سیرت جہاں گیری تو راقم کی نظر سے نہیں گزری البتہ **یادگار جہاں گیری مع آئینۂ جہاں گیری** کا پہلا اڈیشن ربیع الاول ۱۳۳۵ھ/ جنوری ۱۹۱۷ء میں شاہ عبد القدیر جہاں گیری دہلوی (شوال ۱۲۹۹ - ۹ جمادی الثانی ۱۳۷۸ھ/ اگست، ستمبر ۱۸۸۲-۲۰ دسمبر ۱۹۵۸ء، دہلی) نے دلی پرنٹنگ ورکس دہلی سے شایع کرایا تھا۔ اور دوسرا اڈیشن ڈاکٹر سید رحمت علی شاہ (اکتوبر ۱۸۸۶-۲ ستمبر ۱۹۷۷ء/ ۷ رمضان ۱۳۹۷ھ، کراچی) نے ۱۲ ربیع الاول ۱۳۸۲ھ/ ۱۳ اگست ۱۹۶۲ء کو ایجوکیشنل پریس کراچی سے طبع کرایا اور اس کا خلاصہ ڈاکٹر سید رحمت علی کے مرید وخلیفہ ڈاکٹر عبد الحمید قریشی

شاہ مخلص الرحمان کی وفات کے بعد ان کے صاحب زادے فخر العارفین شاہ محمد عبدالحئی جہاں گیری (۱۲۶۷-۷ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ/ ۵۱-۱۸۵۰-۲۱ اگست ۱۹۲۱ء) مسند ارشاد پہ فائز ہوئے۔ آپ بلاشبہ اس سلسلے کے مجدد ہیں۔ آپ نے سلسلے کی از سر نو تنظیم بندی کی اور قواعد وضوابط طے کیے نیز سلسلے کو عہد موجود کے تقاضوں کے مطابق ڈھالنے میں بھی کئی مفید اقدامات فرمائے۔ علاوہ ازیں آپ نے شریعت وطریقت کو بھی ہم آہنگ کرنے میں بھرپور سعی فرمائی۔ آپ سے سلسلے کی بہت زیادہ اشاعت ہوئی اور لاکھوں افراد آپ کے دامن سے وابستہ ہوئے۔ خود آپ کا ارشاد ہے:

> ''۔۔۔ جب لوگوں نے انتہا درجے کی مخالفت اختیار کی تو اس وقت، اس لیے کہ آخر ہم بھی بشر ہیں، ہماری زبان سے صرف اتنا نکلا کہ اگر ہمارے خیالات اللہ اور اللہ کے رسول کی مرضیات کے موافق ہیں، تو ہمارے خیالات لوگوں کے سینے شق کر کے ان کے قلوب کو چیر کر ان میں گھس جائیں گے اور سما جائیں گے۔ اللہ کا شکر ہے کہ آج ہمارے خیال کے لاکھوں آدمی ہو گئے۔'' (۷۱)

شاہ عبدالحئی نے اپنے عہد میں عوام کو خصوصی طور پر اپنی توجہ کا مرکز بنایا جس کی وجہ سے یہ سلسلہ اب تک عوام پسند رہا ہے اور ابھی تک نچلے ومتوسط طبقوں کے افراد کو مسند ارشاد کی زینت بنانے کی سعی میں مشغول ہے۔ اس تناظر میں آپ کا ارشاد ہے:

> ''میرے مریدوں میں بے پڑھے لوگ زیادہ ہیں۔ بعض وقت یہ وسوسہ لاحق ہوتا ہے کہ ان لوگوں سے دنیا میں کوئی اچھا اور اہم کام ہو سکتا ہے یا نہیں؟ مگر ساتھ ہی جنگ بدر کا واقعہ یاد آجاتا ہے کہ (اس جہاد سے پہلے ہی) دو معمولی لڑکے آئے اور صحابہ سے پوچھا کہ ہمارے حضرت ﷺ کا دشمن ابوجہل کون سا ہے؟ شناخت اور پہچان کرا دیجیے اور پھر (اسلام کے ان دو جانبازوں نے) آن واحد میں اسلام کے سب سے بڑے دشمن ابوجہل کو قتل کر ڈالا (جس کے بعد میدان صاف تھا) پس قدرت کاملہ کے سامنے کسی کی نہیں چلتی ہے اور کچھ عجب نہیں ہے کہ مصلحت خداوندی یہ ہے، ممکن ہے کہ ان لوگوں سے کوئی کام ایسا صادر ہو جائے (جس سے قدرت کاملہ کا ظہور ہو)۔'' (۷۲)

مؤلف سیرت فخر العارفین ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

''بہ تاریخ ۷ اربیع الاول بروز سہ شنبہ کو ہم نے بدرالاسلام صاحب ونور الحق و پیارے کو مع ان کی نانی اور والدہ کے رخصت کیا۔ اگر ہم کو ان لوگوں کے آنے کا حال پہلے سے معلوم ہوتا تو ہم منع کر دیتے۔ اب آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ اگر امرا لوگ یہاں پر آنے کا قصد کریں تو ان کو منع کر دیجیے، کیوں کہ ہم غریب آدمی ہیں، امرا لوگوں کے انتظامات میں ہم کو تردد کرنا پڑے گا۔ اور ان سے کہہ دیجیے کہ ہمارے پیر غریب آدمی ہیں، آپ لوگوں کو کھانے پینے میں تکلیف ہوگی اور چٹائی پر سونا ہوگا، ان کا کام دعا کرنا ہے وہ وہیں سے دعا کر دیں گے، وہاں جانے کی ضرورت نہیں۔ اور اگر کوئی صاحب بہ اصرار آنا چاہیں تو ان سے کہہ دیجیے کہ اپنے کھانے پینے کا سامان ہمراہ لیتے جائیں، وہاں پر غریب لوگوں کو کھانا ملتا ہے اور جو امرا لوگ ہیں وہ خود اپنا انتظام کریں۔'' (۷۳)

آپ کے اس طریقے اور منشور پہ اس زمانے میں اعتراضات بھی وارد ہوئے۔ آپ نے ایک صاحب کے اعتراض کے جواب میں فرمایا:

''ایک مولوی صاحب نے ہم سے کہا کہ'' آپ تو امتحان اور جانچ ظاہراً کیے بغیر ہر شخص کو مرید کر لیتے ہیں۔'' ہم نے کہا'' آپ نے کسی مکتب میں پڑھا ہے؟ جس مکتب سے آپ پڑھ کر نکلے ہیں۔ خیال تو کیجیے کہ اس مکتب سے کتنے لڑکے پڑھ کر اور کامیاب ہو کر نکلے، کتنے جاہل کے جاہل ہی رہے۔ کتنے وہاں سے نکل کر اور بھی خراب ہو گئے اور چور اور بدمعاش بن گئے۔ ہم جو ہر ایک کو مرید کر لیتے ہیں، تو یوں سمجھیے کہ اللہ کے بندوں کو مکتب میں بٹھا لیتے ہیں۔ اب جس کے جو نصیب میں ہے، ویسا ہو جائے گا۔ کوئی ولی اور کامل واکمل ہو جائے گا۔ کوئی معمولی مسلمان ہی رہے گا۔ کوئی پھر جائے گا اور کوئی بدوضع ہو جائے گا۔ مریدی تو کلمۃ الحق ہے، اگر کوئی کافر قبول اسلام کے لیے آئے، تو کیا اسلام میں اس سے دریغ رکھا جائے گا اور کلمۃ الحق اسے نہ بتایا جائے گا؟ ضرور بتایا جائے گا۔ حضرت سرور کائنات فخر موجودات علیہ التحیۃ والتسلیمات کے پاس قبول اسلام کے لیے جو کوئی بھی آیا، آپ نے اسے کلمۃ الحق تلقین کیا (داخل اسلام فرمایا)۔ ان اسلام قبول کرنے والوں میں جو جس کے نصیب میں تھا ہوا۔ ان ہی میں حضرات خلفاے راشدین (رضوان اللہ علیہم اجمعین) اور بڑے بڑے جلیل

اور جن کا قرآن سننے کو آسمان سے فرشتے اتر آتے تھے۔ اور انھیں اسلام قبول کرنے والوں میں ایسے بھی تھے کہ منافق نکلے اور ایسے بھی تھے کہ آپ کے سامنے اور آپ کے بعد مرتد ہو گئے۔ جس نے بھی اسلام قبول کرنا چاہا، آپ نے کسی سے بھی انکار نہ فرمایا۔'' (۷۴)

آپ نے اپنے خلیفہ حکیم سید احمد شاہ جہاں گیری (۱۳۰۴-۱۷ جمادی الثانی ۱۳۹۶ھ ـ ۱۸۸۶-۱۵ جون ۱۹۷۶ء، کراچی) کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''احمد شاہ! اگر ہو سکے تو طب فارسی میں پڑھ کر مطب کرنا۔ دوا سے مخلوق کو فائدہ پہنچاؤ۔ اور اس میں آزادی بھی ہے۔ اور لوگوں کو تعلیم و تلقین بھی کرنا۔ یہ نہ خیال کرنا کہ ہم بڑے آدمیوں کو کیوں کر مرید کریں۔ شروع اسلام ایسے ہی لوگوں سے جاری ہوا ہے۔ اور یوں کہنا کہ آؤ بھائی! ہم تم کو خدا کا راستہ بتلائیں۔ جب تم ان کو تعلیم و تلقین کرو گے تو خود ان کے دل میں تمھاری طرف سے محبت پیدا ہوگی۔ پھر رفتہ رفتہ نماز روزہ کی بھی تعلیم کرنا۔ ہم نماز روزہ کو بہت پسند کرتے ہیں۔'' (۷۵)

اگرچہ یہ صحیح ہے کہ آپ نے عوام پر خصوصی توجہ مرکوز فرمائی [illegible] اس زمانے کے اشراف بھی آپ کے دامن سے وابستہ ہوئے۔ آپ نے ان کی تربیت بھی [illegible] انداز میں فرمائی۔ نواب حیدر علی خان [illegible] ضلع [illegible] (یہ نواب [illegible] بڑے جاگیردار تھے) داخل بیعت ہونے آئے اور بعد از بیعت [illegible] پانچ اشرفیاں [illegible] آپ نے فرمایا:

''[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نواب صاحب [illegible]'' (۷۶)

نواب [illegible] احمد خان ([illegible] ۱۹۱۵ء) آپ کے [illegible]

محمد نبی رضا خان ملقب بہ اسد جہاں گیری و معروف بہ دادا میاں (۲۵ ربیع الاول ۱۲۸۴-۲۴ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ/ ۲۷ جولائی ۱۸۶۷-۲۵ مارچ ۱۹۱۱ء، لکھنؤ) کے بہت زیادہ عقیدت مند تھے نواب سلیم اللہ کے چھوٹے برادرِ زن نواب امیر حسن خان اور ان کے خاندان کے کئی مرد وزن شاہ نبی رضا خان سے بیعت تھے نواب سلیم اللہ خان چوں کہ شاہ عبدالحیٔ کے احوال سنتے رہتے تھے، سو ایک بار انھوں نے شاہ عبدالحیٔ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی. آپ نے منع فرما دیا. کچھ وقت بعد انھوں نے دوسری بار، اپنے ایک عزیز کے ذریعے اجازت طلب کی تو آپ نے دوبارہ منع فرما دیا البتہ آخر میں اتنا فرمایا: ''اگر بہت ذوق ہے تو صرف دو نوکر ساتھ لے کے آسکتے ہیں، نوابی تزک واحتشام کے ساتھ نہ آئیں۔'' (۷۷)

حاذق الملک حکیم محمد اجمل خان (۱۸۶۳-۲۹ دسمبر ۱۹۱۷ء) نے جب نواب وقار الملک مولوی مشتاق حسین (۲۴ مارچ ۱۸۴۱-۲۸ جنوری ۱۹۱۷ء) سے آپ کے احوال سنے تو شاہ عبدالقدیر دہلوی جو اس زمانے میں ہندستانی دواخانہ دہلی کے اسسٹنٹ منیجر تھے اور حکیم صاحب انھیں بہت عزیز رکھتے تھے، کو حکیم صاحب نے بیعت کے لیے مرزا کھل بھیجا اور تاکید کی: **میری طرف سے اسلام کے عروج واقبال کے لیے بھی عرض کرنا.** اسی زمانے میں حکیم صاحب نے ایک منظوم عریضہ بھی آپ کی خدمت میں روانہ کیا، اس کے چند اشعار یہاں نقل کیے جاتے ہیں:

طوطی آزاد بودم در قفس انداختند
از فراز آسمان گویا فتادم بر زمین
جادہ گم کردہ ز بد بختی درین تاریک شب
راهبر از من جدا و راهزن اندر کمین
ای مسیحای زمان! دردِ دلم را چاره ای
باختم تاب و توان در پنجه ای دیو لعین
چون زحال من کسی پرسد بگویم در جواب
از وصال یار دورم با رقیبان همنشین

آپ نے حکیم صاحب کے وفورِ عقیدت کے جواب میں فرمایا:

''ان سے کہہ دیا جائے کہ انھیں خود اتنے بڑے سفر کی تکلیف گوارا کرنے اور یہاں آنے کی ضرورت نہیں. انھیں ابھی بہت سا کام کرنا ہے اور وہ ایسا کام

[illegible]

کام رہ جائے. پس وہ طبیہ کالج بنانے کی اسکیم کو پورا کرنے سے پہلے یہاں آنے کا ارادہ نہ کریں. ہم ان کے حق میں دعا کرتے ہیں. (اور ان کے ساتھ جو معاملہ حق سبحانہ تعالیٰ کو منظور ہے ان کے آنے کے بغیر ہی جاری ہو جائے گا)۔'' (۷۸)

حکیم صاحب نے اپنے قریبی احباب سے فرمایا: ''میں دو سو فقرا اور درویشوں سے ملا ہوں لیکن میری روح نے تسلی و اطمینان کا پیغام اب پایا ہے۔'' (۷۹)

حکیم صاحب نے ایک منقبت شاہ محمد **مخلص الرحمان** کی شان میں بھی ہی اور شاہ عبدالغنی کی خدمت میں ارسال کی. وہ منقبت شاہ عبدالغنی کو بہت پسند آئی. منقبت کے چند شعر مع ان کے تبصرے کو سیرت **فخر العارفین** میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے. اگرچہ حکیم صاحب کی شاہ عبدالغنی سے بظاہر ملاقات تو نہ ہو پائی, البتہ ان کے دل میں حکیم صاحب کی عقیدت مندی کی قدر تھی. حکیم صاحب کے بارے میں آپ کے کئی ارشادات ملتے ہیں. یہاں چند ارشادات نقل کیے جاتے ہیں:

> ''حکیم اجمل خان بلا دیدہ غائبانہ مجھ سے بہت محبت رکھتے ہیں. میری بیماری سن کر متعدد تار بہ دریافت خیریت بھیجے. بہت خلیق آدمی ہیں. حکیم اجمل خان صاحب پہلے تو مجھے جب خط لکھتے تو القاب بہت بڑا لکھا کرتے تھے لیکن ان کے آخری خط میں اب انھوں نے القاب صرف مولانا [illegible] صاحب [illegible] سخت تعجب ہوا کہ یہ القاب تو صرف مریدی لکھ سکتے ہیں. اس لیے کہ مرید [illegible] جمال [illegible] نہیں سکتا ہے. مرید [illegible] اپنے [illegible] ہوتا ہے. مرید تو صرف [illegible] کہتا ہے [illegible] اور میں صرف [illegible] اس لیے وہ صرف مولانا [illegible] (اپنے شیخ) [illegible] حکیم صاحب [illegible] محبت و اعتقاد [illegible] ہے. [illegible] حکیم صاحب بھی ہیں۔'' (۸۰)

یہاں ایک وضاحت بھی [illegible] سیرت **فخر العارفین** سے [illegible]

[illegible] ملاقات [illegible] سے [illegible] ملاقات [illegible] آپ [illegible] خدمت [illegible]

کے موقعے پر جب ڈھاکا میں دربار کیا تو اس دربار کی دعوت آپ کو بھی دی گئی، مگر آپ تشریف نہیں لے گئے۔ ...... ایک بار نواب وقارالملک مولوی مشتاق حسین (سابق سکریٹری علی گڑھ کالج) کی معرفت بیگم صاحبہ بھوپال کا پیغام بہ ذریعہ تار موصول ہوا، جس میں نہایت آرزومندی کے ساتھ آپ کو بھوپال تشریف لانے کی دعوت دی گئی تھی۔ اس کا خادموں نے ہی جواب دے دیا کہ ہمارے حضرت کہیں تشریف نہیں لے جاتے۔ ... پھر ایک بار انھیں بیگم صاحبہ کے ارادے کی اطلاع موصول ہوئی کہ شاید عن قریب وہ خود حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوں مگر آپ کے فرمانے کے موافق بیگم صاحبہ کو اس غرض سے سفر کرنے کی ممانعت بھجوادی گئی، کہ جو کام ہو ہمیں خط میں لکھ دیں۔ ہم دعا کریں گے، اتنے بڑے سفر کی تکلیف نہ کریں۔'' (۸۱)

شاہ عبدالحیٔ کا طریقۂ تصوف فروتنی اور ترکِ دعوا پر مبنی تھا انھوں نے وابستگان کو واضح ہدایت فرمائی:

''فقیری کرنا مگر خدائی اور پیغمبری کا دعوا نہ کرنا۔ خدائی کا دعوا کرنا یہ ہے کہ آدمی یہ چاہے کہ ہر کام اس کی خواہش کے موافق ہو جائے۔ یہ شان خدا کی ہے۔ ہر کام خدا کی مشیت کے موافق ہوگا۔ بندہ کی خواہش اور مرضی کے مطابق نہ ہوگا۔ اور پیغمبری کا دعوا یہ ہے کہ وہ چاہے کہ سب لوگ عقیدت و ارادت لے آئیں اور ہمیں مقتدا اور پیشوا سمجھیں۔ درویشی کے اوصاف تواضع اور فروتنی اور عاجزی اور بے کسی ہیں اس بات کا کبھی اور ہرگز خیال نہ لانا کہ یہ ہوا اور وہ نہ ہوا (سالک) کو اطمینان بہت زمانے کے بعد نصیب ہوا کرتا ہے۔'' (۸۲)

شاہ عبدالحیٔ نے ایک رسالہ **سالک کی فنا اور ولادت معنوی** بنگلا زبان میں مولوی ابوالحسن شمس الرحمان خان (شاہ عبدالحیٔ کے مرید و داماد) کو املا کرایا جو آپ کی حین حیات ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء شائع ہوا۔ بعد ازاں اس کا اردو ترجمہ مولوی شہاب اللہ (شاہ عبدالحیٔ کے مرید اور ان کی بھتیجی کے شریک حیات) نے کیا جو شعبان ۱۳۳۶ھ/ جون ۱۹۱۸ء میں **رازِ فنا** کے نام سے شائع ہوا۔ شاہ عبدالحیٔ اس کا انگریزی ترجمہ بھی شائع کرانا چاہتے تھے، آپ کی اس خواہش کی تکمیل، حکیم سید سکندر شاہ مولف **سیرت فخر العارفین** (۱۲ مئی ۱۸۸۱ - ۱۰ اپریل ۱۹۵۹ء، کان پور) نے کی۔

انھوں نے انگریزی میں اس کا سرسری ترجمہ لائٹ آف دی ورلڈ (Light of the world)
کے نام شائع کرایا۔ علاوہ ازیں یہ رسالہ بڑے پیمانے پہ کئی اخبارات میں بھی بہ طور ضمیمہ شائع ہوکرعوام الناس تک پہنچا۔ اس رسالے میں آپ نے مذاہب باطلہ اور گم کردہ راہ صوفیوں کے احوال پہ کلام فرمایا ہے۔ رازفنا پہ حکیم اجمل خان کی تقریظ بھی شامل اشاعت ہے۔

علاوہ ازیں چالیس صفحات کا ایک عربی رسالہ تحقیق الاضابیر فی سماع المزامیر (غازی پور، مطبع اسلامی، ۱۳۱۲ھ) اور کچھ فتاواجات جو سیرت فخر العارفین میں شامل ہیں آپ سے یادگار ہیں۔

شاہ محمد نبی رضا خاں ملقب بہ اسد جہاں گیری ومعروف بہ دادا میاں جن کا مزار لکھنؤ میں ہے، شاہ عبدالحیٔ کے خلیفہ اعظم تھے۔ آپ کی روحانی ذریت سے سلسلے کی بہت زیادہ اشاعت عمل میں آئی۔ شاہ نبی رضا کے احوال سیرت فخر العارفین میں کئی مقامات پہ آئے ہیں۔ علاوہ ازیں آپ کے برادر خرد اور سجادہ نشین شاہ محمد عنایت حسن خاں (۲۲ محرم ۱۳۰۲ - ۶ شوال ۱۳۶۰ھ / ۱۰ نومبر ۱۸۸۴ - ۲۵ اکتوبر ۱۹۴۱ء، جھینوری، تحصیل [illegible] ریاست رام پور) نے آپ کے [illegible] تعلیمات پہ اعجاز جہاں گیری تالیف فرمائی جس کا پہلا ایڈیشن [illegible] سے شائع ہوا۔ بعد ازاں اس ایڈیشن کی عکسی اشاعت کراچی سے باہتمام صوفی [illegible] (الدوریہ خواجہ صوفی محمد حسن شاہ) عمل میں آئی۔ اس کا تیسرا ایڈیشن شاہ نبی رضا [illegible] درگاہوں کے سجادہ نشین شاہ محمد نصاحت حسن نے [illegible] ۱۹۹۶ء میں لکھنؤ سے شائع کیا۔ اعجاز جہاں گیری کی ایک تلخیص صوفی امام الدین شاہ محمد پوری [illegible] سے شائع کیا تھا۔ شاہ نبی رضا کے احوال پہ مخزن تصوف ([illegible]) [illegible] ایک کتاب ۲۰۰۱ء میں لکھنؤ سے شائع ہوئی ہے [illegible] زیادہ تر متعلق مواد [illegible] شاہ نبی رضا [illegible] اعجاز جہاں گیری [illegible]

شاہ محمد نبی رضا کے چند ارشادات ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں:

☆ — [illegible] مذاہب [illegible] مذہب [illegible] حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی [illegible] اہل [illegible] حنفی [illegible] مذہب [illegible] مقامات [illegible] مذاہب [illegible]

ہو گئے ہیں وہ سب افراط و تفریط سے پر ہیں. اور حسد کا مادہ اس میں ہے اس لیے اولیاء اللہ ان میں نہیں ہو سکتے. ایسے بدعقیدہ لوگوں کی صحبت سے پرہیز کرنا چاہیے.

☆- ایک روز فضیلت شیخین صحابہ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین کے بارے میں ایک سائل نے دریافت کیا. حضرت نے ارشاد فرمایا: ہمارے عقیدہ میں ہر چار خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین ایک جان چار قالب ہیں، فضیلت کا حال خدا بہتر جانتا ہے، البتہ ترتیب خلافت کا معاملہ ظاہر ہے.

☆- مسلمان کا پیر نائب رسول کہلاتا ہے. رسول اللہ ﷺ کا نائب تارک الصلوٰۃ نہیں ہو سکتا.

☆- رئیسوں اور مال داروں کی طرح بے دریغ روپیہ پیسہ خرچ کرنے کا عادی نہ بنے اور کسب و پیشہ و حرفہ کچھ نہ کچھ ضرور کرنا چاہیے. ذریعہ معاش وجہ حلال سے ہونا ضروری ہے، پھر متوکل بہ خدا رہے. اگر کسی وجہ سے قرضہ ہو گیا ہو تو اس کو جلد ادا کر دیا جائے.

☆- مرید کو صرف علم فقر میں ہی اچھا ہونے سے کام پورا نہیں ہوتا بلکہ دنیا داری، دین داری، خدا پرستی ہر پہلو سے بہتر اور عمدہ ہونا چاہیے اور بندگان خدا سے نہایت اچھا معاملہ ہونا چاہیے. محض عبادت کی نیت سے ریاضت کرنا اولیائے کرام کا منصب ہے اور ہر شخص اپنے اپنے پیشہ و حرفہ میں رہ کر خدا پرستی کرے تو زیادہ مناسب ہے.

☆- مسلمانوں میں اتفاق پیدا کرنے کی سعی کرنا چاہیے. اتفاق سے ترقی ہوتی ہے اور نفاق تنزلی کا پیش خیمہ ہے. اتفاق پیدا کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ ہر شخص دوسروں کو اپنے سے بڑا اور اچھا سمجھے اور اپنے آپ کو سب سے چھوٹا اور حقیر جانے. ہر شخص سے بہترین اخلاق کا برتاؤ رہے اور ہر معاملہ صاف رہے. سب کا خیر خواہ و دعا گو رہے.

☆- ایک روز راقم (شاہ عنایت حسن) نے عرض کیا کہ فلاں درویش صاحب طریقت نہیں اس لیے کہ صوم و صلوٰۃ کے پابند نہیں ہیں. اس پر فرمایا: تم کو ان باتوں سے کیا کام، تم کسی کی برائی بھلائی نہ دیکھو اور تم کو اعتراض کرنے کا بھی حق نہیں ہے. یہ ایک قسم کی غمازی ہے. تمھارا کام یہ ہے کہ اپنے پیران عظام کی مستقل طور سے پیروی کرتے رہو. البتہ بے شرع فقیر کی صحبت سے مجتنب رہنا چاہیے. (۸۳)

شاہ محمد نبی رضا کی روحانی اولاد سے مزید دو شاخیں وجود میں آئیں، یعنی:

شکوریہ: تاج الاولیا شاہ محمد عبدالشکور جہاں گیری (۱۲۹۴ھ-۱۰ ذی الحجہ ۱۳۷۴ھ/۱۸۷۷ء-۳۰ جولائی ۱۹۵۵ء، لاہور) کی نسبت سے، یہ شاہ محمد نبی رضا کے خلیفۂ اکبر تھے۔(۸۴)

حسنیہ: سلطان الاولیا خواجہ صوفی محمد حسن شاہ جہاں گیری (۱۱ ربیع الثانی ۱۲۹۸-۶ جمادی الاول ۱۳۷۹ھ/۱۲ مارچ ۱۸۸۱-۷ نومبر ۱۹۵۹ء، بھینسوڑی) کی نسبت سے۔ سلطان الاولیا کی نسبت بیعت شاہ محمد نبی رضا سے جب کہ خلافت شاہ محمد نبی رضا کے برادر خرد و سجادہ نشین شاہ محمد عنایت حسن خاں سے تھی۔(۸۵)

شاہ نبی کی وفات کے بعد ان کے برادر خرد شاہ عنایت حسن مسند ارشاد پہ فائز ہوئے۔ آپ جوانی میں ہی شاہ محمد نبی رضا سے بیعت ہو گئے تھے۔ سلطان الاولیا اپنے مرشد طریقت شاہ محمد نبی رضا کی وفات کے بعد جد روحانی فخر العارفین شاہ محمد عبدالحئی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے سلطان الاولیا کو واپس بھیجا اور شاہ عنایت حسن کو ساتھ لانے کا حکم دیا۔ سلطان الاولیا واپس بھینسوڑی پہنچے اور شاہ عنایت حسن کی خدمت میں فخر العارفین کا حکم عرض کیا۔ پس دونوں حضرات مرزاخیل کے لیے عازم سفر ہوئے۔ مرزاخیل پہنچنے پر شاہ عنایت حسن کو سجادہ نشین والے حجرے میں ٹھہرایا گیا۔ شاہ عنایت حسن ڈیڑھ ماہ مرزاخیل میں خدمت فخر العارفین میں حاضر رہے۔ آپ کا اپنا ارشاد ہے:(۸۶)

"میں پردیس سے حضرت کی زیارت کے شوق میں وطن آیا تھا لیکن یہ صورت ہوئی کہ حضرت کا وصال شریف ہو گیا۔ اس صدمے سے نہ دل کو چین تھا نہ شب کو آرام۔ ایک تو حقیقی بڑے بھائی کا غم، دوسرا یہ کہ والدہ ماجدہ کا سایہ شیر خواری کے زمانے میں اٹھ چکا تھا۔ حضرت کے سایے میں پرورش پائی۔ جب سن شعور کو پہنچا تو سلسلہ طریقت کی غلامی میں داخل ہو کر فیض باطنی سے [illegible] میرے صدمہ و بے چینی و بے قراری کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اسی حالت میں چہلم شریف کے بعد مرزاخیل شریف جانا ہوا۔ اپنے امام مرشد سیدنا فخر العارفین مولانا مولوی محمد عبدالحئی صاحب روحی فداہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو گیا۔ حضرت سیدنا فخر العارفین نے ڈیڑھ ماہ تک حاضری کا شرف بخشا اور علم تصوف کے تمام مسائل ذہن نشین کرا دیے۔ [illegible] یہاں میں نے [illegible] طے کیا [illegible] جب [illegible] خدمت [illegible]"

یہاں ایک اورامر کی وضاحت بھی ضروری ہے شاہ عبدالشکور کی اولین سوانح عمری و مجموعہ ملفوظات: **ذکر تاج الاولیا** میں ان کا ایک ملفوظ نقل کیا گیا جس میں شاہ عنایت حسن اور سلطان الاولیا کا ان سے استفادے اور تکمیل کا دعوا کیا گیا ہے۔(۸۷) یہ روایت بالکل بھی راست نہیں اور اس روایت کا ان شاء اللہ اپنی آنے والی کتاب: **تذکرہ لالا صاحب** میں تجزیہ کروں گا۔

شاہ عنایت حسن سے ایک تالیف **اعجاز جہاں گیری** یادگار ہے۔ان کے ملفوظات ان کے خلیفہ شاہ محمد صدیق حسن مرادآبادی نے جمع کئے تھے۔ یہ ملفوظات **فرمان مرشد** کے نام سے دو حصوں میں بالترتیب مرادآباد اور قصبہ جرول/ضلع بہرائچ سے شایع ہوئے۔شاہ عنایت حسن کا ایک مفصل خط بہ نام سلطان الاولیا، سلطان الاولیا کی سوانح حیات **نگار یزداں** میں شامل ہے۔شاہ عنایت حسن کا ارشاد ہے:

> ''اخلاص تصوف کی جان ہے اور تصوف خالص توحید کا سبق دیتا ہے۔
> تصوف کی تکمیل اخلاص ہی سے ہوتی ہے یعنی کامل توحید یہی ہے کہ ہمارا ہر کام اللہ کے لیے ہو اور صرف اللہ ہی کی رضا ہمارا مدعا ہو۔''(۸۸)

شاہ عنایت حسن نے فخر العارفین کے حسب ارشاد سلطان الاولیا کی خلافت کا اعلان فرمایا۔ اور یوں سلطان الاولیا سے سلسلے کی اتنی زیادہ اشاعت عمل میں آئی کہ آج بھینسوڑی کی خانقاہ ہندستان کی چند نہایت معروف خانقاہوں میں سے ایک ہے۔سلطان الاولیا کے احوال و تعلیمات پہ اب تک دو کتب ترتیب دی جا چکی ہیں: **سلطان الاولیا معروف بہ چراغ ابوالعلائی** (طبع اول: ۱۳۹۶ھ- ناگ پور، طبع دوم: ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء-لاہور) از مولانا شاہ غلام آسی پیا حسنی اور **نگار یزداں** از مولانا ظہیر احمد قریشی سہس پوری۔ یہاں یہ یاد رہے کہ مولانا ظہیر احمد قریشی وہی ہیں جنھوں نے مولانا عبدالرحمان فتح آبادی کی مثنوی **گنج راز** کا ترجمہ و شرح **کلید اعجاز** (مطبوعہ: ممبئی، مکتبہ الفاروق، جنوری ۱۹۸۴ء) کے نام سے کیا تھا۔ذیل میں سلطان الاولیا کے چند ارشادات نقل کیے جاتے ہیں۔

☆- محبت یہ ہے کہ محب صفات محبوب سے متصف ہو جائے۔
☆- عشق یہ ہے کہ عاشق معشوق میں معدوم ہو جائے۔
☆- خرچ آمدنی کے اندازہ پر کرنا چاہیے۔
☆- غرور و تکبر نہ کرو، کیوں کہ تم کو ایسی جگہ جانا ہے جہاں آقا و غلام برابر ہوں گے۔

☆ - سوائے کرمِ حق تعالیٰ کسی پر اعتماد نہ کرو تو دو جہان کی دولت حاصل ہو۔

☆ - اپنے آپ کو درمیان میں نہ لاؤ، معرفتِ حق تعالیٰ کو پہنچو۔

☆ - مسکین بنو، تو مقبول خلائق ہو جاؤ گے۔

☆ - کسی کے لیے بد دعا نہ کرے اگرچہ اس سے آزار ہی کیوں نہ پہنچا ہو۔ (۸۹)

سلطان الاولیا کے خلفا میں خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ [اس کے بعد: حضرت صاحب] نہایت ہی ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ حسنی شاخ کا ایسا مبارک وجود ہیں، کہ جن کے ذریعے سلسلے کی بہت زیادہ اشاعت عمل میں آئی اور لاکھوں مرد و زن ان کے دامن سے وابستہ ہوئے۔ آپ کے بارے میں مولانا ظہیر احمد قریشی نے بجا طور پر لکھا ہے:

> ''آپ کی ذاتِ گرامی سلسلہ عالیہ جہاں گیریہ کے آسمان پر ایک ایسا روشن سورج ہے جس کی نورانی شعاعوں سے ایک عالم روشنی حاصل کر رہا ہے۔ قطبِ عالم، فخر العارفین، حضرت مولانا سید عبدالحی شاہ صاحب قبلہ کی پیش گوئی کے مطابق: ''ایک نئی شان کا ظہور'' تو آپ کے مرشد گرامی حضرت سلطان الاولیا کی ذات سے منسوب ہے مگر اس ظہور کا عروج آپ کے ذریعے ہوا اور بحمد اللہ یہ عروج کا سلسلہ جاری ہے۔'' (۹۰)

حضرت صاحب جنوری ۱۸۹۵ء (۹۱) و بمقام ٹل (ضلع مانسہرہ، خیبر پختون خوا) میں میر زید اللہ شاہ (م: ۱۹۵۲ء) کے ہاں پیدا ہوئے۔ (۹۲) آپ نے والد گرامی کی نسبت بیعت خواجہ محمد قاسم موہڑوی (م: ۲۵ نومبر ۱۹۴۳ء، موہڑہ، تحصیل مری- ضلع راولپنڈی) سے کی تھی۔ آپ ان سے مختص تھے لیکن بچپن سے ہی آپ کا رجحان روحانیت کی طرف تھا۔ ۱۹۱۵ء تا ۱۹۲۰ء کے درمیان کسی سال آپ کی ملاقات موضع جبڑ گراں (ضلع مانسہرہ) کے بابا رحمت اللہ معروف بہ رحمت بابا ناٹا بابا (م: ۱۹۴۳ء) (۹۳) سے ہوئی۔ انھوں نے آپ کو مجذوب کے ہاں قسمت آزمائی سے منع فرمایا اور کسی سالک کی خدمت میں حاضر ہو کر طلب باری کا حکم صادر فرمایا (۹۴)

۱۹۲۰ء میں تلاش روزگار کے سلسلے میں آپ کوئٹہ میں وارد ہوئے اور یہیں میں [illegible] کا کام شروع کیا۔ یہیں ۱۹۲۰ء کے بعد کسی سال آپ کی ملاقات نقیب غوث اعظم کے سجادہ نشین سید [illegible] القادری (۱۹۰۱-۱۹۶۹ء، بغداد) (۹۵) سے ہوئی۔ آپ ان کی خدمت میں حاضر ہونے لگے

اور یوں ایک دن سید علی حیدر نے آپ سے فرمایا: آپ کا حصہ کسی اور شیخ کامل کے پاس ہے۔(۹۶)

۱۹۳۵ء کے اوائل میں آپ کوئٹہ میں ہی برطانوی ہندفوج میں بہ طور سپاہی ٹیلر ماسٹر بھرتی ہوئے۔ ۵ مئی ۱۹۳۵ء کو کوئٹہ میں جب ہول ناک زلزلہ آیا، اس وقت آپ کوئٹہ میں ہی تھے۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء میں آپ کی یونٹ کا تبادلہ بریلی چھاؤنی میں ہوگیا اور اندازاً ۱۹۳۵ء کے اواخر میں آپ کی یونٹ فرید پور سکیم پر گئی اور وہیں آپ سلطان الاولیا خواجہ صوفی محمد حسن شاہ کے ہاتھ پہ بیعت ہوئے۔ تین سال بعد ۱۹۳۸ء میں آپ کو خلافت سے نوازا گیا۔(۹۷) ۱۹۳۹ء میں دوسری جنگ عظیم کے دوران آپ نے بیعت لینے کا آغاز کیا۔(۹۸) قیامِ پاکستان کے بعد آپ بالترتیب کاکول، ٹل اور پشاور میں بہ سلسلہ ملازمت قیام پذیر رہے اور ۲۱ اگست ۱۹۵۱ء کو آپ نے پشاور میں پہلا عرس منعقد کیا۔ اس عرس پہ آپ نے تین حضرات کو خلافت سے نوازا۔ ان تین اوّلین خلفائے کرام کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

صوفی عطا محمد شاہ/ بانڈی چمیالی/ ٹھنڈیانی، ضلع: ایبٹ آباد

صوفی فضل حسین شاہ/ بھون، ضلع: چک وال

صوفی محمد بوٹا شاہ معروف بہ عبدالرحمان شاہ/ جنڈالہ، ضلع: جہلم/ مدفون، لاہور(۹۹)

۱۹۵۲ء کے اواخر میں آپ پشاور میں فوج کی ملازمت سے سبک دوش ہوئے اور اسی سال کوئٹہ تشریف لے گئے۔ کوئٹہ میں آپ نے ای-ایم-ای سنٹر میں ٹیلرنگ کا ٹھیکا لے لیا نیز سلسلے کی اشاعت بھی جاری رکھی۔ آپ نے اپنے پیر بھائی صوفی محمد یعقوب علی شاہ (۱۹۱۰-۲۶ دسمبر ۱۹۷۴ء / ۱۱ ذی الحجہ ۱۳۹۴ھ) کو خصوصی طور پر کراچی سے کوئٹہ بلوایا اور انھوں نے بھی اوّلین خلفا و مریدین کی تربیت میں خصوصی دل چسپی لی۔ صوفی لعل محمد شاہ کے بہ قول ابتدائی مریدین کو صوفی یعقوب علی شاہ کے چھپوائے ہوئے شجرات طریقت دیے گئے۔ بعدازاں صوفی لعل محمد شاہ نے حضرت صاحب کے شجرات طریقت چھپوائے اور شجرہ طریقت کی ترتیب میں بہزاد لکھنوی اور یوسف عسکری سے مدد لی گئی تھی۔(۱۰۰)

کوئٹہ میں مرید ہونے والے حضرات کو بہت سخت تربیتی عمل سے گزارا گیا۔ اور اس کے نتیجے میں ان حضرات کے ذریعے سلسلے کی اتنی زیادہ اشاعت عمل میں آئی کہ خلقت کی خلقت انگشت بہ دنداں رہ گئی۔ کوئٹہ میں آپ نے جن حضرات کو خلافت سے نوازا ان کے اسمائے گرامی بہ لحاظ حروف تہجی درج ذیل ہیں:

صوفی رحمت اللہ شاہ/قصور

صوفی روشن دین شاہ/منڈھول، تحصیل: ہجیرہ، ضلع: پونچھ/آزاد کشمیر

صوفی سخی محمد شاہ/چھت ریہڑی، تحصیل: ہجیرہ، ضلع: پونچھ آزاد کشمیر

صوفی سمندا خان شاہ/دولتالہ، تحصیل: گوجر خان، ضلع: راول پنڈی

صوفی شبیر حسین شاہ/کھمن کے، ضلع: قصور

صوفی عزیز الرحمان شاہ/بٹل، ضلع: مانسہرہ راول پنڈی

صوفی علی محمد شاہ/کوئٹہ

صوفی عنایت حسین شاہ/ملوٹ، ضلع: جہلم

صوفی لال حسین شاہ/اکھوڑی، ضلع: اٹک

صوفی لال محمد شاہ/کوٹلی، آزاد کشمیر

صوفی محمد افضل شاہ/شیخوپور سرائے، ضلع: گجرات

صوفی محمد امین شاہ/چونڈہ، ضلع: سیالکوٹ

صوفی محمد اورنگ زیب شاہ/نوشیروان، ضلع: ایبٹ آباد

صوفی محمد ایوب شاہ/کھڑیاں، ضلع: ایبٹ آباد

صوفی محمد تاج شاہ/ورڈی، ضلع: خوشاب

صوفی محمد جمشید شاہ/کراچی

صوفی محمد صادق شاہ/کھلال (علاقہ [illegible])، تحصیل: کہوٹہ، ضلع: راول پنڈی

صوفی محمد صدیق شاہ/ہوکی

صوفی محمد فاضل شاہ/حسیت پور، ضلع: بھمبر، آزاد کشمیر

صوفی محمد فیروز شاہ قوال/کوئٹہ

صوفی محمد نذیر شاہ/جہلم

صوفی محمد نذیر شاہ عاصی/چونڈہ، تحصیل: پسرور، ضلع: سیالکوٹ

صوفی محمد نواز شاہ/نڑالی، تحصیل: گوجر خان، ضلع: راول پنڈی

صوفی سلطان محمد شاہ/کوئٹہ

صوفی ملک امان شاہ/ کوئٹہ

صوفی نور محمد شاہ/ چک P-۱۰۰، ضلع: رحیم یار خان

صوفی ولایت علی شاہ/ چنام، تحصیل: کلر سیداں، ضلع: رحیم یار خان

صوفی یوسف عسکری شاہ/ کوئٹہ (۱۰۱)

مخدومہ امیر جان لائبریری نزالی میں مندرجہ بالا خلفائے کرام میں سے چند حضرات کے بارے میں صوفی بشیر احمد شاہ (دوتھان، مدفون: لاہور) کا ایک منظومہ محفوظ ہے۔ اس نظم میں مذکورہ بالا اصحاب میں سے چند کے خلافت پانے کا ذکر کیا گیا ہے۔ اگرچہ اس منظومے کے اکثر مصارع بے وزن ہیں لیکن اس کی تاریخی اہمیت کے بہ وصف اسے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:

مبارک ہو مبارک ہو کرم شاہانہ مبارک ہو
مبارک سائلوں کو تاج سلطانہ مبارک ہو
بشیر تجھ کو بشارت ملی تجھ کو خلافت جو
فنا فی الشیخ ہو کر راز پا جانا مبارک ہو
بنا تو لال پتھر سے لال بھی وہ جو لاثانی
کھا کر تیغ لا کو، پھر بقا ہونا مبارک ہو
نذر کر دینا سر اور عشق میں بے نظیر ہونا
توحیدی ے جہاں پائی وہ مے خانہ مبارک ہو
محمدی عکس پانا اور مثال یوسفی ہونا
عساکر سے چنا جانا سالار ہونا مبارک ہو
فضیلت فاضلوں کی سی ملی فاضل طریقت میں
حقیقت کو سمجھ کر حق سما جانا مبارک ہو
سخاوت سے سخی تجھ کو ملا رتبہ ولایت کا
طریقت سے حقیقت، معرفت پانا مبارک ہو
بڑی قسمت ہے ان سب کی جہاں میں نسبت سے اس در سے
سنگ در رہ کر بشیر ہر دم جانانہ مبارک ہو

سید صوفی نور حسین شاہ (یکم جولائی-۴ جون ۲۰۰۹ء/ ۱۰ جمادی الثانی، بہاول پور)، صوفی

جمیل شاہ (شورکوٹ/ضلع: جھنگ)، صوفی اطہر علی شاہ (پ: یکم اپریل ۱۹۳۸ء، کوئٹہ) اور کرنل صوفی محمد یوسف شاہ (لاہور) بھی کوئٹہ کے اسی اولین گروہ سے متعلق ہیں لیکن ان پانچوں حضرات کی خلافت کا اعلان ۱۲ ذیقعد ۱۳۸۱ھ/ ۱۷-اپریل ۱۹۶۲ء کو نقیب آباد میں ہوا.(۱۰۲)

کوئٹہ میں صرف عوام ہی نہیں، صاحبان علم و ادب بھی حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے، بل کہ شعرا میں ارشد امروہوی اور یوسف عسکری تو باقاعدہ آپ سے بیعت بھی ہوئے. اور حضرت صاحب نے تو ارشد امروہوی کے مجموعۂ کلام کی اشاعت کا بھی اہتمام کیا تھا لیکن یہ بیل منڈھے نہ چڑھ سکی. صوفی سلیم اللہ نقیبی نے اپنے ایک مضمون میں جناب یوسف عسکری کو حضرت صاحب کا خلیفہ تحریر کیا ہے. بعد ازاں یہ دونوں حضرات سلسلہ چھوڑ گئے تھے.(۱۰۳)

راول پنڈی کے معروف نقاد اور شاعر رشید نثار (۱۹۱۷-۲۴ جنوری ۲۰۱۳ء، راول پنڈی) کے بہ قول: ''میں اور تراب گوالیاری حیدر آباد کے ایک مست وار جنھیں لوگ قطب صاحب کہہ کر پکارتے تھے کی ہدایت پر کوئٹہ میں پیر نقیب اللہ شاہ سے ملے. میں نے اس ملاقات کی تفصیلات کو اپنی ایک کہانی کہانیوں کی کہانی میں بیان کیا ہے.''(۱۰۴)

صوفی لعل محمد شاہ راوی ہیں کہ معروف شاعر جناب سردار حسین خاں متخلص بہ [illegible] (۱۹۱۰-۱۱ اکتوبر ۱۹۷۰ء، کراچی) بھی کوئٹہ میں قیام کے دوران آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے.(۱۰۵)

۱۹۶۲ء میں آپ نے قصور شہر کے قریب لاہور روڈ پر شیخ عماد کے [illegible] نقیب آباد کی بنیاد رکھی اور اسی سال کوئٹہ سے یہیں مستقل قیام اختیار فرما لیا جسے [illegible] نقیب آباد [illegible] اب عام میں معروف ہے.(۱۰۶)

۲ فروری ۱۹۹۵ء/ ۲ رمضان ۱۴۱۵ھ کو آپ نے [illegible] نقیب آباد میں ہی آپ کا مزار زیارت گاہ خلائق ہے. آپ کی وفات سے [illegible] کے حسب ارشاد جو قطعۂ وفات کہا اس سے چند شعر درج ذیل ہیں

آفتاب [illegible] خواجہ نقیب [illegible]
مہ تاب [illegible] خواجہ نقیب [illegible]
[illegible]

ساقیِ بادہ کشاں، خواجہ نقیب الاولیا
شہ شہاب الدیں، محی الدین کے نورِ نظر
فرحت و تسکینِ جاں، خواجہ نقیب الاولیا
مہر طلعت شہنشاہ و ذات منعم دست گیر
رفت سوے لامکاں، خواجہ نقیب الاولیا

مہر طلعت شہنشاہ (۱۴۱۵ھ) - ذات منعم دست گیر (۱۹۹۵ء)

آپ نے اپنی حیات میں ہی اپنے منجھلے صاحب زادے کرنل (ریٹائرڈ) صوفی محمد عظمت اللہ شاہ کو مسند سجادگی کے لیے نام زد کر دیا تھا اور اب وہ سلسلے کی اشاعت میں سرگرمِ عمل ہیں۔

حضرت صاحب کا صوفی پیغام محبت، اخوت اور مساوات سے عبارت تھا۔ آپ نے تمام عمر اسی کے فروغ کے لیے کام کیا اور لاکھوں افراد کو خداشناسی کی راہ پہ لگا دیا۔ آپ نے اپنے مریدین کے دل میں کچھ اس طور باہمی محبت کا بیج بویا کہ رنگ و نسل، زبان و مشارب کو بھلا کر وہ اخوت و مساوات کے بندھن میں بندھ گئے۔ صوفی لعل محمد شاہ رقم طراز ہیں:

''ہم سب کو آپ نے رنگ، نسل، ذات برادری، زبان و تہذیب کے تعصب [تعصبات] سے اونچا اٹھا کر ایک لڑی میں پرویا ہوا ہے۔'' (۱۰۷)

آپ نے اپنے عقیدت مندوں کے لیے عملاً کئی مثالیں قایم کیں جس سے مریدین کے لیے ان تعلیمات پہ عمل کرنا آسان ہو گیا۔ انھوں نے اپنی صاحب زادی کا نکاح ایک ایسے فرد سے کیا جس کا کل اثاثہ اس کی تنخواہ تھی اور وہ رشتہ نہ ملنے کی وجہ سے قادیانی ہونے پہ تیار ہو گیا تھا۔ راجا محمد یوسف قادری رقم طراز ہیں:

''کوئٹہ میں قیام کے دوران ایک بنگالی فوجی صوفی نقیب اللہ شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ وہ کل مرزائی ہو جائے گا۔ آپ نے مرزائی ہونے کی وجہ دریافت فرمائی تو اس نے کہا کہ میری عمر ڈھلتی جا رہی ہے اور کوئی مسلمان مجھے رشتہ دینے کو تیار نہیں۔ آپ نے فرمایا: اگر ہم تمھاری شادی کرا دیں تو کیا پھر بھی مرزائی ہونے کا ارادہ ہے؟ بنگالی نے کہا ہرگز نہیں۔ آپ نے مزید پوچھا: تمھارے پاس منقولہ وغیر منقولہ جایداد کتنی ہے؟ اس نے جواب دیا: میرا اثاثہ صرف میری تنخواہ ہے۔ آپ نے اس بنگالی سے فرمایا: کل صبح تیار ہو کر میرے

اپنی تیسری صاحب زادی کا نکاح اس کے ساتھ کر دیا۔ بنگالی آپ کی صاحب زادی سے بیس برس بڑا تھا۔ اس بنگالی کا نام صوفی رحمت اللہ شاہ تھا۔ صوفی رحمت اللہ شاہ فوج سے بہ طور حوالدار ریٹائر ہوئے۔ آپ نے یکم اپریل ۱۹۸۴ء کو وفات پائی اور نقیب آباد (قصور) میں خانقاہ کی مسجد کے پہلو میں دفن کیے گئے۔" (۱۰۸)

ذیل میں حضرت صاحب کے احوال و تعلیمات پہ شائع ہونے والے کتابچوں اور مضامین کی فہرست پیش کی جا رہی ہے جو راقم کے علم میں تھے۔ ان کتابچوں اور مضامین کی استنادی حیثیت پہ تجزیاتی مطالعے کا یہ محل نہیں، البتہ یہ خواہش ضرور ہے کہ حضرت صاحب کے احوال پر احباب مستقبل میں کام کرنے کے متمنی ہوں وہ ان کو بھی ملحوظ رکھیں:

☆ اخلاق، احمد بدر، **مزارات اولیائے قصور**، لاہور، محمد احسن اخلاق، ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۲ء، ص ۵۲-۵۳

☆ ادب، حافظ عبدالرحمان، **مردِ مومن**، مشمولہ، ماہ نامہ باوا، لاہور، جولائی اگست ۱۹۹۱ء، ج ۱، ش ۳، قسط ۳، ص ۱۷-۲۰

☆ —**مردِ مومن**، مشمولہ، ماہ نامہ باوا، لاہور، اکتوبر ۱۹۹۱ء، ج ۱، ش ۱، قسط ۴، ص ۱۲-۱۴ [اس میں شمارہ نمبر شاید غلط ہے]

☆ —**مردِ مومن**، مشمولہ، ماہ نامہ باوا، لاہور، دسمبر ۱۹۹۱ء، ج ۱، ش ۳، قسط ۵، ص ۱۳-۱۶

☆ —**مردِ مومن**، مشمولہ، ماہ نامہ باوا، لاہور، فروری مارچ ۱۹۹۲ء، ج ۲، ش ۲-۳، قسط ۶، ص ۱۱-۱۳

☆ —**مردِ مومن**، مشمولہ، ماہ نامہ باوا، لاہور، مئی جون ۱۹۹۲ء، ج ۲، ش ۵-۶، ص ۱۳-۱۶

☆ احمد حیات، محمد، **عرس مبارک حضرت شاہ مخلص الرحمان جہانگیر** [illegible] **قادری**، [illegible] ۱۹۹۲ء

☆ افضل شاہ، صوفی محمد، **خواجہ فقیر صوفی محمد نقیب اللہ شاہ صاحب** رحمۃ اللہ علیہ [illegible]

☆ جعفر چشتی، [illegible] امانت علی، **عرفان (خدا کی پہچان)**، [illegible] قصور، ۱۹۹۰ء، [illegible]

☆ [جمیل شاہ، صوفی محمد اقبال] **صوفی محمد نقیب اللہ شاہ قادری ابوالعلائی جہانگیری**، [illegible] [۱۹۲۵ء]

☆ حسن نواز شاہ، **الحاج حضرت فقیر صوفی محمد نقیب اللہ شاہ** [illegible]، جامِ صوفیا، [illegible] ۱۹۹۱ء، ج ۱، ش ۶-۷، ص ۲۹-۳۰

☆ حسن نواز شاہ، **گوجر خان کے سہروردی مشائخ** [illegible] ۲۰۰۳ء

☆ **حضرت خواجہ خواجگان فقیر صوفی محمد نقیب اللہ شاہ** [illegible]، روزنامہ خبریں، سنڈے میگزین [illegible]

۲۱ نومبر ۲۰۱۰ء، ص ۱۷ (میگزین رپورٹ)

☆ حضرت مرشد شاہ مائل، حیدرآباد، دربار مائلیہ، مارچ ۲۰۰۷ء، ص ۵-۸

☆ خاکسار احمد شاہ، صوفی، سیرت مبارکہ- خاکہ، لاہور، دسمبر ۱۹۸۰ء

☆ ڈار جہادی، منظور الحق، النحل المعروف راجا کی دیا، جہلم، راجا صبح صادق، ۱۹۹۲ء، اول، ص ۶

☆ راجا، محمد فرخ سجاد، سردار جہانگیر سے باباجی کی ملاقات، مشمولہ، ماہ نامہ گلستان نقیب، قصور، ۲۷ شوال-۲۶ ذیقعد ۱۴۲۸ھ، ج ۲: ش ۲، ص ۲۳-۲۶

☆ رشید نثار، وادیٔ شال کی کہکشاں، راول پنڈی، پنڈی اسلام ادبی سوسائٹی (پیاس)، ۱۹۹۹ء، ص ۳۹، ۷۵

☆ روز نامہ سرمایہ، سپیشل ایڈیشن، حیدرآباد، [۲۵ شوال ۱۴۳۴ھ/ ۲۰۱۳ء]

☆ ساجد، محمد اسلام، حضرت صوفی محمد نقیب اللہ شاہ، مشمولہ، روز نامہ پاکستان، خصوصی اشاعت، لاہور، ۱۰ جنوری ۲۰۰۲ء

☆ ساجد، محمد اسلام، خواجہ خواجگان حضرت فقیر صوفی محمد نقیب اللہ شاہ، مشمولہ، گلستان نقیب، قصور، ۲۶ شوال تا ۲۶ ذیقعد ۱۴۲۷ھ، ج ۱: ش ۲، ص ۲۳-۲۶

☆ سلیج، ڈاکٹر محمد منیر احمد، وفیات ناموران پاکستان، لاہور، اردو سائنس بورڈ، ۲۰۰۶ء، ص ۹۴۷

☆ سلیم اللہ، صوفی، انیس واں سالانہ عرس مبارک، مشمولہ، گلستان نقیب، قصور، ستمبر ۲۰۱۳ء/ ذیقعد ۱۴۳۴ھ، ج ۶: ش ۹، ص ۱۷-۲۱

☆ سلیم اللہ، صوفی، حضرت صوفی محمد نقیب اللہ شاہ، مشمولہ، روز نامہ نوائے وقت، لاہور، ۲۳ ستمبر ۲۰۱۱ء، ملی ایڈیشن

☆ سہسوانی، صوفی ظہیر احمد شاہ، نگارِ یزداں، بمبئی، مکتبہ جہاں گیریہ، ۱۹۹۶ء، اول، ص ۳۴۴، ۳۵۲-۳۶۱

☆ ضیاء الحق، رانا، تاج دار موہری شریف، بہاول پور، عثمان پبلی کیشنز، اگست ۱۹۹۷ء، ص ۹۶

☆ طاہر علی شاہ، صوفی، قبلہ باباجی حلیہ مبارک، مشمولہ، ماہ نامہ گلستان نقیب، قصور، ۲۷ شوال-۲۶ ذیقعد ۱۴۲۸ھ، ج ۲: ش ۲، ص ۲۱-۲۲

☆ طاہر علی شاہ، صوفی، قبلہ باباجی حلیہ مبارک، مشمولہ، ماہ نامہ گلستان نقیب، قصور، شوال ۱۴۳۲ھ/ستمبر ۲۰۱۱ء، ج ۴: ش ۸، ص ۲۱-۲۲

☆ عثمان خان، خان زادہ محمد، حضرت خواجہ خواجگان فقیر صوفی محمد نقیب اللہ شاہ کی کرامات، مشمولہ، ہفت روزہ حق گو، لاہور، ۱۶ اپریل ۲۰۰۵ء، ج ۱۷: ش ۱۳، ص ۱۸-۲۱

☆ علوی، سید نایاب علی، **شان یعقوبی**، کراچی، مولف خود، [۲۰۱۰ء] ص۷۹-۸۲

☆ عنایت حسین خان، شاہ محمد، **اعجاز جہاں گیری**، بریلی محمود المطابع، س ن، اول ص ۵۴

☆ -**اعجاز جہاں گیری**، کراچی، صوفی عثمان علی شاہ، س ن، دوم ص ۵۴

☆ -**اعجاز جہاں گیری**، لکھنؤ محمد فصاحت حسن شاہ، دسمبر ۱۹۸۴ء، سوم ص ۶۲

☆ غلام آسی پیا حسنی، مولانا، سلطان الاولیا معروف بہ **چراغ ابوالعلائی**، ناگ پور، غلامان آسی نگر، ۱۳۹۶ھ، اول

☆ غلام آسی پیا حسنی، مولانا شاہ، [سلطان الاولیا معروف بہ] **چراغ ابوالعلائی**، لاہور، تصوف فاؤنڈیشن، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء، ص ۵۱-۵۲، ۸۴-۸۵، ۱۴۱

☆ غفور افضل، محمد، **حضرت خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ قادری جہانگیری**، مشمولہ ماہ نامہ منہاج القرآن لاہور، ذیقعد ۱۴۱۵ھ اپریل ۱۹۹۵ء، ج ۹ ش ۴، ص ۴۲-۴۴

☆ قادری، صاحب زادہ عرفان الٰہی، **تجلیات مرشد**، لاہور، قادریہ نقشبندیہ کتب خانہ ۱۴۳۱ھ/ ۲۰۱۰ء، اول، ص ۲۷۷-۲۸۱

☆ قادری جہاں گیری، راجہ محمد یوسف، **پیش لفظ**، مشمولہ چراغ ابوالعلائی، لاہور، تصوف فاؤنڈیشن، ۱۴۱۹ھ ۱۹۹۹ء، ص ۷-۴۵

☆ ایضاً، **پیش لفظ**، مشمولہ سیرت **فخر العارفین**، لاہور، تصوف فاؤنڈیشن، ۱۴۱۹ھ ۱۹۹۹ء، ص ۹،۱۵-۲۰۷-۲۱۰ (ضمیمہ ۱۴۰۰ھ عرس جہانگیریہ کی تقریب منعقدہ ۲۳ فروری ۱۹۸۰ء [illegible])

☆ قادری، عرفان الٰہی، **قبلہ بابا حضور**، مشمولہ ماہ نامہ **گلستان نقیب**، [illegible] ذیقعد ۱۴۳۲ھ [illegible] ۲۰۱۱ء، ج [illegible] ش ۹، ص ۳۰-۳۶

☆ قریشی، [illegible] عبدالحمید، **فیضان رحمت**، [illegible] ۱۴۲۳ھ [illegible] ۲۰۰۲ء، ص ۱۲-۱۵

☆ قریشی، [illegible] صوفی [illegible] احمد، **کلید اعجاز**، شرح اردو مثنوی گنج راز [illegible] ۱۹۶۷ء، ص ۱-۹

☆ محمد [illegible] صوفی، **نفیس اقتباسات** [illegible]

☆ [illegible] حضرت خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ، [illegible] ملتان [illegible] ۱۹۹۱ء، ۲۵ [illegible]

- ☆ **ماہ نامہ ساحل رنگ**، خصوصی نمبر، چونیاں/قصور، جون ۱۹۸۹ء، ج ۱: ش ۲، ص ۴۲-۵۰
- ☆ **ماہ نامہ ساحل رنگ**، خصوصی نمبر، چونیاں/قصور، ۱۹۹۵ء۔
- ☆ **ماہ نامہ ساحل رنگ**، خصوصی نمبر، چونیاں/قصور، ج ۹: ش ۱۱
- ☆ **مرشد عالی مقام حضرت خواجہ نقیب اللہ شاہ**، مشمولہ، **ماہ نامہ سوئے حرا**، راول پنڈی، ذیقعد ۱۴۱۵ھ/ اپریل ۱۹۹۵ء، ج ۴: ش ۱۱، ص ۱۱-۱۳
- ☆ ناصر حسین شاہ، میجر سید، **الحاج حضرت خواجہ فقیر صوفی محمد نقیب اللہ شاہ**، مشمولہ، **سہ ماہی النقیب**، کھاریاں، جون [-ستمبر] ۱۹۹۰ء، ج ۱: ش ۱، ص ۹-۱۸
- ☆ نقیبی، سلیم اللہ، **مختصر سوانح عمری، عظیم المرتبت شہنشاہ فقر حضرت خواجۂ خواجگان فقیر صوفی محمد نقیب اللہ شاہ**، مشمولہ، **گلستان نقیب**، قصور، ستمبر ۲۰۱۲ء/ شوال ۱۴۳۳ھ، ج ۵: ش ۸، قسط ۱، ص ۱۷-۲۰
- ☆ -ایضاً، قصور، اکتوبر ۲۰۱۲ء/ ذوالحجہ ۱۴۳۳ھ، ج ۵: ش ۹، قسط ۲، ص ۳۰-۳۲
- ☆ -ایضاً، قصور، نومبر ۲۰۱۲ء/ محرم ۱۴۳۴ھ، ج ۵: ش ۱۱، قسط ۳، ص ۲۰-۲۴
- ☆ -ایضاً، قصور، دسمبر ۲۰۱۲ء/ صفر ۱۴۳۴ھ، ج ۵: ش ۱۲، قسط ۴، ص ۱۳-۱۵
- ☆ -ایضاً، قصور، فروری ۲۰۱۳ء/ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ، ج ۵: ش ۲، قسط ۶، ص ۱۸-۲۰، ۲۵
- ☆ -ایضاً، قصور، اپریل ۲۰۱۳ء/ جمادی الثانی ۱۴۳۴ھ، ج ۶: ش ۴، قسط ۷، ص ۲۰، ۲۵-۲۶
- ☆ -ایضاً، قصور، جون ۲۰۱۳ء/ شعبان ۱۴۳۴ھ، ج ۶: ش ۶، قسط ۸، ص ۲۶-۲۹
- ☆ -ایضاً، قصور، جولائی ۲۰۱۳ء/ رمضان ۱۴۳۴ھ، ج ۶: ش ۷، قسط ۹، ص ۲۶-۲۹
- ☆ -ایضاً، قصور، اگست ۲۰۱۳ء/ شوال ۱۴۳۴ھ، ج ۶: ش ۸، قسط ۱۰، ص ۱۹-۲۱
- ☆ -ایضاً، قصور، نومبر ۲۰۱۳ء/ محرم ۱۴۳۵ھ، ج ۶: ش ۱۱، قسط ۱۱، ص ۱۹-۲۲
- ☆ -**مرشد روشن ضمیر**، مشمولہ، **گلستان نقیب**، قصور، مارچ ۲۰۱۲ء/ ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ، ج ۵: ش ۲، ص ۲۸-۳۰
- ☆ نقیبی، سید انور سعید، **شان شاہ نقیب**، مشمولہ، **چھ ماہی آداب دیار نقیب**، ماناں والا/ شیخو پورہ، ج ۱: ش ۱، ص ۲۳-۶۰
- ☆ -**شان شاہ نقیب**، مشمولہ، **چھ ماہی آداب دیار نقیب**، ماناں والا/ شیخو پورہ، ج ۱: ش ۱، ص ۲۳-۶۰
- ☆ -**مناقب و کرامات حضرت صوفی محمد نقیب اللہ شاہ**، مشمولہ، **چھ ماہی گلزار نقیب**، ماناں والا/ شیخو پورہ، ج ۴: ش ؟، ص ۲-۶
- ☆ -ایضاً، مشمولہ، **چھ ماہی گلزار نقیب**، ماناں والا/ شیخو پورہ، ج ۱: ش ۱، ص ۷-۹، ۴۵-۴۸
- ☆ نقیبی، سید انور سعید، **گلزار نقیب**، ماناں والا/ شیخو پورہ، آستانہ عالیہ فیضان نقیب، ۸ ذیقعد ۱۴۱۵ھ

☆ نقیبی، قادری محمد طفیل، مجموعہ تصوف فی مشاہدات نقیبی، قصور، مولف خود، ۱۹۹۱ء، اول
☆ نقیبی، قادری محمد طفیل، نقیبی ماہیا، قصور، مولف خود، س ن
☆ وارث علی شاہ، مولانا صوفی محمد، مخزن تصوف، لکھنؤ، مولف خود، ۲۰۰۸ء، ص ۳۴۳
☆ ہفت روزہ حق گو، خصوصی نمبر، لاہور، ۲۸ جون ۱۹۸۹ء، ج ۱ ش ۱۰
☆ ہفت روزہ حق گو، خصوصی نمبر، لاہور، ۲۴ مئی ۱۹۹۱ء، ج ۳ ش ۱۸
☆ ہفت روزہ حق گو، خصوصی نمبر، لاہور، ۱۰ مئی ۱۹۹۲ء، ج ۴ ش ۱۵
☆ ہفت روزہ حق گو، خصوصی نمبر، لاہور، ۱۹۹۳ء
☆ ہفت روزہ حق گو، خصوصی نمبر، لاہور، ۱۲ اپریل ۱۹۹۵ء
☆ ہفت روزہ حق گو، خصوصی نمبر، لاہور، ۱۶ مارچ ۱۹۹۶ء، ج ۷ ش ۴۴
☆ ہفت روزہ حق گو، خصوصی نمبر، لاہور، ۶ مارچ ۱۹۹۷ء، ج ۸ ش ۴۳
☆ ہفت روزہ حق گو، خصوصی نمبر، لاہور، اپریل ۱۹۹۷ء
☆ ہفت روزہ حق گو، خصوصی نمبر، لاہور، ۱۹ فروری ۱۹۹۹ء، ج ۹ ش ۲۰
☆ ہفت روزہ حق گو، خصوصی نمبر، لاہور، ۴ فروری ۲۰۰۰ء
☆ ہفت روزہ حق گو، خصوصی نمبر، لاہور، ۱۶ اپریل ۲۰۰۵ء، ج ۱۷ ش ۱۳
☆ ہفت روزہ حق گو، خصوصی نمبر، لاہور، ۲۹ نومبر ۲۰۰۵ء، ج ۱۷ ش ۳۶
☆ Gerry Crookes, Welcom to the man who never sleeps,...

ماہ نامہ باوا (لاہور) کے سارے شمارے دست یاب نہیں ہو پائے جن میں حضرت صاحب کے احوال قسط وار شائع ہوتے رہے ہیں اور نہ ہی یہ معلوم ہوا کہ یہ ماہ نامہ کب تک شائع ہوتا رہا اور اس میں کتنی اقساط شائع ہوئیں۔ اسی طرح صاحب زادہ مقصود احمد صابری کے تین جلدوں پر مشتمل تذکرے میں بھی حضرت صاحب کے احوال آئے ہیں لیکن وہ بھی اس وقت سامنے نہیں۔ حضرت صاحب کے احوال و تعلیمات پر کام کرنے والوں کی آسانی کے لیے مذکورہ دست یاب ماخذ کی نشان دہی تو کر دی گئی ہے لیکن ساتھ ہی یہ وضاحت بھی نہایت ضروری ہے کہ مذکورہ بالا منابع میں فراہم کردہ معلومات میں تاریخی حد تک اختلاف پایا جاتا ہے۔ مذکورہ بالا مجلات کی خصوصی اشاعتوں میں ایک ہی طرح کی معلومات بار بار شائع ہوتی رہی ہیں۔ ان معلومات میں وہی باتیں دہرائی گئی ہیں جو قبل ازیں کتب و مجلات میں نقل ہو چکی ہیں۔

فہرست کو قطعاً حتمی قرار نہیں دیا جا سکتا، اس سلسلے میں اگر مزید کوشش و تلاش کی جائے تو ممکن ہے کچھ اور مآخذ بھی سامنے آ جائیں۔

کراچی کے معروف تاریخ گو شاعر صابر براری (۳۰ اکتوبر ۱۹۲۸- ۵ مئی ۲۰۰۶ء) کے تین جلدوں پر مشتمل قطعات تواریخ کے شعری مجموعے **تاریخ رفتگان** (جلد دوم) میں کہا گیا قطعۂ وفات بھی شامل ہے۔(۱۰۹) یہاں یہ یاد رہے کہ یہ وہی قطعۂ وفات جو نقیب آباد سے شائع شدہ **شجرہ طیبہ** میں شامل ہے یعنی:

آہ رخصت ہو گئے صد سالہ جانِ اصفیا
خوش بیاں شیریں زباں صوفی نقیب اللہ شاہ
کہہ دے صابر ان کی تاریخ وصال با جمال
مصلح باغ جناں صوفی نقیب اللہ شاہ

وصال با جمال: ۱۴۱۵ھ

مصلح باغ جناں صوفی نقیب اللہ شاہ: ۱۹۹۵ء

راول پنڈی کے عرفان رضوی کے مناقب پر مشتمل ایک شعری مجموعے: **سحاب فیضاں** میں بھی حضرت صاحب کی شان میں ایک منقبت شامل ہے۔(۱۱۰) عرفان رضوی، خانقاہ نقش بندیہ گھمکول/ کوہاٹ کے بانی جناب شاہ گل معروف بہ زندہ پیر (۱۹۱۲-۲۱ مارچ ۱۹۹۹ء، گھمکول/ کوہاٹ) کے دست گرفتہ تھے۔ اسی مجموعے میں حضرت صاحب کے ایک خلیفہ صوفی ولایت علی شاہ (۱۹۳۱-۱۱ اپریل ۱۹۸۶ء، چنام) کی شان میں بھی ایک منقبت شامل ہے، لیکن عرفان رضوی نے انھیں سید لکھ دیا ہے:(۱۱۱) حالاں کہ وہ رو پیال راج پوت برادری سے تعلق رکھتے تھے(۱۱۲)

(III)

ضلع بہاول نگر میں حضرت صاحب کے درج ذیل خلفائے کرام کے نام راقم الحروف کو معلوم ہو پائے:

صوفی حفیظ اللہ شاہ/ مہاروالی- مدفون: ملتان
صوفی محمد حشمت شاہ مرحوم/ بہکاں بودلا
صوفی بشیر احمد شاہ/ ہرن والا
صوفی شاد دین شاہ مرحوم/ ہرن والا

صوفی شاہ محمد شاہ/ ہرن والا

صوفی محمد شفیع شاہ مرحوم/ ہرن والا

صوفی محمد حسن شاہ مرحوم/ ہرن والا - مدفون: منچن آباد

صوفی ولی محمد شاہ/ منڈی صادق گنج

صوفی شیر محمد شاہ مرحوم/ ہرن والا - مدفون: صمد پورہ/ اوکاڑہ

صوفی محمد اقبال شاہ/ مہار والی

صوفی شوکت علی شاہ/ بہاول نگر

صوفی عبدالمجید شاہ/ بہاول نگر

صوفی محمد شریف شاہ/ فقیر والی

صوفی محمد شبیر شاہ فقیر والی

صوفی محمد خان شاہ/ سوبھے والا

صوفی محمد موسیٰ شاہ گجیانی

صوفی عبدالحمید شاہ صاحب فقیر والی (۱۱۳)

سلسلے کے کئی مشاہیر کی آمد و رفت بھی بہاول نگر میں رہی ہے۔ چچا صاحب سے پیر مرشد شاہ میرزا عاشق بیگ فتح پوری (۱۹۱۲-۱۱۴-اگست ۱۹۹۲ء، ۱۰ ذی الحجہ ۱۴۰۶ھ، کراچی) چند ایک بار چچا صاحب کے ہاں منڈی صادق گنج تشریف لائے۔ ایسے ہی حضرت صاحب کے خلفاء میں کئی حضرات یہاں بہ سلسلہ ملازمت مقیم رہے یا بہ سلسلہ تبلیغ یا اس میں شرکت کے لیے تشریف فرما ہوئے۔ جو نام معلوم ہو پائے درج کیے جاتے ہیں: صوفی گل محمد شاہ مرحوم ([illegible] مدفون حیدرآباد)، صوفی [illegible] احمد شاہ (لاہور)، صوفی [illegible] محمد شاہ مرحوم (مدفون [illegible])، صوفی [illegible] شاہ مرحوم (مدفون [illegible] ضلع [illegible])، صوفی [illegible] شاہ ([illegible])، صوفی [illegible] شاہ مرحوم (مدفون [illegible] تحصیل [illegible])، صوفی [illegible] شاہ مرحوم ([illegible])، صوفی محمد حیات شاہ مرحوم (مدفون [illegible] ضلع میانوالی)، صوفی [illegible] شاہ [illegible] ضلع [illegible])، صوفی عبدالغنی شاہ مرحوم (مدفون [illegible] ضلع [illegible])، صوفی [illegible] محمد شاہ مرحوم (مدفون [illegible] ضلع [illegible] آباد)، صوفی [illegible] شاہ [illegible])، صوفی [illegible] شاہ ([illegible])، صوفی محمد [illegible] شاہ ([illegible] ضلع [illegible])، صوفی [illegible]

محمد طفیل شاہ قوال مرحوم (مدفون: نقیب آباد/قصور)، صوفی محمد یاسین شاہ (کھمب/تحصیل: گوجر خان)، صوفی سید نیاز حسین شاہ مرحوم (مدفون: ملتان)، صوفی لال خاں شاہ (چاہ تو لے والا/کبیر والا- ضلع: خانے وال) اور صوفی عبداللطیف شاہ (حال مقیم: حاصل پور).

منڈی صادق گنج اور اس کے مضافاتی گانو بھولے والا میں درجن بھر کے قریب شکوری حضرات بھی موجود ہیں.(۱۱۴) ان میں سے تین حضرات: میاں بہادر علی (۱۱۵)، عبدالحمید معروف بہ بابا کالی گرو (۱۱۶) اور میاں سردار علی (۱۱۷) خلافت واجازت بیعت سے سرفراز ہیں اور آگے ان کے سلسلے بھی چلتے ہیں. ہر سہ حضرات، خواجہ فیض احمد (مدفون: موکل کرم الٰہی/تحصیل: چونیاں- ضلع: قصور)(۱۱۸) کے دست گرفتہ ہیں. میاں بہادر اور بابا کالی گرو کو خواجہ فیض احمد نے خود خلافت عطا کی تھی جب کہ میاں سردار کو خواجہ فیض کے شیخ طریقت پیر محمد بخش ملقب بہ پیر پٹھان شکوری (۱۹۴۴- ۲۰ فروری ۲۰۰۷ء)(۱۱۹) نے خواجہ فیض کی وفات کے بعد خلافت عطا کی.

خواجہ فیض اگرچہ پیر پٹھان شکوری سے بیعت وخلافت رکھتے تھے مگر انھوں نے اپنے شیخ طریقت کی اجازت سے اپنے پڑدادا خواجہ سلطان محمود (مدفون: موکل کرم الٰہی) کے سلسلے چشتیہ نظامیہ کا اجرا کیا.(۱۲۰) پیر پٹھان، شاہ احمد میاں شکوری (۱۹۰۴-۴ جولائی ۱۹۸۱ء، رحیم یار خان) کے خلیفہ ہیں اور شاہ احمد میاں، سید ہادی علی شاہ شکوری (م: ۲۶ رجب ۱۳۶۱ھ/ ۹ اگست ۱۹۴۲ء، کان پور) سے بیعت وخلافت سے سرفراز ہیں. سید ہادی کی نسبت بیعت وخلافت شکوریہ شاخ کے مؤسس تاج الاولیا شاہ محمد عبدالشکور سے ہے.(۱۲۱)

ضلع بہاول نگر میں حضرت صاحب کے خلفا کی خدمات اور ان کے وابستگان وخلفا کے بارے میں تفصیلات قلت اوقات کے سبب معلوم نہیں کر پایا. اور نہ ہی دیگر علاقوں سے تعلق رکھنے والے خلفاے حضرت صاحب کے دست گرفتگان وخلفاے کرام کے بارے میں تحقیق کر سکا. البتہ منڈی صادق گنج میں بابا صاحب کے تین خلفاے کرام کے نام درج ذیل ہیں: صوفی عبدالغنی شاہ، صوفی ہاشم علی شاہ سندر اور صوفی محمد اخلاق شاہ.

خواجہ صوفی ملک امان شاہ معروف بہ لالا صاحب کے بھی خاصے مریدین منڈی صادق گنج میں موجود ہیں. ان میں سے صوفی عبدالستار شاہ (۱۴ اپریل ۱۹۳۶- ۱۵ اگست ۲۰۰۲ء) خلافت سے بھی سرفراز تھے اور انھوں نے چند افراد کو داخل سلسلہ بھی کیا تھا.

حوالہ جات وحواشی

۱۔ احمد برنی، **سراج الهدایه**، مرتبہ، قاضی سجاد حسین، دہلی، انڈین کونسل آف ہسٹاریکل ریسرچ، ۱۹۸۳ء، ص ۲۰

۲۔ راجی محمد، **اخبار الجمال معروف باشجار الجمال**، خطی، علی گڑھ، نواب مزمل اللہ خان لائبریری، ۲۶الف

تراب علی، مولانا شاہ، **اصول المقصود**، خطی، تہران، مرکز مدارک فرہنگی انقلاب اسلامی، ۱۲۷۵ء، ص ۳۳

تراب علی، مولانا شاہ، **اصول المقصود**، لکھنؤ، اصح المطابع، ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء، اول، ص ۴۳

تقی حیدر، مولانا مولوی شاہ محمد، نفحات العنبریہ من انفاس القلندریہ موسوم باسم تاریخی اذکار الابرار، لکھنؤ، شاہی پریس، ۱۳۵۷ھ، ص ۴۷

تذکرۃ السادات میں لکھا ہے: ''در عمدۃ المطالب میگویند کہ دوازدہ سادات صحیح النسب اند کہ از ولایت بہ ہند آمدند وھو [illegible] و میر سید مبارک غزنوی و [illegible]'' (ابجہ آبادی، شیخ احمد بن محمود محمدی، **تذکرۃ السادات**، [illegible] مطبع نور الانصار، ۱۸۹۰ء، ص ۳۱-۳۲)

۳۔ حمید قلندر، مولانا، **خیر المجالس**، تصحیح ومقدمہ وتعلیقات خلیق احمد نظامی، علی گڑھ، [illegible] ۱۹۵۹ء، ص ۲۲۵-۲۲۶

۴۔ حمید شاعر القلندر، **سراج المجالس** - اردو ترجمہ - **خیر المجالس**، مترجم، احمد علی بن محمد علی [illegible] ص ۲۳۴

۵۔ علی محمود بن جاندار، مولانا، **درر نظامی موسومہ گفتار محبوب**، [illegible] دہلی، مکتب خانہ نذیریہ، ۱۹۶۵ء، ص ۶

۶۔ راجی محمد، ۲۶الف

صاحب **نزہۃ الخواطر** کے بقول آپ شیخ عبد الواحد بن شہاب الدین [illegible] (الحسنی، الشریف عبد الحی بن فخر الدین، الاعلام بمن فی تاریخ الهند من الاعلام المسمی بنزھۃ الخواطر و بهجۃ المسامع والنواظر، بیروت، [illegible] ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء [illegible])

۷۔ قلندر، شاہ تقی علی، روض الازہر فی مآثر القلندر، لکھنؤ، [illegible] ۱۳۳۶ھ، ص ۱۰

تقی حیدر، ص ۴۷-۴۸

قلندر، [illegible] علی، الانتصاح عن ذکر اہل الصلاح، لکھنؤ، [illegible] اول، ص ۱۹

[illegible] لکھنؤ، اصح المطابع [illegible] ۱۹۰۹ء، ص ۳۳

قلندر، شاہ [illegible] **فصول مسعود** [illegible] ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۲ء، ص ۱۰-۱۱

۸۔ راجی محمد، ۶۶ الف

۹۔ ایضاً

۱۰۔ اثر افغانی، عبدالحلیم، روحانی رابطه او روحانی ترون، باجوڑ، دارالاشاعت، فروری ۱۹۶۷ء، دوم، ص ۲۴۵

۱۱۔ راجی محمد، ۶۶ الف

۱۲۔ راجی محمد، ۶۶ الف ب

دہلوی، شیخ عبدالحق، اخبارالاخیار فی اسرارالابرار، دہلی، مطبع مجتبائی، ۱۳۳۲ھ، ص ۲۸

۱۳۔ راجی محمد، ۶۷ الف

۱۴۔ دولت آبادی، قاضی شہاب الدین بن شمس الدین بن عمر، **شرف السادات**، خطی، نزالی، مخدومہ امیر جان لائبریری، میاں محمد زمان سکنہ موضع مستالہ، محرم ۱۳۰۳ھ، ص ۱۲۳-۱۲۴

ایضاً **شرف السادات**، خطی - فوٹو کاپی لاہور، سید اویس علی سہروردی، ص ۱۵۰-۱۵۱

۱۵۔ نظامی، خلیق احمد، **سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات**، دہلی، ندوۃ المصنفین، اپریل ۱۹۵۸ء، اول، ص ۱۱۰
شیخ الاسلام غزنوی سے منسوب خطبے کے لیے دیکھیے:
برنی، ضیاء الدین، **تاریخ فیروز شاہی**، بہ تصحیح شیخ عبدالرشید، علی گڑھ، شعبۂ تاریخ مسلم یونی ورسٹی، ۱۹۵۷ء، اول، ۱ ۴۹-۵۲

۱۶۔ پھلواروی، شاہ حسن میاں، **تذکرۂ حضرت ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی**، لکھنؤ، مطبع مولوی فتح محمد تائب، ۱۵ جنوری ۱۹۱۱ء، اول، ص ۴۷

۱۷۔ جعفر، دیوان سید محمد، **اورادِ مطلوب العارفین**، خطی، برقی عکس، نزالی، مخدومہ امیر جان لائبریری، ص ۱

۱۸۔ کاکوروی، انتصاح عن ذکر اهل الصلاح، ص ۳۳: طبع دوم، ص ۳۴

۱۹۔ تراب علی، **اصول المقصود**، خطی، ص ۴۶، مطبوعہ، ص ۵۸

۲۰۔ چشتی، شیخ عبدالرحمان، **مراۃ الاسرار**، خطی، اسلام آباد، کتاب خانہ گنج بخش، ۱۳۰۱ھ، ۱۳۲۷۸، ص ۲۳۹

سید نورالدین مبارک غزنوی کا مزار سرائے لاڈو (مہرولی/ دہلی) میں واقع ہے۔ خانقاہ کا کل رقبہ تیرہ بیگھے ہے۔ اس کا بیشتر حصہ جگہ قابضین کے زیر تصرف ہے۔ تقریباً دس سال مقدمہ لڑنے کے بعد کچھ جگہ واگزار کرائی گئی اور دو مزار ۲۰۰۲ء میں تقریباً چھے ماہ کی مدت میں مکمل کیا گیا۔ اگلے سال آپ کا عرس بھی شایانِ شان طریقے سے منایا گیا۔ اس سال ۲۲ مارچ کو پانچواں عرس منایا جا رہا ہے، جس میں بہ وقت فجر قرآن خوانی، گیارہ بجے قل، قل کے بعد محفل سماع، لنگر اور نماز ظہر کے بعد اختتام عرس۔ میں ہر سال سلطان الاولیا صوفی محمد حسن شاہ کے بہار گڑھ (ضلع مظفر نگر، اتر پردیش) میں مقیم معروف خلیفہ صوفی محمد خوشحال خاں شاہ تشریف فرما ہوتے ہیں اور انھی کی زیر قیادت عرس منایا جاتا ہے۔ (قریشی، صوفی واحد حسین، ٹیلی فونک

صوفی واحد حسین قریشی (پ: یکم جنوری ۱۹۳۹ء) جو درگاہ کے منتظم اعلا اور صوفی محمد خوشحال خاں کے خلیفہ ہیں کی زیرِ نگرانی مزار کی تعمیر ہوئی۔ جناب قریشی اس سلسلے میں رقم طراز ہیں: "ملک کی تقسیم کے بعد آستانہ اقدس کی وقف اراضی کی تباہی و بربادی میں اپنوں نے کوئی کسر نہ چھوڑی تھی جس کا زندہ ثبوت وقف اراضی پر ناجائز قابضین اور ناجائز تعمیرات کی شکل میں آج بھی اذیت ناک منظر پیش کر رہے ہیں۔ خواجہ خوشحال چیریٹی بل ٹرسٹ کے محدود ذرائع و وسائل قطعاً اس بات کے متحمل نہیں تھی [تھے] کہ اس [ان] سماج دشمن عناصر کا تن تنہا مقابلہ کر پاتی [پاتے]۔ اس کے باوجود جس قدر ممکن ہو سکا درگاہ کی عظمت و تقدیس کے تحفظ آستانہ اقدس کے ساتھ ہی دیگر اولیا اور صلحائے امت کے مزارات کی حفاظت اور لوٹ کھسوٹ سے بچی ہوئی جو بھی تھوڑی بہت اراضی تھی اس کی [کے] تحفظ کے لیے خواجہ خوشحال چیریٹی بل ٹرسٹ نے بھرپور جدوجہد کی۔ احاطہ درگاہ کی چوطرفہ باؤنڈری وال کرائی تاکہ آستانہ اقدس کا جو بھی اثاثہ بچا ہے اسے تحفظ فراہم کرایا جا سکے۔"

(تذکرہ حضرت سید نورالدین مبارک غزنوی، دہلی، [illegible] پبلی کیشنز، ۲۰۰۹ء، ص [illegible])

۹ مارچ ۲۰۱۱ء کو برادرِ طریقت جناب [illegible] مشرا (پ ۱۴ اگست ۱۹۶۲ء) جو [illegible] (بہار) سے [illegible] ہیں اور آج کل دہلی میں مقیم ہیں، میری گزارش پر مزار پر حاضر ہوئے اور [illegible] مختلف زاویوں سے مزار کی تصویریں بنا کر روانہ کیں۔ مزار پر اپنی حاضری کی تفصیلات [illegible] کیا: "صوفیوں کا خیال جب بھی ذہن میں آتا ہے تو چار بڑی ست رنگی [illegible] روپ میں ہوتا تو شاید صوفی ہوتا۔ کاندھے پر تھیلا [illegible] پاجامہ اور پاؤں میں [illegible] موت بھی بڑی پیاری ہوتی ہے۔ یہ کبھی نہیں مرتے، پھول مٹ جاتے ہیں، خوشبو رہ جاتی ہے [illegible] نورالدین مبارک شاہ کی درگاہ پہ گیا تو اسی خوشبو کا احساس ہوا۔ یقین سے [illegible] سب آج بھی زندہ ہیں [illegible] قطب الدین بختیار کاکی [illegible] خواجہ [illegible] نورالدین مبارک شاہ کی درگاہ میں (Main) [illegible] بھی صوفی ہو گیا ہے۔ عشق بستا ہے یہاں [illegible] ہوتی رہتی ہے [illegible] [illegible] [illegible] صاحب (صوفی واحد حسین قریشی) [illegible]

رہ نمائی لے کے بہ آسانی پہنچ جاؤں۔ میں نے چلتے وقت قریشی صاحب کو فون کیا، وہ بہت ہی خوب صورت روح کے مالک ہیں۔ انھوں نے نہ کیول [صرف] پتا بتایا بل کہ سارے راستے وہ لائن پر ہی رہے، کہا: آپ کے ساتھ ساتھ مجھے بھی احساس ہوگا کہ میں اپنے پیر سے ملنے جارہا ہوں قطب مینار میٹرو اسٹیشن سے پیچھے وری ہی خواجہ صاحب کا مزار واقع ہے۔ مزار ابھی نیا بنا ہے۔ آنگن میں کئی قبریں ہیں اور بہت سے خوب صورت پیڑ بھی ہیں جو جگہ کی روحانیت میں چار چاند لگا رہے ہیں۔ مزار کے قریب ہی ایک چائے کی دکان بھی ہے۔ مزار کی رکھوائی کرنے والے کا نام کومیاں ہے۔ بڑے ہی بھلے انسان ہیں۔ میرے لیے انھوں نے فاتحہ پڑھا اور دعا کی۔ درگاہ کی تصویریں کیمرے میں قید کرکے لوٹنے لگا تو انھوں نے چائے پلائی اور ضد کرنے پر بھی پیسے نہیں لیے۔ اس دنیا میں جہاں ہر کوئی پروفیشنل ہو چلا ہے اتنے بھلے لوگ دنیا میں ابھی بھی ہیں یہ دیکھ کر سکون ہوا۔'' (سمن مشرا، **ای میل بہ نام راقم**، دہلی، ۱۰ مارچ ۲۰۱۱ء)

۲۲ مارچ ۲۰۱۱ء کو جناب سمن مشرا عرس میں شریک ہوئے اور درج ذیل الفاظ میں عرس کی رپورٹ روانہ کی۔ ''صوفیوں پر کام کرنا اپنی روح پر کام کرنے کے مترادف ہے، کار جتنا بڑھتا جاتا ہے روح پر پڑی دھول بھی ہٹتی جاتی ہے۔ بھائی جان (حسن نواز شاہ) کو اپنی نئی کتاب [**گوجر خان کے سہروردی مشائخ**، مطبوعہ: دسمبر ۲۰۱۳ء] کے لیے خواجہ نورالدین مبارک شاہ کے مزار کی تصاویر مطلوب تھیں، مزار کے بارے میں رہ نمائی کے لیے انھوں نے واحد قریشی صاحب کا موبائل نمبر بھی دیا اور میں نے قریشی صاحب کی رہ نمائی میں مزار پہ حاضری دی اور تصاویر بھی بنائیں۔ قریشی صاحب نے عرس میں شریک ہونے کی بھی دعوت دی اور بتایا کہ عرس میں ان کے پیر و مرشد بھی تشریف لائیں گے۔ ۲۱ مارچ کو قریشی صاحب کا فون آیا کہ ان کے پیر و مرشد خواجہ خوشحال صاحب تشریف لا چکے ہیں، آپ آجائیں۔ میں اپنے ایک دوست کے ہمراہ وہاں پہنچ گیا، قریشی صاحب نے پیر صاحب سے میرا پریچے کرایا اور بھائی جان (حسن نواز شاہ) کا حوالہ بھی دیا۔ میں نے جب بابا صاحب (خواجہ صوفی محمد نواز شاہ) کا نام پیر صاحب کے سامنے لیا تو انھوں نے بابا صاحب کا نام سن کر خوشی کا اظہار فرمایا اور میں نے ان کی دست بوسی کی سعادت حاصل کی۔ مزید ۲۲ مارچ کے عرس میں شرکت کا نمنترن بھی پیر صاحب کی طرف سے ملا۔ دہلی میں جامعہ کے علاقے میں پیر صاحب کا اپنا گھر ہے، اگرچہ ان کی عمر کافی ہے مگر روحانیت کی چمک ان کے چہرے سے عیاں ہے۔ ۲۲ مارچ کو خواجہ نورالدین مبارک شاہ کا عرس خواجہ خوش حال صاحب کی قیادت میں بڑی دھوم دھام سے منایا گیا۔ صوفی سنگیت [قوالی] اور نرتیہ کا کچھ ایسا رنگ فضا میں پھیلا کہ ساری فضا میں جیون بھر گیا اور انسانوں کے ساتھ ساتھ وہاں کی ہر ایک شے نے عرس میں شرکت کی۔ درگاہ کو بڑی خوب صورتی سے سجایا گیا تھا اور لوگوں کے لیے کھانے پینے کا پختہ انتظام تھا۔ رام گڑھ کے قوال جاوید حسین نے خوب قوالی کی اور سب کو جھومنے پر مجبور کر دیا۔ صوفی سنگیت اور سادھنا کو ایک موہتوپورن انگ مانتے ہیں اور صوفی سنگیت بول پرادھن ہوتا ہے جس میں سننے والا بھی اپنے آپ کو اپنے ماضی سے جوڑ پاتا ہے، یہاں بھی

- میٹھی نجر کر کے مورے راجا مہا راجا!

- منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا، موری نیا پار لگا جانا

رام پور کے قوالوں نے صوفی سماع کا ایک رنگ گھول دیا جس میں سب نہا اٹھے۔ ان کے بعد دہلی کے **توحید صوفی بینڈ** نے اپنا سنگیت حاضرین کے سامنے رکھا اور یوں کارِ سماع کی سانجھ ہوئی۔ قریب سو سے زیادہ لوگوں نے عرس میں شرکت کی۔ آج کے اس بھاگ دوڑ کے دور میں جہاں رشتوں کا مول بھی ختم ہو رہا ہے، وہاں کچھ لوگ اپنے مرشد کو ہی اپنا سب کچھ مانتے ہوئے صوفی پرمپرا کو آگے بڑھا رہے ہیں، یہ دیکھ کر کافی اچھا لگا۔" (محسن مشرا، **ای میل بہ نام راقم**، دہلی، ۲۳ مارچ ۲۰۱۱ء)

۲۱۔ حبیب اللہ (اکبرآبادی)، **ذکر جمیع اولیای دہلی**، بہ تصحیح و تعلیقات: ڈاکٹر شریف حسین قاسمی، ٹونک، عربک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان، ۸۸-۱۹۸۷ء، اول، ص ۱۶

۲۲۔ لاہوری، مفتی غلام سرور، **خزینۃ الاصفیا**، لاہور، مطبع ثمر ہند، ۱۲۸۳ھ، اول، ص ۲۱۹

تاریخ اولیاے دہلی معروف بہ تحفۂ سعید میں ۳ ربیع الثانی ۱۲۳۲ھ بجاے ۱۲۲۲ھ درج ہے (محمد سعید مولوی، **تاریخ اولیاے دہلی معروف بہ تحفۂ سعید**، دہلی، مجتبائی، مطبع برقی پریس، مارچ ۱۹۳۴ء، ص ۱۰۰)

۲۳۔ امیر خسرو، **احسن الشواہد** - اردو ترجمہ - **افضل الفواید**، مترجم: محمد بخش [illegible]، دہلی، مطبع رضوی، ۱۳۱۳ھ، اول، ص ۶۹

۲۴۔ راحت محمد، ۵ الف

۲۵۔ ایضاً، ۸، ۷ الف

۲۶۔ تقی حیدر، ص ۶۵

۲۷۔ ایضاً، ص ۶۳

۱۳ نومبر ۲۰۱۱ء کو راقم [illegible] (حضرت [illegible]) [illegible] تقریباً پچیس کلومیٹر کے فاصلے پر واقع [illegible] ہے انھوں نے [illegible] خانقاہ کی تعمیر [illegible] جناب عبدالغفار [illegible] بھی یہی بات بتائی۔ جناب عبدالغفار سے قبل ان کے والد [illegible] جناب عبد [illegible] متولی تھے، انھیں ان کے پیر و مرشد [illegible] (مدفون [illegible]) [illegible] کا [illegible] تھا [illegible] اب ان کے صاحبزادے جناب عبدالغفار [illegible]

۲۸۔ تقی حیدر، ص ۵۹

۲۹۔ ایضاً، ص ۶۱-۶۲

۳۰۔ تقی حیدر، ص ۶۷

۳۱.　ایضاً ص ۷۶

۳۲.　ایضاً ص ۷۸-۷۹

۳۳.　ایضاً ص ۷۸

۳۴.　ایضاً ص ۷۸

۳۵.　ایضاً ص ۹۶

۳۶.　فریدی اصدقی، سید شاہ افضل حسین **تحقیق الاقوام**، پٹنہ، مطبع سیدی، س ن، ص ۷۱

۳۷.　تقی حیدر، ص ۹۷

احمد العلوی، سید کریم الدین **مخزن الانساب فی نسب السادات الفاطمیہ**، مراد پور پٹنہ، محمودی پریس، ۱۳۴۲ھ، ص ۳۶

اکبر آبادی، **تذکرۃ السادات**، ص ۳۷-۳۸

۳۸.　تقی حیدر، ص ۹۷

۳۹.　تقی حیدر، ص ۹۷

نظامی، سید قیام الدین **شرفا کی نگری**، کراچی، نظامی اکیڈمی، اپریل ۲۰۰۴ء صفر ۱۴۲۵ھ، ۲/ ۷۵

۴۰.　تقی حیدر، ص ۹۷

نظامی، **شرفا کی نگری**، ۲/ ۷۵

برادرم ہمن مشر ۱۹ فروری ۲۰۱۴ء کو دونوں بزرگان کے مزارات پہ حاضر ہوئے۔ وہاں ان کی ملاقات مزار کے متولی جناب محمد اعجاز احمد صدیقی جو ایک رٹائر ماسٹر ہیں ان سے اور مزارات کے خادم جناب محمد کمال احمد صدیقی سے ہوئی۔ انھوں نے ہمن کو بتایا کہ اس وقت مزار کے سجادہ نشین جسٹس سید شاہ نیر حسین (رٹائرڈ جسٹس پٹنہ ہائی کورٹ وحال جسٹس نیشنل گرین ٹریبونل) ہیں۔ ہمن نے موجودہ کتاب کے لیے تازہ تصاویر لیں جو ان کے شکریے کے ساتھ کتاب ہذا شامل کر لی گئی ہیں۔ ۲۳ فروری ۲۰۱۴ء کو ہمن نے شاہ نیر حسین سے دہلی (شاہ نیر چند ہفتے قبل ہی دہلی میں آکر رہائش پذیر ہوئے ہیں) میں ملاقات کی اور انھوں نے ہمن کو بتایا کہ ان کے پاس اپنے بزرگان کے خاصے تبرکات و تصانیف محفوظ ہیں۔ کتب کی نقول کی فراہمی کا البتہ انھوں نے ہمن سے وعدہ کیا ہے۔ ذیل میں دیوان سید محمد جعفر کے مزار کا کتبہ نقل کیا جاتا ہے:

روضۂ پاک

حضرت سید شاہ جعفر دیوان رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش پاک در عہد شہنشاہ ہند شاہ جہاں

عرس سالانہ ۲۴ ربیع الاول

پیش قدم روضہ پاک حضرت سید شاہ دیوان خلیل رحمۃ اللہ علیہ

خلف اکبر و خلیفہ اول

پیش کردہ کتبہ: محمد کلیم الدین، مالک - نیشنل دواخانہ، کلکتہ

قبل ازیں راقم کی درخواست پہ برادر طریقت نیرج خان (مرانچی پٹنہ، حال مقیم جمشیدپور اڑیسہ) نے اپنے برادر خورد پنکج خان کو دیوان سید محمد جعفر اور ان کے صاحب زادے میر سید خلیل الدین کے مزارات کی تصاویر لینے کے لیے بڑھ بھیجا تھا۔ چنانچہ ۱۴ نومبر ۲۰۱۱ء کو وہاں کے اور مزارات کی تصاویر لے کر نیرج کو میل کیں اور اسی دن نیرج کی طرف سے بذریعہ برقی میل مجھے موصول ہو گئیں۔ پنکج کی مزار خادم جناب کمال احمد صدیقی سے ملاقات ہوئی اور جناب کمال صدیقی نے بدست پنکج راقم کے لیے ایک مکتوب بھی ارسال کیا۔ ذیل میں اس خط کا متن نقل کیا جاتا ہے:

۷۸۶

بڑھ، مورخہ ۱۴ نومبر ۲۰۱۱ء

محترم المقام برادر معظم صاحب

خراج عقیدت بعد سلام نیاز مع الخیر [illegible]

[illegible]

فقط

[illegible]

۴۱. دانا پوری، سید شاہ محمد کبیر ابوالعلائی، تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے عرب واسلام، لکھنؤ، مطبع منشی نول کشور، جنوری ۱۹۳۰ء / شعبان ۱۳۴۸ھ، ششم، ص ۶۸۵

مختار، مولوی حسیب اللہ، تذکرۃ الصالحین، ترتیب و تدوین، سید نعمت اللہ، کراچی، بساط ادب (پاکستان)، شعبان ۱۴۲۰ھ / نومبر ۲۰۰۰ء، ص ۵۳

۴۲. شمیم منعمی، سید، الھامات منعمی، مشمولہ، تصوف برصغیر میں، پٹنہ، خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، ۱۹۹۲ء، ص ۳۲۳

۴۳. ایضاً، ص ۳۲۳

۴۴. ان کا شجرہ طریقت مخدوم شاہ محمد منعم تک یوں منتہی ہوتا ہے: سید غلام الرحمان مائجبھنڈاری: سید احمد اللہ شاہ مائجبھنڈاری/ شاہ محمد صالح لاہوری: شاہ حاجی لقیت اللہ: صوفی احمد اللہ: شاہ محمد دایم: مخدوم شاہ محمد منعم (http://www.maizbhandarmainia.org/sajraekaderia.php)

۴۵. مظفر اقبال، ڈاکٹر، بہار میں اردو نثر کا ارتقا (۱۸۵۷ء سے ۱۹۱۴ء تک)، پٹنہ، جنوری ۱۹۸۰ء، ص ۴۸

۴۶. عطا خورشید، خانقاہ منعمیہ ابوالعلائیہ گیا کے چند اہم مخطوطات تصوف، مشمولہ، تصوف برصغیر میں، ص ۳۳۷-۳۳۸

علی ابدالی، ڈاکٹر، کتب خانہ قادریہ اسلام پورہ کے دو اہم مخطوطات، مشمولہ، تصوف برصغیر میں، ص ۳۴۵

۴۷. مظفر اقبال، بہار میں اردو نثر کا ارتقا (۱۸۵۷ء سے ۱۹۱۴ء تک) ص ۴۷-۴۸

۴۸. ابوالکلام رحمانی، تذکرۂ مشاہیر ادب شیخوپورہ، ۱۷۴۰ء تا ۱۹۶۰ء، نظر ثانی و ترتیب، محمد الیاس نونا روی، کلکتہ، زینب نونا روی، ستمبر ۲۰۰۵ء، ص ۳۵

۴۹. ایضاً، ص ۹۷-۹۸

۵۰. علی ابدالی، ڈاکٹر، کتب خانہ قادریہ اسلام پورہ کے دو اہم مخطوطات، مشمولہ، تصوف برصغیر میں، ص ۳۴۵

۵۱. ایضاً، ص ۳۴۵

۵۲. ایضاً، ص ۳۴۶

۵۳. ایضاً

۵۴. مختار، مولوی حسیب اللہ، ص ۷۰

نظامی، شرفا کی نگری، ۲/ ۱۳۰

۵۵. دانا پوری، تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائے عرب واسلام، ص ۶۹۳

۵۶. ایضاً

۵۸. ایضاً

۵۹. ایضاً

۶۰. تقی حیدر، ص ۸۷

نظامی، شرفا کی نگری، ۲/ ۱۳۱

۶۱. تقی حیدر، ص ۸۷

نظامی، شرفا کی نگری، ۲/ ۱۳۱

۶۲. سہیل زیبائی، سید شہاب الدین شکوری متخلص بہ ضیاء الاولیا، کراچی، مؤلف خود، ص ۱۹۱

۶۳. ایضاً، ص ۱۸۳

۶۴. ایضاً، ص ۱۸۳-۱۸۴

۶۵. ایضاً، ص ۱۸۴

۶۶. سکندر شاہ، مولانا حکیم سید، سیرت **فخر العارفین**، ترتیب مولانا شاہ عبدالقدیر جہانگیری، دہلی، شیخ [illegible] ذو[illegible] ۱۳۵۴ھ، اول، ۱، ۱۱۹

۶۷. سکندر شاہ، ۱، ۱۹

۶۸. زید فاروقی، شاہ ابوالحسن، **مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان**، دہلی، شاہ ابوالخیر [illegible] ۱۹۹۷ء، چہارم، ص ۱۴

۶۹. اسلام آبادی، مولانا شاہ مخلص الرحمن ملقب بہ جہانگیر شاہ، **تنقید تقویت الایمان خلاصہ شرح الصدور** ملخص اردو ترجمہ۔ **شرح الصدور**، مترجم حافظ مقبول احمد [illegible]، کراچی، [illegible] فرسٹ، جون ۱۹۸۲ء، شوال ۱۴۰۲ھ، ص ۳۴-۳۵

۷۰. اسلام آبادی، محمد بدیع الدین، **یادگار جہاں گیری مع آئینہ جہاں گیری**، دہلی، عبدالقدیر [illegible] ربیع الاول ۱۳۳۵ھ، اول، ص ۲۱

۷۱. سکندر شاہ، ۱، ۲۷

۷۲. سکندر شاہ، مولانا حکیم سید، سیرت **فخر العارفین**، ترتیب مولانا شاہ عبدالقدیر جہانگیری، دہلی [illegible] ذو[illegible] ۱۳۵۴ھ، ۳، ۲۱-۲۲

۷۳. احمد شاہ، حکیم سید، ملفوظات، مرتب **مظہر الاسرار**، کراچی، [illegible] مارچ ۲۰۰۰ء، ص ۱۳۳

۷۴. سکندر شاہ، ۳، ۲۰-۲۱

۷۵. ایضاً، ۳، ۲۶-۲۷

۷۶. ایضاً، ۱، ۲۵۴

۷۷. ایضاً، ۱، ۳۰۴

۷۸۔ امروہوی، شفاء الملک حکیم رشید احمد خان، **حیات اجمل**، دہلی، حکیم عطاء الرحمان، [۱۹۳۷ء]، اول، ص ۳۶-۳۷

۷۹۔ ایضاً، ص ۳۷ ۸۰۔ سکندر شاہ، ۳/ ۲۴۶، ۲۵۳

۸۱۔ ایضاً، ۱/ ۳۴۳-۳۴۴ ۸۲۔ ایضاً، ۳/ ۶۵-۶۶

۸۳۔ عنایت حسن شاہ، حاجی الحرمین الشریفین، **اعجاز جہاں گیری** لکھنؤ، فصاحت حسن شاہ، دسمبر ۱۹۸۴ء، ص ۴۳-۴۷

۸۴۔ آپ شاہ محمد نبی رضا خان ملقب بہ اسد جہاں گیری سے بیعت وخلافت سے سرفراز تھے۔ (عنایت حسین خان، شاہ محمد، **اعجاز جہاں گیری**، بریلی، مطبع محمود المطابع، س ن، اول، ص ۲۰)

۸۵۔ آپ شاہ محمد نبی رضا خان سے بیعت تھے، ان سے منسلک ہوئے ابھی کچھ عرصہ ہی ہوا تھا کہ ان کا وصال ہو گیا۔ بعد ازاں فخر العارفین شاہ محمد عبد الحیٔ چاٹگامی کے حسب ارشاد شاہ محمد عنایت حسن خاں نے آپ کی خلافت کا اعلان فرمایا۔ (بہ روایت، مرشدی ومولائی خواجہ صوفی محمد نواز شاہ، انھوں نے یہ روایت اپنے شیخ خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ سے سماعت فرمائی اور انھوں نے اپنے شیخ خواجہ صوفی محمد حسن شاہ سے)

۸۶۔ عنایت حسن شاہ، دسمبر ۱۹۸۴ء، ص ۵۸-۵۹

۸۷۔ شکوری، مستان شاہ، **ذکر تاج الاولیا**، لاہور، قاضی سنز پبلشرز، فروری ۱۹۷۶ء، اول، ص ۸۰-۸۲

۸۸۔ مراد آبادی، صوفی محمد صدیق حسن شاہ، **فرمانِ فرشد**، جرول/ ضلع بہرائچ، مرتب خود، س ن، ۲/۲

۸۹۔ سہسوری، صوفی ظہیر احمد شاہ، **نگارِ یزداں**، بمبئی، مکتبہ جہاں گیریہ، ۱۹۹۶ء، اول، ص ۲۲۶-۲۲۷

۹۰۔ سہسوری، ۳۵۲

۹۱۔ [ناصر حسین شاہ، میجر سید]، **حضرت خواجہ فقیر صوفی محمد نقیب اللہ شاہ دامت برکاتہم**، مشمولہ **النقیب**، سہ ماہی، کھاریاں، جون ۱۹۹۰ء، ج ۱، ش ۱، ص ۱۱

قادری، راجا محمد یوسف، **پیش لفظ**، مشمولہ، **چراغ ابوالعلائی**، لاہور، تصوف فاونڈیشن، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء، ص ۷

کچھ حضرات نے آپ کا سال ولادت جنوری ۱۸۹۶ء تحریر کیا ہے:

جمیل شاہ، صوفی محمد اقبال [، **صوفی محمد نقیب اللہ شاہ قادری ابوالعلائی جہاں گیری**، لاہور، [۱۹۶۵ء]، ص ۲

اوجھی، نیاز احمد، **حضرت خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ**، مشمولہ، روزنامہ **نوائے ملتان**، ملتان، جمعرات ۵ مارچ ۱۹۸۱ء/ ۲۵ ربیع الثانی ۱۴۰۱ھ، ص ۲

۹۲۔ [جمیل شاہ]، ص ۲

قادری، راجا محمد یوسف، ص ۷

اوجھی، ص ۲

[ناصر حسین شاہ] ص ۱

۹۳۔ ''نواب لساں در بند کے قریب جس گراں نامی ایک گانو ہے۔ قیام پاکستان سے قبل وہاں رحمت اللہ نام کے بزرگ گزرے ہیں۔ انھیں ننگا بابا جس گراں والے کے نام سے بھی یاد کیا جاتا تھا۔ ان کا ۱۹۴۳ء میں انتقال ہوا۔ ان کا شہرہ دور دراز کے علاقوں تک تھا۔ لوگ پیادہ پا طویل سفر کر کے ان کی زیارت کے لیے حاضر ہوتے۔ ان کی زبان سے نکلا ہوا کوئی لفظ خطا نہ جاتا۔ روشن ضمیر ایسے تھے کہ میلوں دور سے آنے والے کا پتا بتا دیتے۔ تارک دنیا اس طرح کہ دن بھر کی جو نذر نیاز ہوتی شام کو غریبوں میں تقسیم فرما دیتے، دوسرے دن کے لیے کچھ بچا کر نہ رکھتے، اس میں سے عزیزوں رشتے داروں کو بھی کچھ نہ دیتے۔'' (چشتی، حاجی محبوب احمد، **افضل المناقب**، ہری پور، مولف خود، ۲۰۰۶ء، ص ۱۴۳)

۹۴۔ قادری، راجا محمد یوسف، ص ۸

[ناصر حسین شاہ، میجر سید]، ص ۱۱

۹۵۔ سید علی حیدر القادری اندازاً ۱۹۰۱ء کو بغداد میں سید احمد الگیلانی کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ کی نسبت بیعت اپنے والد گرامی سے تھی۔ آپ کی شادی اوائل عمری میں ہی ایک ترکی النسل خاتون سے ہوئی تھی جن سے چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ اکیس سال کی عمر میں (یعنی ۱۹۲۲ء میں) آپ اپنے چچا سید حسن الگیلانی ملقب بہ نقیب صاحب چار باغ، جلال آباد (زندہ ۱۹۵۱ء) سے ملنے افغانستان تشریف لے گئے اور ان سے بیعت پہ تجدید بیعت کی۔ کچھ وقت وہاں قیام کے بعد آپ واپس بغداد تشریف لائے اور [illegible] افغانستان تشریف لے گئے اور وہیں اپنے چچا کی بیٹی کے ساتھ آپ کی دوسری شادی عمل میں آئی۔ دوسری شریک حیات سے بالترتیب دو بیٹیاں اور چار بیٹے پیدا ہوئے۔ شادی کے بعد آپ افغانستان میں ہی رہائش پذیر ہوگئے۔ چوں کہ آپ [illegible] علی زئی قبیلے سے تھے اس لیے [illegible] ۱۹۱۰ء - نومبر ۱۹۳۳ء) نے اپنے ایک [illegible] کے مشورے پر ۱۹۲۰ء میں آپ کی [illegible] جاری کرایا جس کے نتیجے میں آپ [illegible] کے اوراس دوران آپ کا [illegible] میں رہا ۱۹۳۵ء تا ۱۹۳۰ء [illegible] کے دوران کسی وقت [illegible] آپ [illegible] پائی۔ آپ واپس بغداد تشریف لے گئے ۱۹۲۹ء میں آپ [illegible] تشریف [illegible] میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ [illegible] ۱۹۵۰ء میں [illegible] سید [illegible] الدین الگیلانی (۱۹۳۳ء - ۱۲۲ [illegible] ۲۰۰۶ء) آپ کا [illegible] غوث الاعظم میں آپ کی [illegible] میرزا علی خان معروف بہ فقیر اپی (۱۸۹۵ء - ۱۲ اپریل ۱۹۶۱ء) [illegible] سے خلافت یافتہ تھے۔ (الگیلانی [illegible] ۱۹۵۲ء [illegible] کالم [illegible] کراچی، ۱۶ [illegible] ۲۰۰۹ء) [illegible]

ابی وشیخی السید الشیخ احمد القادری، عن ابیہ وشیخہ السید الشیخ علی القادری، عن شیخہ وابن عمہ السید الشیخ عبدالقادر القادری، عن ابیہ وشیخہ السید الشیخ ابی بکر، عن ابیہ وشیخہ السید الشیخ اسماعیل، عن ابیہ وشیخہ السید الشیخ عبدالوہاب، عن ابیہ وشیخہ السید الشیخ نورالدین، عن ابیہ وشیخہ السید الشیخ محمد درویش، عن ابیہ وشیخہ السید الشیخ حسام الدین، عن ابیہ وشیخہ السید الشیخ ابی بکر، عن ابیہ وشیخہ السید الشیخ یحیٰ، عن ابیہوشیخہ السید الشیخ نورالدین، عن ابیہ وشیخہ السید الشیخ ولی الدین، عن ابیہ وشیخہ السید الشیخ زین الدین، عن ابیہ وشیخہ السید الشیخ شرف الدین، عن ابیہ و شیخہ السید الشیخ شمس الدین، عن ابیہ وشیخہ السید الشیخ محمد الہتاک، عن ابیہ وشیخہ السید الشیخ عبدالعزیز، عن ابیہ و شیخہ قطب العارفین ومرشد السالکین السید الشیخ عبدالقادر الجیلانی'' (القادری، السید علی، **الشجرۃ القادریہ**، بغداد، مطبع ذکور، ۱۳۳۷ھ، ص ۹-۱۱؛ **الشجرۃ القادریہ [قلمی]**، کراچی، ڈاکٹر سید عبدالقادر الگیلانی، کاتب، السید بدرالدین القادری، ۱۳۱۴ھ)

نسبت دوم: السید علی القادری عن عمہ وشیخہ السید الشیخ حسن القادری، عن ابیہ وشیخہ السید الشیخ علی القادری، عن شیخہ وابن عمہ السید الشیخ عبدالقادر القادری، الی انتہیٰ۔

۹۶۔ اگرچہ سید ناصر حسین شاہ نے لکھا ہے کہ آپ سید علی حیدر سے بیعت ہوئے تھے اور صوفی لال محمد شاہ صاحب نے بھی اس کی تائید کی ہے لیکن اس روایت کی خواجہ صوفی محمد نواز شاہ اور صوفی خاکسار احمد شاہ صاحبان نے تردید کی ہے۔ نیز یہ روایت کہ سید علی حیدر نے خواجہ صوفی نقیب اللہ شاہ سے یہ فرمایا: ''آپ کے فیض کا حصہ کسی اور ولی کامل کے پاس ہے'' (ناصر حسین شاہ، ص ۱۱) اس روایت سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ سید علی حیدر سے بیعت نہیں ہوئے کیوں کہ صوفیانہ روایت کے آثار میں کئی صوفیہ کرام کے اوائل کے احوال میں یہ بات لکھی ہوئی ملتی ہے کہ جب کوئی شیخ کسی مبتدی کو یہ بتاتا ہے کہ اس کا حصہ کسی اور کے پاس ہے تو ایسے طالب کو وہ بیعت نہیں کرتا۔

۹۷۔ اگرچہ مولانا شاہ غلام آسی پیاحسنی نے سلطان الاولیا کی بریلی آمد ۱۹۴۰ء قیاس کی ہے اور لکھا ہے کہ صوفی نقیب اللہ شاہ اسی سال بیعت ہوئے۔ (جہاں گیری، ص ۵۸) جو یقیناً غلط ہے کیوں کہ **نگارِ یزداں** میں درج آپ (خواجہ صوفی نقیب اللہ شاہ) کے احوال جو دراصل آپ اور میاں احمد بخش معروف بہ احمد حسن شاہ (۱۹۱۸-۶ اگست ۱۹۸۹ء/ ۳ محرم ۱۴۱۰ھ) کے درمیان مکالمے پر مبنی ہیں، کے مطابق آپ کا اپنا بیان ہے کہ اکتوبر ۱۹۳۵ء میں آپ کی یونٹ بریلی گئی (سہس پوری، ص ۳۵۵) اور بیعت سے تین سال بعد ۱۹۳۸ء میں بھینسوڑی میں عرس کے موقعے پر آپ کو خلافت عطا کی گئی۔ (سہس پوری، ص ۳۵۶)

محمد غفور افضل نے اپنے ایک مضمون میں صوفی محمد حسن شاہ کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ بریلی کے تھے نیز اسی مضمون میں ایک اور غلطی یہ ہے کہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ کی فوج سے سبک دوشی کا سال ۱۹۶۲ء تحریر کیا گیا ہے اور یہ دونوں اطلاعات راست نہیں۔ (افضل، محمد غفور، **حضرت خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ قادری جہاں گیری**، مشمولہ **منہاج القرآن**، لاہور، ذیقعدہ ۱۴۱۵ھ/ اپریل ۱۹۹۵ء، ج ۹، ش ۴، ص ۴۳)

،اگست ۱۹۹۱ء، قسط ۳، ص ۱۸-۲۰ ۹۹۔ ایضاً

۱۰۰۔ لعل محمد شاہ، صوفی، **ٹیلی فونک مکالمہ از راقم**، حیدرآباد، ۲۵ ستمبر ۲۰۰۹ء۔

۱۰۱۔ حسن نواز شاہ، **تذکرہ لالا صاحب**، غیر مطبوعہ ۱۰۲۔ ایضاً

۱۰۳۔ رشید نثار، **وادیٔ شال کی کہکشاں**، راولپنڈی، پنڈی اسلام آباد ادبی سوسائٹی (پیاس)، ۱۹۹۹ء، ص ۳۹، ۷۵۔
رشید نثار، **مکالمہ از راقم**، راولپنڈی، بر خانہ رشید نثار، ذخیرہ حسن آباد، ۱۳ جولائی ۲۰۰۸ء۔

۱۰۴۔ سلیم اللہ نقیبی نے یوسف عسکری کو حضرت صاحب کا خلیفہ شمار کیا ہے، وہ لکھتے ہیں ''یہ شاعر تھے اور ان سے بابا حضور نے شجرہ طیبہ منظوم کی ترتیب نو کروائی تھی'' (**مختصر سوانح عمری، عظیم المرتبت شہنشاہ فقر حضرت خواجۂ خواجگان فقیر صوفی محمد نقیب اللہ شاہ**، مشمولہ **گلستان نقیب** قصور، رمضان ۱۴۳۴ھ جولائی ۲۰۱۳ء، قسط ۹، ص ۲۷) رشید نثار کے بقول ''پیر صاحب نے یوسف عسکری کے مجموعہ کلام کی اشاعت کا بھی اہتمام کیا تھا لیکن کسی وجہ سے وہ تکمیل منڈھے نہ چڑھ سکی، شاید یوسف عسکری اور ارشد محمود کے در آنے والے اختلافات اس کی وجہ تھے۔ بعد ازاں دونوں حضرات نے پیر صاحب سے منہ موڑ لیا تھا'' (**مکالمہ از راقم**، ۱۳ جولائی ۲۰۰۸ء) یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ رشید نثار نے **وادیٔ شال کی کہکشاں** میں ارشد محمود (ص ۷۵) اور راقم سے گفتگو میں یوسف عسکری کے مجموعے کی اشاعت کا ذکر کیا۔ (**مکالمہ از راقم**، ۱۳ جولائی ۲۰۰۸ء) اب معلوم نہیں کون سی روایت درست ہے۔

۱۰۵۔ لعل محمد شاہ، صوفی، **ٹیلی فونک مکالمہ از راقم**، حیدرآباد، ۲۵ ستمبر ۲۰۰۹ء۔

۱۰۶۔ قادری، راجا محمد یوسف، ص ۲۰

۱۰۷۔ لعل محمد شاہ، صوفی، نقیبی، **اقتباسات ساعت**، حیدرآباد، [illegible] ۱۹۹۰ء، ص ۱۳

۱۰۸۔ قادری، راجا محمد یوسف، ص ۲۴-۲۵

۱۰۹۔ صابر براری، **تاریخ رفتگاں ۱۹۴۸-۱۹۹۸ء**، کراچی، [illegible] ۱۹۹۸ء، ص ۱۹۳

۱۱۰۔ عرفان رضوی، **سحاب فیضاں**، راولپنڈی، بزم نعت [illegible] ۱۹۹۱ء، ص ۱۲۲ [illegible] نقیبی مصنف **زینۂ سلوک** (راولپنڈی) [illegible]
یہاں ایک دلچسپ امر [illegible] ۱۹۰ [illegible] صاحب صوفی لعل محمد شاہ [illegible] شاعر جناب [illegible] جہان حسن میں [illegible] شاعر موصوف [illegible] ہے۔ بعد ازاں [illegible]

گیا اور منقبت کسی اور بزرگ خواجہ اتا کے نام کر دی گئی. (وجاہت شوقی، **مایۂ دل نشیں**، حیدر آباد، آفتاب ادب، ۱۹۹۴ء، اول، ص ۱۲۴)

۱۱۱۔ ایضاً، ص ۱۱۵

شہبازِ ولایت سید ولایت علی شاہ، چنام شریف، ضلع راول پنڈی

مجھ پہ سید کوئی ہو نگاہِ کرم
ہے سراپا مصائب مری زندگی

۱۱۲۔ کیانی، بشارت محمود، **صوفی ولایت علی شاہ**، مشمولہ، **روزنامہ نوائے وقت**، راول پنڈی، ۲۹ دسمبر ۱۹۹۴ء

۱۱۳۔ سہروردی، شاہ رضوان اختر، **برقی مکتوب بہ نام ما**، منڈی صادق گنج، ۱۵ دسمبر ۲۰۱۳ء

۱۱۴۔ خواجہ فیض احمد کے مریدین کے اسما درج ذیل ہیں: میاں بہادر علی، میاں سردار علی، امام دین، محمد سرور، علی شیر، علی احمد، میاں سبحان، فوجی صابر، رشید احمد، محمد ممتاز، عبدالحمید عرف بابا کالی گرو اور فیض احمد۔

۱۱۵۔ بہادر علی ولد محمد، قوم بھٹی راج پوت، ۱۹۵۴ء کو بھولے والا میں پیدا ہوئے. ان کے والدین مٹیلی (ضلع گنگا نگر، ریاست بیکانیر) سے ہجرت کر کے بھولے والا میں آ کر آباد ہوئے. مڈل تک تعلیم حاصل کی اور ان کا ذریعہ معاش کاشت کاری ہے. ۱۹۹۳ء میں خواجہ فیض احمد کے دامن سے وابستہ ہوئے اور ۱۹۹۹ء میں خلافت سے سرفراز ہوئے. ۲۰۰۳ء سے بیعت لینے کا آغاز کیا.

۱۱۶۔ عبدالحمید عرف بابا کالی گرو، عبدالعزیز کے ہاں سندھو برادری میں پیدا ہوئے. ان کے والدین پنڈ تیانہ (ضلع حصار۔ بھارت) سے ہجرت کر کے منڈی صادق گنج کے قریبی گانو حافظ والا میں آ کر رہایش پذیر ہوئے. کچھ عرصے بعد منڈی صادق گنج میں مستقل سکونت اختیار کر لی اور بہ طور لوہار فکرِ معاش کرنے لگے. ان کی دکان اب بھی منڈی صادق گنج میں ہے. یہ ۲۱ جون ۱۹۹۷ء کو خواجہ فیض احمد سے بہ مقام بھولے والا بیعت ہوئے اور ۱۹۹۹ء میں بہ مقام منڈی صادق گنج اپنے مرشد طریقت سے خلافت پائی. کافی لوگ ان سے بیعت ہیں۔

۱۱۷۔ سردار علی ولد نمبردار رحمت علی، قوم بھٹی راج پوت ۱۹۵۲ء میں بھولے والا میں پیدا ہوئے. مڈل تک تعلیم حاصل کی اور کاشت کاری کو ذریعہ معاش بنایا. ان کے والد نمبردار رحمت علی **ہیر وارث شاہ** کے حافظ تھے. ان کی بیعت تو خواجہ فیض سے ہے لیکن خلافت انھیں پیر پٹھان سے حاصل ہوئی.

۱۱۸۔ آپ ۱۹۳۵ء کو بہ مقام موکل کرم الٰہی، مولوی محمد دین (۱۹۰۰ - ۵ دسمبر ۱۹۸۰ء) کے ہاں نوناری برادری میں پیدا ہوئے. پرائمری تک تعلیم حاصل کی اور بعد ازاں کاشت کاری میں اپنے والد گرامی کا ہاتھ بٹانے لگے. ۱۹۷۸ء میں پیر محمد بخش ملقب بہ پیر پٹھان شکوری سے بیعت ہوئے اور یکم ربیع الثانی / ۱۸ ستمبر ۱۹۹۴ء کو خلافت سے سرفراز ہوئے. ۲۱ جون ۲۰۰۱ء کو انھوں نے عالم خاک و باد کو خیر باد کہا اور موکل کرم الٰہی میں

ہی ان کا مزار زیارت گاہ خلائق ہے۔ [illegible]

کی وفات کے بعد ان کے صاحب زادے شمشاد احمد فیضی (پ: ۲۰ اکتوبر ۱۹۷۴ء) ان کے سجادہ نشین مقرر ہوئے، ان کی نسبت بیعت پیر اقبال ثاقب چشتی مہروی (لاہور) سے ہے۔ خواجہ فیض احمد نے اپنے پڑدادا خواجہ سلطان محمود کی نامکمل تصنیف **قواعد الفقر** کو مکمل کیا تھا۔ **قواعد الفقر** ہنوز غیر مطبوعہ ہے اور اس کی قلمی نقول خانقاہ کے وابستگان کے پاس موجود ہیں۔ راقم نے اس کا ایک مخطوطہ حاجی نبی محمد (پ ۱۹۳۲ء) کے پاس بہ تاریخ ۱۵ نومبر ۲۰۱۲ء کو بھولے والا میں ملاحظہ کیا تھا۔ خواجہ فیض احمد کو بھولے والا میں لانے والے حاجی نبی محمد ہی تھے۔ خواجہ فیض نے اپنے مریدین کو فرمایا تھا: میرے بعد تم لوگ حاجی نبی محمد سے تعلیم و تربیت لینا۔ حاجی نبی محمد، صوفی احمد دین (مدفون اچ ڈکی تحصیل منچن آباد) سے بیعت و خلافت سے سرفراز ہیں اور خود بھی بیعت لیتے ہیں۔ صوفی احمد دین آگے خواجہ سلطان محمود سے بیعت ہیں۔ خواجہ سلطان محمود، خواجہ عبدالحکیم نوری کے پیر بھائی اور خواجہ نور محمد معنوی (نئی منے کا) کے خلیفہ ہیں۔ بھولے والا میں خواجہ سلطان محمود کا فیضان ایک اور ذریعے سے بھی پہنچا یعنی حاجی اکبر بھٹی (بھولے والا، مدفون فتو کی مہاراں تحصیل منچن آباد) مرید و خلیفہ احمد شاہ قلندر (مدفون اچ ڈکی تحصیل منچن آباد) سے اور احمد شاہ قلندر مرید و خلیفہ خواجہ سلطان محمود کے۔ (فیضی، شمشاد احمد، **ٹیلی فونک مکالمہ از راقم**، [illegible] جنوری ۲۰۱۳ء۔ نبی محمد، حاجی، **مکالمہ از شاہ رضوان اختر سہروردی**، بھولے والا، [illegible] جنوری ۲۰۱۳ء۔)

۱۱۹ آپ ۱۹۴۴ء کو میاں اللہ دتہ کے ہاں بہ مقام بستی سیال [illegible] چندر [illegible] تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ) میں دورانی قبیلے میں پیدا ہوئے۔ [illegible] کورس کرنے رحیم یار خان گئے اور وہیں اندازاً ۶۹-۱۹۶۸ء میں [illegible] بعد ازاں جاں باز فورس میں بھرتی ہو گئے۔ [illegible] بعد [illegible] ملازمت میں [illegible] اسٹنٹ [illegible] ملازمت سے [illegible] ۱۹۷۸ء میں اپنے شیخ [illegible] دیپال پور ضلع اوکاڑہ) میں رہائش اختیار [illegible] ۲۰۰۰ء [illegible] ۱۹۲۱ [illegible] الدین (پ ۱۹۷۳ء) آپ [illegible] راقم، چیچہ وطنی [illegible] ۲۰۱۳ء۔)

۱۲۰ بہاول [illegible] میاں [illegible] **مکالمہ از شاہ رضوان اختر سہروردی** [illegible] ۲۰۱۳ء۔ معین الدین، صاحب زادہ محمد، **ٹیلی فونک مکالمہ از راقم**، چیچہ وطنی [illegible] ۲۰۱۳ء۔

۱۲۱ معین الدین، صاحب زادہ محمد، **ٹیلی فونک مکالمہ از راقم**، چیچہ وطنی [illegible] ۲۰۱۳ء۔

باب دوم

خاندانی پس منظر

چچا صاحب جنوبی پنجاب کے معروف وٹو قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں. میاں محمد طفیل اختر وٹو کی تحقیق کے مطابق وٹو قبیلہ بھٹی راج پوت قبیلے کی ذیلی شاخ ہے.(۱) اس قبیلے کے مورث اعلا میاں وٹو کے بارے میں وہ رقم طراز ہیں:

''وٹو کا حقیقی نام تاریخ کی بعض کتابوں میں دھم یا ادھم بتایا گیا ہے اور وٹو اس کی عرفیت بتائی گئی ہے.''(۲)

میاں طفیل نے ڈپٹی امین چند کی تالیف **تاریخ حصار** سے وٹو کی عرفیت کے پس منظر کو نقل کیا ہے:

''پنوار قوم سے لڑ کر اس نے رنج نکالا، جس کی وجہ سے **وٹ نکالنے والا یعنی وٹو** نام زد ہوا، اور میراثی لوگ بھی کہتے ہیں: وٹو، وٹ کا قایم ہے.''(۳)

اس قبیلے کی بہت سی ذیلی شاخیں ہیں جو ان شاخوں کے مورثان اعلا کے نام سے معروف ہیں. چچا صاحب کا تعلق رحمو کے وٹو سے ہے جس کے جد اعلا ملک رحمو تھے.(۴) چچا صاحب کا شجرہ نسب درج ذیل ہے:

''میاں محمد امین- میاں نور حسن- میاں محمد خان- گہنے خان- کالے خان - جندے خان- سید خان- کمال خان- ممو خان- محمد خان- محمود خان- ملک رحمو خان.''(۵)

مولف **وٹو قوم کا تاریخی ورثہ** نے رحموں کے وٹوؤں کی نمایاں شخصیات میں چچا صاحب اور ان کے بھتیجے اور داماد میاں امیر حمزہ کا بھی تذکرہ کیا ہے.(۶)

والدین

آپ کے جد امجد میاں محمد خان (مدفون: پنج پیر قبرستان، بیر گھر- تحصیل: منچن آباد/ضلع:

[illegible] نے دو شادیاں کیں: ایک زوج سے میاں نور حسن اور دوسری شریک حیات سے میاں محمد حسین پیدا ہوئے۔ میاں محمد خان ایک خدا رسیدہ بزرگ تھے، مذہب اور روحانیت کے ساتھ ان کی گہری دل چسپی تھی۔ وہ معروف چشتی نظامی بزرگ میاں علی محمد خان چشتی (۱۲۹۹- ۱۵ محرم ۱۳۹۵ھ / ۱۸۸۱- ۲۸ جنوری ۱۹۷۵ء، پاک پتن) (۷) سے بیعت تھے۔ انھیں اپنے مرشد گرامی سے بہت زیادہ عقیدت تھی اور ان کے مرشد گرامی کی بھی ان پہ خصوصی نگاہ کرم تھی۔ میاں علی محمد خان چند ایک بار میاں محمد خان کی دعوت پہ ان کے گاؤں مموں کھیڑا تشریف فرما ہوئے۔

چچا صاحب کے والد گرامی میاں نور حسن بہ مقام مموں کھیڑا (ضلع: فاضل کا، مشرقی پنجاب) پیدا ہوئے۔ پرائمری تک تعلیم حاصل کی۔ ان کی نسبت بیعت بھی میاں علی محمد خان چشتی سے تھی۔ انھوں نے بھی دو شادیاں کیں۔ پہلی شادی محترمہ جنت بی سے اور دوسری محترمہ نیکاں بی سے۔ محترمہ جنت بی کے بطن سے میاں غلام محی الدین (م: ۱۳ اکتوبر ۱۹۸۹ء، بستی تھوکھراں) (۸) اور میاں جادی محمد (م: ۲۸ فروری ۲۰۰۰ء، بستی تھوکھراں) (۹) پیدا ہوئے اور محترمہ نیکاں بی کے بطن سے صرف چچا صاحب کی ولادت ہوئی۔

میاں نور حسن کی دوسری شادی منڈی ابوہر (ضلع: فاضل کا) کے میاں جان محمد (یہ ملو وٹو تھے) اور محترمہ سکھاں بیگم (یہ سہیر ابرادری سے تھیں) کی صاحب زادی محترمہ نیکاں بی (م ۱۹۳۴ء، ابوہر) سے ہوئی۔ محترمہ نیکاں کی پرورش دینی اور روحانی ماحول میں ہوئی۔ ان کے والد گرامی میاں جان محمد نہایت متقی بزرگ تھے اور خواجہ محمود تونسوی (۲۷ شعبان ۱۲۸۱- ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۴۸ھ / ۲۶ جنوری ۱۸۶۵- ۱۷ ستمبر ۱۹۲۹ء) (۱۰) سے بیعت تھے۔ ۱۹۲۰ء میں ان کا انتقال نماز تہجد کی ادائیگی کے بعد ہوا۔ بہ وقت وفات ان کی عمر تقریباً سو سال تھی۔ ان کی تربت بہ مقام چک ۱۸۷ / ۹ ایل (تحصیل: چیچہ وطنی، ضلع: ساہی وال) میں ہے۔ (۱۱) یہاں یہ وضاحت [illegible] ہے کہ میاں حافظ حبیب اللہ عرف حافظ بوا، معروف بہ چیچہ وٹو (م: ۱۹۰۶ء) [illegible] ۱۰۶ [illegible] (تحصیل: چیچہ وطنی، ضلع: ساہی وال) میں زیارت گاہ خلائق ہے۔ میاں جان محمد [illegible] کے والد گرامی میاں بدھو (مدفون: بھلی رانھاں والی) کے برادر [illegible] تھے۔ میاں حبیب اللہ [illegible] خانقاہ چشتیہ سلیمانیہ کے سجادہ نشین خواجہ اللہ بخش تونسوی (۱۰ ذی الحجہ ۱۲۶۱- ۲۹ ربیع الاول ۱۳۱۹ھ / ۱۲ جولائی ۱۸۲۶- ۱۳ ستمبر ۱۹۰۱ء) سے بیعت وخلافت سے سرفراز تھے اور ان [illegible]

سلسلۂ وابستگان خاصا وسیع تھا۔(۱۲)

چچا صاحب ابھی چھے ماہ کے ہی تھے کہ آپ کی والدہ صاحبہ وفات پا گئیں۔ آپ کی پرورش آپ کی بڑی والدہ صاحبہ محترمہ جنت بی نے کی۔ محترمہ جنت بی، میاں نور حسن کے تایا صاحب میاں پٹھان دین (مدفون: مموں کھیڑا) کی صاحب زادی تھیں۔ ان کی نسبت بیعت سید سید محمد شاہ (بلھو کی، ضلع: فاضل کا) سے تھی۔ جنت بی صاحبہ کی والدہ محترمہ بھی سید سید محمد شاہ سے بیعت تھیں۔ بل کہ انھوں نے اپنے پیر صاحب سے وعدہ لیا تھا کہ جب وہ وفات پائیں گی تو ان کا جنازہ وہی پڑھائیں گے۔ جب انھوں نے وفات پائی تو پیر صاحب بنا کسی ظاہری اطلاع کے عین جنازے کے وقت پہنچ گئے اور حسب وعدہ جنازہ پڑھایا۔(۱۳)

محترمہ جنت بی اپنی اولاد سے بھی زیادہ آپ سے پیار کرتی تھیں۔ چچا صاحب جب بھی بڑی والدہ صاحبہ کا ذکر فرماتے ہیں تو دوران گفت گو آپ کی آنکھیں نم اور آپ کا سر عقیدت و احسان مندی سے خم ہو جاتا ہے۔ چچا صاحب فرماتے ہیں: وہ مجھ سے بہت زیادہ محبت فرماتی تھیں، اپنی اولاد سے زیادہ میرا خیال رکھتیں۔ اپنی عمر کے آخری ایام میں فرمایا کرتیں: میرے حصے کی زمین تم اپنے نام لگوا لو، اور چچا صاحب ہنس کے ٹال جایا کرتے۔(۱۴) میاں امیر حمزہ راوی ہیں: ''محترمہ جنت بی فرمایا کرتیں تھیں، میری خواہش ہے کہ جب میرا دم نکلے امین میرے پاس ہو لیکن ایسا ہونا نہیں۔ اور ایسا ہی ہوا، جب ان کی وفات ہوئی اس وقت آپ کہیں گئے ہوئے تھے۔''(۱۵)

مولد

چچا صاحب کا مولد منڈی ابوہر (ضلع: فاضل کا) ہے۔ وٹو قوم کے مورث اعلا جناب وٹو بھی ابوہر میں ہی پیدا ہوئے تھے۔ میاں طفیل اس سلسلے میں رقم طراز ہیں:

> ''یہ بات [اب] پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ وٹو کی جائے پیدائش قصبہ ابوہر ہے۔ ابوہر ایک جاٹ عورت کا نام تھا جو جونھر کی بیوی تھی۔ جونھر جو بھٹی نسل سے تھا، کی چوتھی پشت سے وٹو پیدا ہوا شجرہ نسب اس طرح ہے: وٹو ولد برھم ولد راج پال ولد اچل ولد جونھر۔ جونھر اپنی بیوی ابوہر کو لے کر اس مقام پر آ گیا جہاں آج کل ابوہر آباد ہے۔ اس نے وہاں قلعہ ابوہر تعمیر کیا۔ غالب گمان ہے کہ وٹو ۹۹۸ء میں پیدا ہوا۔''(۱۶)

وکی پیڈیا میں منڈی ابوہر کے بارے میں درج ہے:

district of the Indian state of Punjab, north east of Sri Ganganagar and south east of Fazilka.Located near the junction of boundaries of Punjab, Haryana and Rajasthan and near the international border with Pakistan.Abohar is famous for being one of the biggest cotton producing belt in whole north India ."(17)

اس کے تاریخی پس منظر کے بارے میں وکی پیڈیا میں درج ذیل معلومات مہیا کی گئی ہیں:

"River Satluj streaming by its side, Abha Nagari, some 550 years ago, was a fabulous city of India. As one enters Abohar, one sees the remains of the ancient city Abha Nagri, a big mound of sand and stones which is known as Theh among local people. This mound is not just a dune of sand because a historical city and a big palace built by a Suryavanshi king Aabu-Chandni are buried under itAnother legendary dune named "Panjpeer" is just 150 m (490 ft) away from Theh with NIRAJ tombs of five pirs on this mound. The beautiful Aabu city was destroyed by the curse of these pirs (soothsayers). A big fair is held on this mound every Thursday. King Harichand ruled Aabu Nagar after King Aabu-Chandni and had only one daughter. She was very impressive, a good shooter and fond of riding also. Once the king fell victim to leprosy. Someone told the king that he could recover only with the blood of the horses of five pirs of Multan. The brave daughter of the king snatched 81 horses of five pirs along with their goods, but king Harichand succumbed to the disease. Five pirs sent many request to get their horses back, but the princess refused to give their horses back.At last, the five pirs came to Abu city from Multan to get back their horses and camped on a hillock of sand near present Abohar. Many days passed but the princess did not give back their horses. The wives of five pirs came to Aabu city in search of their husbands. The pirs became angry on seeing them and cursed them

due to which they were buried under the earth.There is another mound at a distance of about 60 m (200 ft) from Panjpeer, where their tombs are erected. The five pirs got angry, for not being returned their horses, and destroyed the Aabu Nagar with their divine powers, according to popular legends".(18)

ولادت

آپ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء/۱۳صفر ۱۳۵۹ھ/ ۱۱ چیت ۱۹۹۶ب، بروز ہفتہ کو منڈی ابوھر میں میاں نور حسن کے گھر وٹو قبیلے میں پیدا ہوئے. اگر چہ شناختی کارڈ اور پاس پورٹ میں آپ کی تاریخ ولادت ۱۹۳۴ء درج ہے لیکن گورنمنٹ پرائمری سکول برن والا کے رجسٹر داخل خارج میں آپ کی تاریخ ولادت ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء مرقوم ہے اور یہی صحیح ہے.(۱۹) آپ کا ددیال اگر چہ مموں کھیڑہ (ضلع: فاضل کا) گانو تھا مگر آپ کی ولادت اپنے ننیہال منڈی ابوھر میں ہوئی. آپ کے بچپن کے بارے میں آپ کی پھوپھی زاد بہن محترمہ امیر بیگم (بچپن میں چچا صاحب کی دیکھ بال میں ان کا بہت حصہ ہے) نے ایک بار بتایا تھا:

''یہ بچپن سے ہی بہت خوب صورت اور گورے رنگ کے تھے، کیوں کہ یہ ننیہال پہ گئے تھے اور ان کے ننیہائی والے گورے تھے. ہمارے خاندان کے لوگ پکے رنگ کے ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے پوری برادری میں آپ ہی سبھی کی توجہ کا مرکز تھے اور سبھی آپ سے بہت پیار کرتے تھے.''(۲۰)

تعلیم/ہجرت

جب آپ کی عمر پانچ سال ہوئی تو آپ کو قریبی گانو جھمیاں والی (یہ آپ کے گانو سے پانچ کلومیٹر دور واقع تھا) میں داخل کرا دیا گیا. آپ نے جماعت دوم تک وہاں پڑھا. اس زمانے کی یادوں کو تازہ کرتے ہوئے ایک بار آپ نے فرمایا:

''جھمیاں والی میں سکول کا رقبہ چار ایکڑ تھا. سکول نہایت خوب صورت تھا اور اس کی عمارت پختہ تھی. اساتذہ کی رہائش کے لیے علاحدہ کمرے بنے ہوئے تھے. جب کہ دو ایکڑ میں گلاب اور لیمن کے پودے لگائے گئے تھے. ہم ہر روز اپنے گانو مموں کھیڑا سے پیدل جھمیاں والی جایا کرتے تھے. سکول کے استاد منشی رام جو والد صاحب کے بھائی بنے ہوئے تھے وہ، ان کا لڑکا مکھن، میاں محمد

جاتے ہوئے اور اتنی ہی واپسی پہ طے کرتے تھے۔ سب کے اسباق ایک جیسے ہی تھے، صرف فرق یہ تھا جو اردو پڑھنا چاہتا اسے اردو میں اور جو ہندی پڑھنا چاہتا اسے ہندی میں پڑھا دیا جاتا تھا۔"

آپ نے مزید فرمایا:

"جھمیاں والی میں ایک بھی گھر مسلمانوں کا نہیں تھا۔ پورے گاؤں میں بیراگی قوم آباد تھی۔ یہ ہندوؤں میں فقیری قوم ہوتی ہے۔ گاؤں والے خاصے آسودہ حال تھے اور ان کا کافی رقبہ بھی تھا۔ ان کے زیادہ تر رشتے دار بھی مانگنے والے (بھکاری) تھے۔ وہ اکثر کہا کرتے تھے: ہماری بیٹی جہاں جائے، وہاں اسے سسرال والوں کے برتن صاف کرنے پڑتے ہیں، جو ہمارے ہاں بیاہ کر آتی ہے عیش کرتی ہے۔ جھمیاں والی کا بنواری نامی ایک لڑکا میرا ہم جماعت تھا۔ اس کے باپ کا نام گلاب داس تھا۔ میں اکثر بنواری کے ساتھ ان کے گھر چلا جایا کرتا تھا۔ میں نے ان کے ہاں چاندی کے برتن دیکھے تھے۔"

ماضی میں جھانکتے ہوئے، آپ مزید یوں گویا ہوئے:

"میں نے سکول میں ہندی نہیں پڑھی بلکہ بہت بعد میں صوفی شیر محمد صاحب سے ہندی سیکھی اور ان کے ساتھ ہندی میں ہی خط و کتابت رہی۔ جس وقت ہم وہاں زیر تعلیم تھے اس زمانے میں تحریک آزادی زوروں پر تھی۔ ہمیں رمضان کو سکول سے فارغ کر دیا گیا تھا۔ جگہ جگہ جلسے ہوتے، لیڈر آتے، تقریریں ہوتیں۔ ایک رات جھمیاں والی میں ذیلداروں کے باغ میں ہندوؤں کا جلسہ ہوا۔ وہاں ہندو نیتا نے نہایت اشتعال انگیز تقریر کی۔ اس نے دوران تقریر کہا کہ مسلمانوں کے ایک بچے کو مارنا سو چیونٹیاں مارنے کے مترادف ہے۔ جسے [illegible] نے کہا: یہاں مسلمانوں کے بچے پڑھنے آتے ہیں بلکہ جھمیاں والی سے زیادہ کھٹ والا (قریبی گاؤں جسے چھوٹا موضع [illegible] کہا جاتا تھا) سے مسلمانوں کے بچے یہاں پڑھنے آتے ہیں۔ کھٹ والا سے تعلق رکھنے والے [illegible] صاحب (یہ اصلاً [illegible] آباد کے رہنے والے تھے) [illegible] ان سے [illegible] کی۔ انہوں نے نیتا جی سے کہا: آپ [illegible] وقت آ [illegible]

ہی تمام مسلمان بچوں کو ختم کر دوں گا. دوسرے دن تفریح کے وقت انھوں نے کھٹ واں اور موں کھیڑا کے رہایشی بچوں سے کہا، آپ لوگ آج تفریح پہ نہیں جائیں گے، باقی سب جائیں. بعد ازاں انھوں نے حکم دیا کہ تمام بچے اپنے بستے باندھ کے ہال میں چلو. جب سب لڑکے ہال میں پہنچ گئے انھوں نے کھڑکیاں دروازے بند کروا دیے اور ہم سب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: جس طرح مجھے میرا بیٹا مہندر [یہ چچا صاحب کا ہم جماعت بھی تھا] عزیز ہے ایسے ہی آپ سب میرے بیٹے ہو. اور رات والے واقعے کو دھراتے ہوئے کہا: تم سب اب واپس چلے جاؤ، جب تک میں خود تمھیں لینے نہ آؤں ہرگز نہ آنا، چاہے کوئی بھی پیغام لے کر آئے، بالکل مت آنا. جب حالات ٹھیک ہوئے اور مجھے کامل تسلی ہوگی کہ اب کوئی خطرہ نہیں تو میں خود تم لوگوں کو لینے آ جاؤں گا. اس وقت عوام کے ذہنوں میں تقسیم ہند کا یہ تصور تھا کہ بس ایک سرحد مقرر ہوگی، اُدھر پاکستان اور ادھر ہندستان. ہم سب نے اپنے اپنے بستے اٹھا لیے، گرمیوں کا موسم تھا، ماسٹر صاحب ہمارے ساتھ سائیکل لے کر دو مربعے کے فاصلے تک آئے، پھر جہاں سے دو راستے ہو جاتے تھے وہاں کھڑے رہے. جب تک ہم اپنے اپنے گھروں کو نہیں پہنچے ماسٹر صاحب وہیں کھڑے رہے. ۲۷ رمضان کو قیام پاکستان کا اعلان ہوا. لوگوں نے عید وہیں کی. پھر حالات زیادہ خراب ہونے لگے. لوگ عصر کے وقت سامان باندھ کر باہر نکلنا شروع ہو جاتے اور عشا کے بعد پاکستان کے لیے چل پڑتے.''

ہجرت کے بارے میں آپ نے اپنے مشاہدات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''لوگوں کے ذہن میں یہی تھا کہ صرف حد بندی ہوگی اور ملک ایک ہی رہے گا. چند ماہ بعد حالات ٹھیک ہو جائیں گے تو سبھی اپنے اپنے گھروں کو واپس ہو جائیں گے. یہی وجہ ہے زیادہ تر لوگوں نے نکلتے وقت زیادہ تر کھانے پینے اور ضرورت کی چیزیں جو دوران سفر کام آئیں ساتھ لیں. ہمارے گانو میں کوئی نا خوش گوار واقعہ پیش نہیں آیا. وہیں ہندوؤں اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات بہت اچھے تھے، ہر دو ایک دوسرے کی خوشی وغمی میں شریک ہوتے تھے. ہمارے گھر والوں نے بھی رختِ سفر باندھا اور دوران سفر بہ مقام جنڈولا کھانے کے لیے

نگر آؤ پھر مقابلہ ہوگا. والد صاحب مع بندوق اپنے گھوڑے پہ سوار ہوئے اور باقی سب کو کہا: آپ لوگ چلو میں ذرا روپ نگر ہو کے آتا ہوں. والد صاحب روپ نگر پہنچے تو وہاں پرتھوی رام کی بیوی جو آپ کے پگڑی بدل بھائی جناب ہری رام کی بیٹی تھی نے ان کو دیکھا تو گلے لگ کے رونے لگی اور کہا: چچا یہ کیا ہو گیا ہے؟ والد صاحب نے بتایا تو اس نے لوگوں کو کہا کہ ہتھیار لے کے آجاؤ مزید اس نے راستوں میں گھڑے رکھوا دیے اور موضع کٹیاں والا تک چھوڑ کے گئے. کٹیاں والا میں دو تین روز قیام رہا، جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے ان کا انتظار کیا گیا اور یوں بہ خیر و عافیت سرحد پار کر آئے."

قیام پاکستان کے بعد آپ اپنے والدین کے ہمراہ موضع اکاں والی (تحصیل: منچن آباد ضلع: بہاول نگر) میں رہائش پذیر ہوئے. ڈیڑھ ماہ یہاں قیام کے بعد آپ چک ۲۸۳-ای بی نزد گھگو منڈی (تحصیل: بورے والا ضلع: وہاڑی) منتقل ہو گئے اور چھے ماہ یہاں قیام پذیر رہے. اس کے بعد موضع ہرن والا (تحصیل: منچن آباد) میں سکونت اختیار کی اور وہیں پرائمری تک تعلیم حاصل کی. سید روشن علی شاہ مداری سکول میں آپ کے استاد تھے. جب وہ [illegible] بہاول نگر تشریف لے گئے تو اس دوران ماسٹر منظور حسین پڑھاتے رہے. پرائمری پاس کرنے کے بعد آپ ہائی سکول منڈی صادق گنج میں داخل ہوئے لیکن صرف ایک ماہ کے بعد ہی [illegible] کو خیر باد کہہ دیا.

آپ نے قرآن مجید اور بنیادی دینی تعلیم سید روشن علی شاہ مداری سے حاصل کی. سید روشن علی شاہ مداریہ سلسلے سے ملامتی مشرب صوفی بزرگ تھے. وہ چچا صاحب پر بہت خصوصی شفقت فرماتے تھے اور چونکہ ان کی کوئی اولاد نہیں تھی اس لیے [illegible] میں ان کی بیوی نے چچا صاحب کو ہی [illegible] ہوا تھا. ذیل میں ان کے مختصر احوال بہ روایت چچا صاحب پیش خدمت ہیں.

سید روشن علی شاہ مداری

آپ [illegible] معروف ضلع [illegible]

[illegible]

[illegible]

ہیں تقریباً آٹھ نو سال بعد آپ کے برادر کلاں کو کسی ذریعے سے خبر ملی کہ آپ شیخ علاء الدین علی احمد صابر کلیری کے سالانہ عرس مبارک پر کلیر تشریف لائیں گے. آپ کے بڑے بھائی آپ کی تلاش میں کلیر پہنچے اور آپ کو تلاش کر لیا. دونوں بھائی ایک دوسرے سے ملے اور آپ نے بھائی سے وعدہ کیا کہ اب اور کہیں نہیں جاؤں گا، فلاں تاریخ کو گھر پہنچ جاؤں گا. آپ حسب وعدہ اسی تاریخ کو گھر پہنچ گئے. آپ کو گھر آئے چند ہفتے ہی گزرے ہوں گے کہ آپ کی شادی آپ کی ماموں زاد محترمہ زرینہ بی بی (آگے: مائی صاحبہ) سے کر دی گئی.

آپ دراز قد، پتلا جسم، ستواں ناک، گورا رنگ، سفید داڑھی، لمبے سیاہ گیسو، صراحی دار گردن، دست و پا لمبے اور مخروطی انگلیاں، نیلی آنکھیں. زیادہ تر شلوار قمیض زیب تن فرماتے مگر گاہے گاہے دھوتی بھی استعمال کرتے تھے. دوران ملازمت پٹھانوں والی پگڑی بھی باندھتے تھے، بعد ازاں کالی پگڑی باندھتے، آپ کا لباس سیاہ ہوتا جس کی وجہ کچھ حضرات یہ سمجھتے تھے کہ آپ مکتب تشیع سے تعلق رکھتے ہیں مگر آپ فقہ حنفی کے پابند اور فکری طور پر مشرب تشیع کے سخت خلاف تھے. بہت صفائی پسند تھے اور مائی صاحبہ بھی آپ کو دو دن بعد لباس تبدیل کرنے کا اصرار فرماتیں. چچا صاحب فرماتے ہیں: مائی صاحبہ بھی بہت صفائی پسند تھیں، روزمرہ استعمال کے برتنوں میں چھے ماہ بعد مانجھنے کی وجہ سے سوراخ ہو جاتے تھے، وہ اس اہتمام سے برتن مانجھتی تھیں کہ برتن چم چم کرتے نظر آتے.

سید روشن علی شاہ مداریہ سلسلے میں بیعت تھے. ان کے شیخ طریقت بھٹنڈہ کے رہنے والے تھے. سید روشن، شادی کے کچھ عرصہ بعد جب بھٹنڈہ کے لیے عازم سفر ہوئے تو آپ کی شریک حیات بھی آپ کے ساتھ تیار ہو گئیں. اگرچہ آپ نے انھیں فرمایا کہ وہ گھر پر رہیں مگر وہ آپ کے ساتھ چلنے پر بہ ضد تھیں. خیر! ان کے اصرار پہ آپ نے ان کو ساتھ لیا اور ریل کی پٹڑی کے ساتھ ساتھ پیادہ پا لاہور کے لیے روانہ ہو گئے. آپ کی شریک حیات کے پانو پیدل چلنے سے لہولہان ہو گئے مگر انھوں نے ہمت نہ ہاری، اگرچہ بابا روشن شاہ ہر ریلوے اسٹیشن پہ انھیں فرماتے: اگر واپس گھر جانا چاہو تو واپسی کا ٹکٹ لے دوں؟ مگر وہ بہ ضد کہ میں آپ کے ساتھ ہی جاؤں گی. لاہور پہنچ کر آپ نے ریل کا ٹکٹ لیا اور مع شریک حیات اپنے شیخ طریقت کی خدمت میں بھٹنڈہ پہنچ گئے. شیخ طریقت نے آپ کو بھٹنڈہ کے مضافات میں واقع ''سرخ پیر'' کے مزار کا سجادہ نشین مقرر کیا اور حکم دیا کہ دونوں میاں بیوی وہاں مقیم ہو جاؤ. بابا روشن قیام پاکستان تک وہیں مقیم رہے.

ریلوے گارڈ تھے، آپ کو اپنے ہمراہ سمہ سٹہ (بہاول پور) لے آئے جہاں آپ کچھ عرصہ قیام پذیر رہے۔ ۱۹۴۸ء میں بہ طور پرائمری سکول ماسٹر موضع ہرن والا (تحصیل: منچن آباد ضلع: بہاول نگر) میں آپ کی تقرری ہوئی اور آپ ہرن والا میں آ کر رہائش پذیر ہو گئے۔ ہرن والا میں آپ کا قیام گانو کے سابقہ گوردوارے کی عمارت میں تھا، جس کے ایک حصے میں پرائمری سکول تھا آپ صبح و شام گانو کے بچوں کو قرآن پاک اور ابتدائی دینی تعلیم سے سرفراز فرماتے گردونواح کے سینکڑوں بچوں بچیوں نے آپ سے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کی دن میں سکول کے بچے بچیوں کو دنیوی تعلیم سے بہرہ مند فرماتے۔ آپ نے ۱۹۴۸ سے ۱۵ ستمبر ۱۹۵۴ء تک سکول میں اپنے فرائض سر انجام دیے۔(۲۱) ہرن والا میں قیام کے دوران آپ اپنی والدہ محترمہ کو اپنے ساتھ ہرن والا لے آئے تھے اور وہ آپ کی وفات تک آپ کے پاس مقیم رہیں۔ آپ کے ایک بھائی بھی آپ کے پاس مقیم رہے۔

ملازمت سے استعفا دینے کے بعد آپ نے موضع ہرن والا سے [illegible] فاصلے پہ واقع قدیم مزار جو عوام الناس میں "سائیں چنن" کے نام سے معروف ہے (آپ کے بقول ان کا نام شان چن تھا جو کثرت استعمال سے سائیں چن ہو گیا [illegible] لوگوں کے جد اعلا کا مزار ہے) پہ مقیم ہوئے مزار کے ساتھ ایک چھوٹا سا [illegible] آپ کی شریک حیات رہائش پذیر ہو گئیں جب کہ آپ نے مزار کے ساتھ چھوٹی سی جھونپڑی [illegible] اور وہیں آپ کی نشست و برخاست ہوئی۔

آپ تا عمر [illegible] تہجد گزار [illegible] صلاۃ [illegible] تلاوت قرآن پاک [illegible] رہے۔ آپ سیاہ لباس پہنتے تھے جو صاف ستھرا ہوتا آپ کی زوجہ [illegible] آپ [illegible] پہننے نہیں دیتی تھیں، وہ آپ [illegible] وضو [illegible] رکھتی تھیں آپ کی جھونپڑی میں [illegible] وقت روشن رہتا تھا آپ نے کوئی بکری [illegible] پالی ہوئی تھیں [illegible] سے [illegible] بنائی گئی چائے [illegible] آپ کی شریک حیات [illegible] مزار پہ رہائش پذیر ہوئے تھے انھوں نے [illegible] کی شادی [illegible] میں شریک ہوتے البتہ [illegible] خلاف معمول ایک [illegible] سے [illegible] تشریف لے [illegible] وہ بھی [illegible] کے لیے [illegible] رشتہ دار [illegible]

شریک ہوئے اور دوسری بار اس کی والدہ کی وفات کے موقعے پر آپ ہرن والا تشریف لے گئے.

آپ اگرچہ تہجد گزار، پابند صوم وصلات تھے مگر اس کے ساتھ ساتھ مسکرات کا بھی استعمال کرتے تھے. ان سب کے باوجود آپ ہمیشہ صاف ستھرے لباس میں ہوتے اور قریب بیٹھے ہوئے کسی اجنبی یا آپ کی اس عادت سے ناواقف کسی بھی فرد کو محسوس ہی نہ ہو پاتا کہ آپ نے نشہ آور شے استعمال کی ہوئی ہے. گو آپ نشہ کرتے تھے مگر اپنے تلامذہ کو سگریٹ نوشی تک سے بھی سختی سے منع فرماتے. اگر آپ کو معلوم ہو جاتا کہ فلاں لڑکا سگریٹ نوشی کرتا ہے تو آپ اسے بلا کر سختی سے سرزنش کرتے. آپ فرمایا کرتے تھے: ''فقیر جو کہے اسے گرہ میں باندھ لو اور جو خود کرے اس کے نزدیک مت جاؤ.''

چچا صاحب راوی ہیں:

''ایک شام میں آپ سے ملنے گیا تو مجھے فرمانے لگے: بیٹا! آج شام کا بندوبست تو ہے مگر صبح کا نہیں. اماں جی فرمانے لگیں: شاہ جی! لے آئے گا، ابھی آیا ہے بیٹھنے تو دیں، چائے تو پی لے. خیر! میں اماں جی کے پاس ہی بیٹھ گیا اور چائے نوش کرنے کے بعد سائیکل لے کے منڈی صادق گنج افیم لینے چل پڑا. راستے میں شاہ صاحب کے ایک عقیدت مند سے ملاقات ہوئی جو اکسائز کے محکمے میں ملازم تھا. اس نے ناوقت منڈی جانے کی وجہ پوچھی تو میں نے معاملہ گوش گزار کیا. اس نے کہا: واپس چلو، میں شاہ صاحب کی طرف ہی جا رہا ہوں، ان کی ضیافت کا سامان میرے پاس ہے. اس نے کسی سے ایک پاؤ افیم پکڑی تھی اور سوچا کہ شاہ صاحب کی خدمت میں پیش کر دوں. خیر ہم دونوں شاہ صاحب کے پاس پہنچے، اس نے افیم آپ کی خدمت میں پیش کی. مجھے شاہ جی نے فرمایا: اماں سے کہو کہ چائے بنائے. اماں جی چائے بنانے لگیں تو میں چائے کے انتظار میں وہیں چولہے کے پاس بیٹھ گیا. اتنے میں اونچی آواز میں گالیاں دینے کی آواز آئی، ہم باہر نکلے تو دیکھا کہ شاہ جی چپل اٹھائے پیچھے پیچھے ہیں اور وہ شخص آگے آگے. میں نے شاہ جی کو پکڑا اور واپس جھونپڑی میں لے آیا. جب آپ کچھ شانت ہوئے تو میں نے عرض کیا کہ سرکار! کیا ہوا؟ آپ نے فرمایا: یار! وہ مجھے قاتل بنانا چاہتا تھا، مجھے کہتا ہے کہ میں فلاں عورت پہ عاشق ہوں اور اس سے شادی کا خواہش مند

انسانیت ہے، کیا دیدہ دلیری ہے کہ مجھے قتل پہ اکسا رہا ہے۔"

موسم گرما میں آپ کی جھونپڑی میں الاؤ والے گڑھے میں سانپ لیٹے رہتے جنہیں کسی کو مارنے کی اجازت نہیں تھی۔ الاؤ کے ساتھ بچھی چٹائی پہ آپ سوئے رہتے۔ اسی طرح بچھو، زنبور اور بھڑ کو بھی مارنے کی اجازت نہیں تھی، البتہ یہ بھی آپ کی واضح کرامت تھی کہ خانقاہ کے احاطے میں یہ تمام کسی کو بھی کاٹتے نہیں تھے۔ ایک بار ایک خاصا لمبا سانپ مائی صاحبہ کے کمرہ کی چوکھٹ پہ لیٹ گیا اور کئی گھنٹے لیٹا رہا۔ مائی صاحبہ نے اسے مارنا چاہا تو آپ نے منع فرما دیا کہ تجھے کیا کہتا ہے! اس پر مائی صاحبہ نے عرض کیا کہ شاہ جی! اسے حکم دیں کہ یہ یہاں سے چلا جائے۔ اور پھر آپ کے حکم پہ وہ سانپ وہاں سے ہٹ گیا۔

آپ کوئی جان دار خود ذبح نہیں کر سکتے تھے، اگر مائی صاحبہ مرغی ذبح کرنے کا فرماتیں تو فرماتے: جو خود ہی ذبح ہو وہ کسی کو کیا ذبح کرے گا۔

آپ بالعموم اردو زبان میں گفتگو فرماتے تھے مگر مائی صاحبہ کے ساتھ پشتو میں کلام فرماتے۔ اپنے شاگردوں کو پشتو سیکھنے کی ترغیب دیتے تھے۔ [illegible] بچی صاحب کا [illegible] ہے کہ مجھے کچھ عرصہ پشتو اسباق لکھ کے دیتے رہے مگر میں اپنی کاروباری مصروفیت کی وجہ سے اسباق جاری نہیں رکھ سکا۔

آپ کسی سے بھی ڈرتے نہیں تھے۔ کلمہ حق کہنے میں مجال ہے جو کبھی [illegible] ہوتے ہوں آپ گالیاں بھی بہت دیتے تھے۔ مائی صاحبہ اور بچی صاحب سے [illegible] سب منع کرو کہ گالیاں نہ دیا کریں [illegible] میں [illegible] کی نہ پہنچا دے۔ اس پہ آپ جواب میں فرماتے [illegible] یہ [illegible] ہے اور کس کی اتنی مجال ہے [illegible]

[illegible]

آپ ہر ماہ گیارہ ویں کا ختم دلاتے تھے. گورودوارے کے کڑاہ (جو سکھ جاتے ہوئے چھوڑ گئے تھے) میں نیاز پکائی جاتی. ایک بار علاقے کا ایک معروف زمین دار آپ سے وہ کڑاہ عاریتاً لے گیا اور ضرورت پوری کرنے کے بعد مکر گیا، بل کہ ہٹ دھرمی پہ اتر آیا کہ کون سا شاہ صاحب نے کڑاہ خود خریدا ہے. آپ نے فرمایا: گیارہ ویں کا ختم میرے باپ کا نہیں ہے، جس کا ہے وہ کڑاہ دلائے گا تو ختم دلا دیں گے. خیر دو ماہ بعد آپ کے ایک عقیدت مند نے آپ کی نذر کی ہوئی بھینس بیچی اور کڑاہ لا کے خدمت میں پیش کیا اور اس طرح دوبارہ گیارہ ویں کا ختم شروع کیا گیا.

آپ نے بابا سائیں پیر کا مزار نئے سرے سے بنوایا. آپ کا خیال تھا کہ ان کا اصل نام شان پیر تھا جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بگڑ کے سائیں پیر بن گیا ہے.

آخری دنوں میں آپ خاصے علیل ہو گئے اور علاج کے لیے راضی نہیں ہوتے تھے. مائی صاحبہ نے چچا صاحب کو بلوایا کہ شاہ جی ان کی بات نہیں ٹالتے تھے. چچا صاحب کا بیان ہے:

''میں جب ملاقات کے لیے حاضر ہوا تو آپ کی آنکھ میں آنسو آ گئے، مجھ سے فرمانے لگے: بیٹا! زندگی میں ہزار تکالیف آئیں مگر میری آنکھ میں کبھی آنسو نہ آئے مگر اس نامراد درد کی وجہ سے آنکھ میں آنسو آ گئے. یہ دیکھ اور سن کر میری آنکھیں بھی نم ہو گئیں. اس پر مائی صاحبہ نے پشتو میں کہا: شاہ جی! امین رو رہا ہے اور کہتا کہ شاہ جی کو علاج کے لیے بہاول نگر جانا چاہیے. آپ نے فرمایا: اچھا! جاؤں گا، میں نے عرض کیا: میں صبح آ جاؤں گا، تو فرمانے لگے: میں فیض محمد (خانقاہ کا خادم) کو ساتھ لے جاؤں گا، تم اگلے دن آ جانا. اس پر میں نے کچھ روپے علاج کے لیے نذر کیے جو آپ نے قبول فرما لیے. دوسرے دن فیض محمد کے ہم راہ بہاول نگر ایک ملنگ کے مکان پہ تشریف لے گئے مگر علاج نہیں کرایا. اگلے دن فیض محمد کو کہا کہ جاؤ اسٹیشن پہ اور امین کو یہیں لے آؤ، یہ نہ ہو کہ وہ ہسپتال میں ہی ہمیں تلاش کرتا پھرے. مگر فیض محمد میرے بہاول نگر پہنچنے کے بعد اسٹیشن پہ پہنچا، میری اور اس کی ملاقات نہیں ہو پائی اور میں ہسپتالوں میں انھیں تلاش کر کے واپس گھر آ گیا. البتہ فیض محمد، جہاں جہاں میں معلوم کر کے آیا تھا، بعد میں وہاں وہاں پہنچا مگر ملاقات نہ ہونا تھی نہ ہوئی. فیض محمد نے تمام صورت حال شاہ جی کو عرض کی تو انھوں نے فیض محمد کو فرمایا: تم! امین کے پیچھے جاؤ اور اسے بتاؤ میں ٹھیک

گزری اور اگلے دن صبح دس بجے کے قریب ملنگ کو کہا کہ جاؤ دودھ لے کے آؤ اور چائے بناؤ۔ اسے بھیج کے خود کنڈی لگا کے لیٹ گئے، وہ ملنگ واپس آیا تو آپ وفات پا چکے تھے۔ آپ نے ۱۶ رمضان ۱۳۸۴ھ/ ۱۹ جنوری ۱۹۶۵ء کو اس عالم خاک و باد کو خیر باد کہا۔ فیض محمد حسب معمول بہاول نگر پہنچا اور آپ کا جسد مبارک خانقاہ لایا۔ مولانا فتح محمد (ہرن والا) نے جنازہ پڑھایا اور بابا سائیں پیر کے مزار کے اندر ہی ان کی تربت کے ساتھ آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ آپ اور بابا سائیں پیر کے مزار سے متصل مائی صاحبہ کی تربت ایک قبہ میں ہے اور مائی صاحبہ کے مزار کے ساتھ مشرقی سمت احاطے میں بہادر شاہ کی تربت ہے۔" (۲۲)

فکر معاش

آپ نے سکول چھوڑنے کے کچھ عرصہ بعد لاہور میں کسی پنساری [illegible] کے ہاں جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو والد گرامی نے منع کر دیا۔ بعد ازاں والد صاحب سے دکان [illegible] کی گزارش کی تو انھوں نے اجازت دے دی۔ گھر میں ماش کی دال موجود تھی اسے فروخت کرنے کے لیے منڈی صادق گنج لے گئے اور سات روپے میں فروخت کر کے اس [illegible] سے [illegible] لے آئے۔ یوں چھوٹی سی دکان سے روزگار کا سلسلہ چل پڑا۔ آپ [illegible] ہر روز آتے اور آپ [illegible] کے بارے میں [illegible] آپ سے فرمایا کرتے [illegible] آپ دکان داری سے [illegible] سال دکان چلائی، دکان خوب چلی۔ آپ فرماتے ہیں:

"میں نے کبھی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]"

[illegible] (۱۹۳۲ [illegible] ۲۰۰۱ء)

اور محمد سلیمان (م: ۴ جنوری ۱۹۸۸ء) کی شراکت میں آڑھت کا کاروبار شروع کیا. آڑھت کے کاروبار کی ابتدا کا پس منظر یوں ہے کہ منڈی صادق گنج میں ملک محمد ابراہیم (۱۹۱۵-۱۹۶۷)، ملک فضل دین (۱۹۱۰-۶ جون ۱۹۷۲ء) اور محمد سلیمان کا مشترکہ آڑھت کا کام تھا. چچا صاحب ان کے ہاں جنس فروخت کیا کرتے تھے. حاجی محمد یعقوب ان کے ہاں منشی تھے، ان کی تنخواہ ایک سو پچاس روپے تھی. ایک بار حاجی یعقوب نے ہر سہ مالکان سے تنخواہ بڑھانے کا مطالبہ کیا، چچا صاحب بھی اتفاق سے وہیں تشریف فرما تھے. آپ نے بھی فرمایا: بھائی! ان کی تنخواہ بڑھا دو، مہنگائی کی وجہ سے ضروریات دن بدن بڑھ رہی ہیں. اس پر ملک ابراہیم نے چچا صاحب سے کہا: میاں صاحب! آپ اپنی دکان کھول لیں اور حاجی یعقوب کو وہاں رکھیں، اپنی اور ان کی مرضی کی تنخواہ مقرر کر لیجے گا. میں خود پڑھا ہوا ہوں اور اپنا کام خود ہی سنبھال لوں گا. چچا صاحب کو ان کی یہ بات بہت ناگوار گزری. آپ واپس گھر پہنچے، اپنے والدِ گرامی سے مشورہ کیا اور موجودہ دکان جو کلیم (claim) کے نتیجے میں الاٹ ہوئی تھی، اس میں ملک فضل دین مقیم تھے. انھیں کہا گیا کہ آپ اب اپنے مکان میں منتقل ہو جائیں، ہم یہاں دکان شروع کر رہے ہیں اور ان سے مقرر شدہ کرایہ بھی نہ لیا. یوں ۱۹۶۸ء میں چچا صاحب، حاجی محمد یعقوب اور محمد سلیمان نے مشترکہ آڑھت کا کام شروع کر دیا.

۱۹۷۱ء میں حاجی محمد یعقوب اور دو سال بعد محمد سلیمان یکے بعد دیگرے کاروبار سے الگ ہو گئے. ۱۹۷۱ء میں آپ نے صوفی ولی محمد شاہ کو منشیانے کا کام سیکھنے کا فرمایا اور انھوں نے چند ماہ میں ہی حاجی محمد یعقوب سے کام سیکھ لیا. حاجی محمد یعقوب کی کاروبار سے علاحدگی کے بعد ۱۹۷۲ء میں صوفی ولی محمد شاہ بھی کاروبار میں شریک ہو گئے اور تا حال یہ شراکت قایم ہے. چچا صاحب اور چچا ولی صاحب میں کچھ اس طور برادرانہ مراسم رہے کہ ہم لوگ (راقم الحروف، بھائی صاحب اور ہمشیرہ صاحب) کو بھی پانچ سات سال قبل ہی یہ معلوم ہوا کہ چچا صاحب رحمو کے وٹو برادری سے ہیں اور چچا ولی صاحب ساہن کے وٹو قبیلے سے یعنی دونوں وٹو قبیلے کی دو مختلف شاخوں سے ہیں. چچا ولی صاحب کاروباری شراکت کے بارے میں فرماتے ہیں: ''بہ طور شریک کاروباری ایسا رہا کہ آپ نے کبھی یہ نہیں پوچھا کہ اتنے پیسے کہاں لگا دیے، کیوں لگا دیے.'' خدا تعالا اس بھائی چارے کو قایم دایم رکھے. علاوہ ازیں کئی مربعے زمین بھی معاش کا ایک بڑا ذریعہ ہیں. زمینوں کے معاملات کو صاحب زادہ میاں زاہد اقبال دیکھتے ہیں.

۱۹۶۲ء میں آپ کی شادی بہ مقام قبر پٹ، میاں غلام رسول اور آپ کی پھوپھی صاحبہ محترمہ لال بی بی کی صاحب زادی محترمہ حمیداں بیگم (پ: ۱۹۳۹ء) سے ہوئی. خدا تعالا نے آپ کو دو بیٹوں اور دو بیٹیوں سے نوازا. ان کے نام بہ لحاظ ولادت درج ذیل ہیں: میاں زاہد اقبال (پ: ۱۹۶۴ء)، میاں پرویز اختر (۱۹۶۸ء-؟)، نورین بی بی (پ: ۱۹۷۰ء) اور ناہید بی بی (م: ۲۷ جون ۲۰۱۲ء).

میاں زاہد اقبال کی شادی چک ۱۸۷ 9-ایل (تحصیل: چیچہ وطنی ضلع: ساہی وال) سے میاں گوہر علی کی صاحب زادی محترمہ پروین اختر (پ: ۲۹ دسمبر ۱۹۶۵ء) سے بہ تاریخ ۲ مارچ ۱۹۸۷ء ہوئی. خدا تعالا نے آپ کو دو بیٹوں اور تین بیٹیوں سے نوازا. بیٹوں کے نام درج ذیل ہیں: شہزاد فرید شاہ (پ: ۱۵ فروری ۱۹۹۲ء) اور نعمان فرید شاہ (پ: ۹ نومبر ۱۹۹۹ء).

میاں پرویز اختر بچپن میں ہی وفات پا گئے تھے. محترمہ نورین بی بی کی شادی میاں [illegible] ولد میاں غلام محی الدین (بستی کھوکھراں) سے ہوئی. جب کہ ناہید بی بی کی شادی میاں محمد [illegible] میاں غلام مصطفا (قبر پٹ) سے ہوئی.

صاحب زادہ شہزاد فرید شاہ ۱۵ فروری ۱۹۹۲ء کو بہ مقام منڈی صادق گنج پیدا ہوئے. میٹرک تک تعلیم حاصل [illegible] اور اب النقیب کارپوریشن پر [illegible] ہوئے ہیں.

صاحب زادہ نعمان فرید شاہ ۹ نومبر ۱۹۹۹ء کو بہ مقام منڈی صادق گنج پیدا ہوئے. اس وقت ساتویں جماعت کے طالب علم ہیں. تعلیم کے [illegible] سے [illegible] سے ہی نہایت ذوق شوق سے [illegible] میں شریک ہوتے ہیں. خدا تعالا [illegible] توفیقات سے نوازے [illegible] اپنے شیخ [illegible] یائیں. آمین ثم آمین

حوالہ جات وحواشی

۱۔ وٹو، پروفیسر میاں محمد طفیل اختر، **وٹو قوم کا تاریخی ورثہ**، لاہور، دارالشعور، اگست ۲۰۱۰ء، ص ۳

۲۔ ایضاً، ص ۱

۳۔ ایضاً، ص ۱

۴۔ ایضاً، ص ۱۳۸

۵۔ ایضاً، ۱۳۹

۶۔ ایضاً، ص ۱۴۰

۷۔ ان احوال کے لئے دیکھیے:

افضل حیدر، سید، **ذکر درویش**، اسلام آباد، دوست پبلی کیشنز، ۲۰۰۷ء

فریدی، سائیں نذیر حسین، **آفتاب بسی شریف**، گمبر اوکاڑہ چھاؤنی، مکتبہ چشتیہ فریدیہ، ۱۲ محرم ۱۴۲۸ھ

فریدی، سائیں نذیر حسین، **تذکرہ فریدالعصر**، گمبر اوکاڑہ چھاؤنی، مکتبہ چشتیہ فریدیہ، ۱۴ محرم ۱۴۲۳ھ

۸۔ میاں غلام محی الدین کی اولاد کی تفصیل درج ذیل ہے: میاں محمد عالم (پ: ۱۹۶۵)، میاں امیر حمزہ (پ: ۲۳ ستمبر ۱۹۶۸ء)، میاں محمد اکرم (پ: ۱۹۷۱ء)، امیرین بی بی (پ: ۵ مارچ ۱۹۷۵ء)

۹۔ میاں جادی محمد کی اولاد کے نام درج ذیل ہیں: میاں خدایار (پ: ۱۹۶۱ء)، میاں ذوالفقار علی (پ: ۱۲ اکتوبر ۱۹۸۵ء)، میاں محمد شاہد (پ: ۲ فروری ۱۹۹۰ء)، فرزانہ کوثر (پ: ۱۲ اکتوبر ۱۹۸۵ء)

۱۰۔ خواجہ محمود تونسوی، خواجہ اللہ بخش تونسوی کے صاحب زادے تھے اور انہی سے بیعت خلافت سے سرفراز تھے (للّٰہی، (ا) حضرت صاحب زادہ محمد حسین، **فیض المشائخ**، تلہ، ضلع جہلم، خانقاہ چشتیہ نظامیہ سلیمانیہ، ۱۹۸۵ء، ص ۱۷۷۔۱۷۸)

۱۱۔ امین شاہ، صوفی محمد، **ٹیلی فونک مکالمہ از راقم**، منڈی صادق گنج، ۲۵ نومبر ۲۰۱۳ء

۱۲۔ ایضاً

چشتی، یوسفی، پروفیسر افتخار احمد، **تذکرہ خواجگان تونسوی**، فیصل آباد، چشتیہ اکادمی، ربیع الاول ۱۴۰۶ھ ۱۹۸۵ء، ۱۳۵

اقبال مجددی، محمد، **تذکرہ علماء ومشائخ پاکستان وہند**، لاہور، پروگریسو بکس، ۲۰۱۳ء، ۱/ ۴۵۷

للّٰہی، **فیض المشائخ**، ص ۱۷۶

نظامی، پروفیسر خلیق احمد، **تاریخ مشائخ چشت**، اسلام آباد، دائرۃ المصنفین، س ن، ۵/ ۴۴۱

تجوید کی تکمیل کی اور چک ۱۰۴/۷-آر (تحصیل: چیچہ وطنی/ضلع: ساہی وال) میں مرکز رشد و ہدایت قائم کیا۔ آپ خواجہ اللہ بخش تونسوی سے بیعت و خلافت سے سرفراز تھے۔ تقریباً ۱۹۰۸ء میں آپ نے جہان آب و گل کو خیر باد کہا اور مذکورہ بالا گاؤں میں آپ کا مزار زیارت گاہ خلائق ہے۔ اولاد میں چھے بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ آپ نے اپنی حیات میں ہی اپنے سب سے چھوٹے بیٹے مولانا محمد سعید اللہ (م: ۱۹۲۸ء)، فارغ دارالعلوم دیوبند کو اپنا سجادہ نشین مقرر کیا تھا۔ آپ کے دیگر خلفائے کرام کے اسمایہ ہیں: سید محمد ایوب (۱۳۲-۱۳۳-۹-ایل، مزان والا، نزد بنگلا اوکاں والا، تحصیل: چیچہ وطنی)، صوفی احمد دین (قبولہ شریف، عارف والا) اور مولوی روشن دین (بگا کھوکھراں، ضلع ساہی وال)۔ مولانا سعید اللہ کے دو بیٹے تھے: میاں پیر بخش اور میاں شیر محمد۔ مولانا سعید اللہ نے میاں شیر محمد کو اپنا سجادہ نشین مقرر کیا۔ میاں شیر محمد خواجہ خان محمد تونسوی (۲۱ ربیع الثانی ۱۳۳۴-۷ جمادی الثانی ۱۳۹۹ھ/۲۵ فروری ۱۹۱۶-۴ مئی ۱۹۷۹ء) سے بھی خرقۂ خلافت حاصل ہے۔ (وٹو، وٹو قوم کا تاریخی ورثہ، ص ۱۵۱-۱۵۲؛ چشتی سیمانی، ص ۱۳۵)

۱۳۔ امین شاہ، صوفی محمد، ٹیلی فونک مکالمہ از راقم، منڈی صادق گنج، ۲۹ نومبر ۲۰۱۳ء۔

۱۴۔ ایضاً

۱۵۔ امیر حمزہ، میاں، مکالمہ از شاہ رضوان اختر سہروردی چشتی، منڈی صادق گنج، ۱ دسمبر ۲۰۱۳ء۔

۱۶۔ وٹو، وٹو قوم کا تاریخی ورثہ، ص ۳

http://en.wikipedia.org/wiki/Abohar

Ibid

۱۹۔ رجسٹر داخل خارج، ....

۲۰۔ ....، مکالمہ از راقم، ....، .... ۲۰۱۰ء۔

۲۱۔ ریفرنس بک، ....

۲۲۔ .... شاہ، بابا سید روشن علی شاہ، ضلع بہاول نگر میں سلسلہ .... رنگ .... ۲۰۱۱ء ....

باب سوم

چچا صاحب کے دادا صاحب، میاں محمد خان اپنے علاقے کے بڑے جاگیردار تھے. ان کی نسبت بیعت سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے معروف بزرگ میاں علی محمد خان چشتی (بسی شریف/ضلع: ہوشیار پور-شرقی پنجاب) سے تھی. اور وہ ان کے از حد ارادت مند تھے. میاں علی محمد چند ایک بار ان کی دعوت پہ ان کے گانو موکھیڑہ میں تشریف فرما ہوئے. وہ میاں محمد خان پہ خصوصی شفقت فرمایا کرتے تھے. چچا صاحب کے والد گرامی میاں نور حسن بھی میاں علی محمد خاں سے ہی بیعت تھے. چچا صاحب کے بڑے بھائی میاں غلام محی الدین کی نسبت بیعت بھی میاں علی محمد صاحب سے تھی. آپ کے والد گرامی اور برادر کلاں آپ سے فرمایا کرتے تھے کہ تم بھی میاں صاحب سے بیعت ہو جاؤ لیکن آپ عرض کرتے: مجھے اپنے حال میں مگن رہنے دیجیے.

بیعت طریقت

چچا صاحب ۱۹۶۶ء میں موضع ہرن والا میں کریانے کی دکان چلا رہے تھے. صوفی شیر محمد شاہ(۱) کی بھانجی کی شادی تھی اور انھوں نے شادی پہ اپنے پیر و مرشد خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ کو مدعو کیا. حضرت صاحب، صوفی توکل اور صوفی اقبال کے ہمراہ تشریف فرما ہوئے. صوفی شیر محمد شاہ موضع ہرن والا میں حضرت صاحب کے واحد مرید تھے. ان دنوں باراتی دو تین دن قیام کیا کرتے تھے. رات کو محفل سماع بھی تھی. چوں کہ اس موضع میں پہلی بار سماع ہو رہی تھی، لوگوں کو سماع کے آداب اور طریقہ معلوم نہ تھا. شب کو سماع ہوا، سردار قوال نے قوالی کی. چچا صاحب نے بھی رات دوران سماع کئی بار اس خیال سے قوالوں کے لیے نذر پیش کی کہ کہیں شیر محمد صاحب یہ نہ کہیں کہ یہ سب پیر و مرشد آئے لیکن امین نے ان کے حضور نذر نہیں پیش کی. شب کو سماع کا انتظام کچھ اچھا نہ تھا. حضرت صاحب نے ناراضگی ظاہر کی. دوسرے دن صبح کو محفل سماع کا انتظام ایک کمرے میں کیا گیا. چچا صاحب کی ذمے داری مہمانوں کے لیے کھانا تیار کرانے کی تھی. آپ باورچیوں کے پاس کھڑے نگرانی کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک پھول بیچنے والا آ گیا. آپ نے پانچ روپے کے عوض اس سے سارے پھول لے لیے. محفل سماع شروع ہوئی تو چچا صاحب نے حضرت صاحب

[illegible]
دیے۔ محفل کے خاتمے پر چچا صاحب دیگوں والوں کے پاس تشریف لے آئے۔ وہاں بیٹھے بیٹھے اچانک آپ پہ نہایت زور کا گریہ طاری ہو گیا۔ آپ نے بڑی مشکل سے خود کو سنبھالا کہ لوگ کیا کہیں گے کہ انھیں بیٹھے بیٹھے کیا ہو گیا ہے؟ یہاں ضمناً ایک اور واقعہ بیان کرتا چلوں کہ ساٹھ کی دہائی میں حضرت صاحب، بابا صاحب کی دعوت پہ نڑالی تشریف لائے ہوئے تھے۔ حضرت صاحب نے اپنا خط بنوانا تھا۔ گاؤں کے حجام جناب صادق حسین مرحوم کو خط بنانے کے لیے بلوایا گیا۔ جب وہ خط بنانے لگے تو حضرت صاحب نے بے ساختہ فرمایا: تو ہمارا خط کر، ہم تمھارا خط کر دیتے ہیں۔ اس جملے کا ان پہ ایسا جادوئی اثر ہوا کہ وہ خط بنا کر گھر پہنچے ہی تھے کہ ان پہ غیب سے ایسا حال طاری ہوا کہ ہوش و حواس سے جاتے رہے اور ایک عرصہ ان پہ جذب طاری رہا۔ بعد ازاں وہ حضرت صاحب کے ہاتھ پہ بیعت بھی ہوئے۔

حضرت صاحب واپس تشریف لے گئے اور صوفی شیر محمد شاہ اپنی نوکری پر چلے گئے لیکن چچا صاحب کے دل میں اضطراب اور بے چینی روز افزوں ترقی کرنے لگی۔ آخر ایک دن دل سے ہاتھوں مجبور ہو کر آپ نے صوفی شیر محمد شاہ کو تار بھیجا کہ آپ کی ہمشیرہ بہت علیل ہیں۔ آپ بعجلت پہنچیں۔ صوفی صاحب گھر پہنچے تو ان کی ہمشیرہ تو بالکل بھلی چنگی تھیں۔ وہ سیدھے چچا صاحب کے پاس دکان پہ پہنچے اور معاملہ گوش گزار کیا۔ چچا صاحب مسکرا دیے اور فرمایا: تار تو میں نے بھیجا تھا۔ آپ مجھے اپنے پیر صاحب سے بیعت کروائیں۔ اس پہ صوفی شیر محمد شاہ بہت خوش ہوئے۔ دوسرے دن چچا صاحب، صوفی بشیر احمد شاہ، صوفی شیر محمد شاہ کی معیت میں نقیب آباد پہنچے لیکن حضرت صاحب دورے پہ تھے سو ملاقات نہ ہو پائی۔ رات قیام کے بعد تینوں احباب واپس آ گئے۔ صوفی شیر محمد شاہ تو چھٹی ختم ہونے کے سبب واپس اپنی نوکری پہ چلے گئے لیکن چچا صاحب تین دن کے وقفے کے بعد صوفی بشیر صاحب کے ہمراہ دوبارہ نقیب آباد تشریف لے گئے۔ اس بار بھی حضرت صاحب سے ملاقات نہیں ہوئی۔ رات وہیں قیام کرنے کے بعد آپ واپس تشریف لے آئے اور پانچ دن کے وقفے کے بعد صوفی بشیر صاحب سے کہا، چلو چلتے ہیں۔ بشیر صاحب نے معذوری ظاہر کی تو آپ نے فرمایا: یار! چلتے ہیں، تیسرا [illegible] میں نے [illegible]۔ اس پہ بشیر صاحب بمشکل راضی ہوئے۔ دونوں بزرگان شب وہاں [illegible] نکلے اور نقیب آباد جا پہنچے لیکن اس بار بھی حضرت صاحب خانقاہ میں حاضر نہیں تھے۔ [illegible]

صاحب سفر سے واپس پہنچے اور موجود احباب سے ملاقات فرمائی. چچا صاحب شب بھر ایک کونے میں بیٹھے حضرت صاحب کے ارشادات سماعت فرماتے رہے. دوسرے دن نماز فجر کے بعد عرض گزار ہوئے کہ ہم ہرن والا سے بیعت ہونے کی نیت سے حاضر ہوئے ہیں. اس پر حضرت صاحب نے فرمایا: تم نے ہمیں رات کو بتانا تھا، ہم تمھیں سونے نہیں دیتے. چچا صاحب نے عرض کیا: سرکار! ہم تو ویسے ہی شب بھر نہیں سوئے. اور یوں ۱۹۶۶ء میں چچا صاحب، صوفی بشیر احمد شاہ اور صوفی محمد طفیل (یہ محکمہ زراعت میں بیل دار تھے)، ایک ساتھ بیعت ہوئے. صوفی طفیل کا زیادہ تر وقت آستانے پر ہی گزرا. وہ صاحب زادہ قدرت اللہ شاہ صاحب کا زمین داری میں ہاتھ بٹاتے تھے.(۲)

مجاہدات

کسی بھی بزرگ کے مجاہدوں کی تفصیلات کا بیان تصوف کی رو سے اخلاص کے منافی ہے. ایک صوفی کی ساری جدو جہد اپنے مالک کی رضا، خوش نودی اور قرب کے حصول کے لیے ہوتی ہے. مورخہ ۲۴ نومبر ۲۰۱۳ء کو مجاہدات کے بارے میں ایک سوال پر چچا صاحب نے فرمایا:

> ''ہمارے سلسلے میں اتباع شیخ کرنا ہی بنیادی مجاہدہ ہے. حضرت صاحب پہلے دن ہی بیعت کے بعد انسان کی حقیقت، اس کے ہونے کی غایت، خالق کے ساتھ اس کے تعلق کی نوعیت اور فنا و بقا کے اسرار بتا دیا کرتے تھے. ساتھ ہی یہ فرماتے یہ سب ابھی تمھیں سمجھ نہیں آئے گا لیکن اگر ذکر و فکر با قاعدگی سے کرتے رہے تو یہ سب آہستہ آہستہ تم پر کھل جائے گا. ہمہ وقت اس کی یاد، اس کے تصور میں رہنا، یہی تصوف کی روح بھی ہے اور سب سے بڑا مجاہدہ بھی. خلق خدا کی خدمت، خدا کی راہ میں مال کا خرچ کرنا، خدا کی راہ میں مشکلات کو خندہ پیشانی سے قبول کرنا، مجاہدات ہی کی شکلیں ہے. بندے کا ہر حال میں اپنے مالک کی رضا پہ راضی رہنا ہی سب سے بڑا مجاہدہ ہے.''(۳)

خلافت

بیعت ہونے کے تین سال بعد ۳۱ جنوری ۱۹۶۹ء/۱۲ ذیقعد ۱۳۸۸ھ کو شاہ مخلص الرحمان جہاں گیر کے سالانہ عرس کے موقعے پر بہ مقام نقیب آباد/قصور آپ کی خلافت کا اعلان کیا گیا. اسی سال صوفی اقبال جمیل شاہ، حضرت صاحب کی طرف سے سلسلے کا لباس لے کے آئے. اس موقعے

آپ کو سلسلے کا لباس پہنایا۔ بعدازاں آپ کو مسند پہ بٹھایا گیا اور یوں شب بھر محفل سماع ہوئی۔ قوالی کے لیے حضرت صاحب کے درباری قوال، صوفی محمد طفیل نقیبی قوال کو بلایا گیا تھا۔ چچا صاحب فرماتے ہیں: اس موقعے پہ کافی بڑے قد کا دنبا ذبح کیا گیا اور علاقے بھر کے پیر بھائیوں کی دعوت کی گئی تھی۔ اگرچہ آپ کا بنیادی سلسلہ تو سہروردیہ غزنویہ ہے لیکن مشائخ سلسلہ کی طرف سے رائج دیگر معروف سلاسل کی اجازات بھی حاصل ہیں۔ تمام اسناد ضمیموں میں دے دی گئی ہیں۔(۴)

صوفی اور شاہ کے القابات کا پس منظر

لفظ ''شاہ'' بادشاہوں اور فقراء کے لیے بہ طور لقب مستعمل رہا ہے۔ یہ فارسی زبان کا لفظ ہے اور بہ طور معاون بڑائی کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے، جیسے: سوار سے شاہ سوار، درہ اور شاہ درہ، راہ اور شاہ راہ وغیرہ۔ **فرہنگ آصفیہ** میں درج ہے:

> ''شاہ، ۱- اصل، جڑ ۲- مولا، خداوند، صاحب، آقا، مالک (چونکہ بادشاہ، رعایا کی جڑ اور اس کا آقا ہے اس سبب سے بادشاہ کے معنی میں مستعمل ہو گیا) ۳- بادشاہ، سلطان، راجا، ملک، راؤ ۴- فقیروں کا لقب، داتا، سوامی ۵- نوشہ، دولہا ۶- شاہ شطرنج کی کشت کرنے کو بھی شاہ کہتے ہیں اردو میں شہ اسی سے بنالیا ہے ۷- بڑا، کلاں، عظیم جیسے شاہ راہ، شاہ رگ، شاہ نائی، شاہ توت، شاہ کام وغیرہ ۹- تاش کے اس پتے کا نام جو بیگم سے کم اور سب پتوں سے بڑا ہوتا ہے۔''(۵)

برصغیر میں صوفیہ نے بطور لقب اس کا استعمال روا رکھا ہے بلکہ ماضی قریب سے علمائے کرام کے اسماء کے ساتھ بھی اس کا استعمال نظر آتا ہے۔ جیسے: مولانا شاہ رشید احمد گنگوہی، امام شاہ احمد رضا خان بریلوی اور مولانا شاہ اشرف علی تھانوی وغیرہ۔

سلسلہ سہروردیہ غزنویہ کے مشائخ کے ہاں پچھلی ایک صدی سے یہ روایت جاری ہے کہ جب وہ اپنے دست گرفتہ کو خلافت عطا فرماتے ہیں تو اسے صوفی اور شاہ کے القابات سے نوازتے ہیں۔ ایسے ہی چشتیہ نظامیہ سلسلے کی شاخ وارثیہ میں بھی یہ روایت اب تک موجود ہے کہ جب وہ کسی مرید کو احرام عطا کرتے ہیں تو اس کا اصلی نام تبدیل کر دیا جاتا ہے جیسے بدرالدین اوحت شاہ وارثی ہو گئے اور غلام حسنین بیدم شاہ وارثی کہلائے۔ اوحت شاہ وارثی نے اپنے ایک

دوھے میں اس کا ذکر کیا ہے:(۶)

گھٹ گھاٹی گھاٹ نہ اوگھٹ جانے نہ جانے کونو راہ
کرپا بھئی گورو وارث کی جو ہو گئے اوگھٹ شاہ

پیر مہر علی شاہ گولڑوی (یکم رمضان ۱۲۷۵-۲۶ صفر ۱۳۵۶ھ/۱۴ اپریل ۱۸۵۹-۱۱ مئی ۱۹۳۷ء) نے علی بخش واعظ قوال (۷) کو جو سند عطا کی اس پہ ان کے لیے تحریر کیا:

''یہ صاحب اس فن قوالی میں بے نظیر ہونے کے علاوہ بہ وجہ ذوق باطن لقب صوفی شاہ کے مستحق ہیں۔''(۸)

مولانا اشرف علی تھانوی (۵ ربیع الثانی ۱۲۸۰-۱۶ رجب ۱۳۶۵ھ/۱۹ ستمبر ۱۸۶۳-۲۰ جولائی ۱۹۴۳ء) نے برصغیر میں صوفیہ کے ہاں رائج اس رسم کی اصل ایک حدیث کو قرار دیا ہے۔ **رسم تبدیلی اسم، مناسب حال درویشی** کے عنوان کے تحت انھوں نے لکھا ہے:

''حضرت قیس بن ابی غرزہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ''سمار'' یعنی دلال کہلاتے تھے۔ حضور ﷺ نے ہم کو اس سے اچھے نام سے نام زد فرمایا کہ اے جماعت تاجروں کی! (وہ اچھا لقب یہی ہے) بیع وشرا میں گاہے لغو اور خلف کا اتفاق ہو جاتا ہے، تم لوگ اس میں صدقہ کی آمیزش کر دیا کرو۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے۔ (مشکوٰۃ:۱/ ۳۳۵)
فائدہ: بعض خاندانوں میں دیکھا ہے کہ بعد بیعت کے کسی مرید کو ایک نیا نام جس میں ''شاہ'' وغیرہ ہوتا ہے عطا فرماتے ہیں، مثلاً: برکت شاہ، رحمت شاہ وغیرہ، ذلک اس حدیث سے اس کا استنباط ممکن ہے۔ حضور ﷺ نے بجائے لقب ''سمار'' کے حالت موجودہ کے مناسب تاجر لقب عطا فرمایا۔''(۹)

یہاں ایک اور ایک غیر مصدقہ پہلو کی نشان دہی کرتا چلوں اگرچہ اس اطلاع کا زیر بحث عنوان سے بہ راہ راست کوئی تعلق نہیں۔ منصور احمد صدیقی رقم طراز ہیں:

''سلطان غیاث الدین بلبن نے حضرت بابا فرید الدین شکر گنج قریشی فاروقی کی ہدایت پر ایک شاہی فرمان جاری کیا تھا، جس میں یہ تحریر تھا کہ پہلے تین خلفا یعنی حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی کی اولاد اپنے اظہار نسب کے لیے اپنے نام کے شروع میں شاہ لکھا کریں۔ اور حضرت علی کی اولاد اپنے نام کے آخر میں شاہ لکھا کریں۔ چناں چہ برصغیر کے بہت سے

کیا مثلاً صدیقی، فاروقی اور عثمانی خانوادوں میں حضرت شاہ ولی اللہ، حضرت شاہ عبد القادر، حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، شاہ بلیغ الدین، شاہ احمد نورانی اور شاہ تراب الحق وغیرہ شامل ہیں۔'' (۱۰)

من تو شدم تو من شدی

مرشد اتے کیتا شاہ جی، تن من دھن قربان
ہر پل ''حضرت صاحب'' تائیں رکھدے وچ دھیان

(قمر اقبال جاذب)

چچا صاحب کی اپنے شیخ طریقت سے عقیدت، عشق، محبت اور اس پر استقامت سے عبارت ہے۔ آپ نے کبھی بھی حضرت صاحب کے حضور کسی مسئلے یا پریشانی کا اظہار نہیں فرمایا۔ حضرت صاحب نے جب بھی آپ سے پوچھا کہ تم نے کبھی کسی مسئلے یا پریشانی کا اظہار نہیں فرمایا، آپ ہمیشہ عرض گزار ہوتے: سرکار! آپ کے کرم کی بدولت مجھے کوئی مسئلہ ہی نہیں جو عرض کروں اور اگر کوئی مسئلہ ہو بھی تو اسے بھی آپ کی عطا سمجھتا ہوں اور [illegible] جب آپ کی [illegible] عطا پر راضی برضا رہنا ہی مشرب ارادت ہے۔

جیسا کہ عرض کر چکا ہوں، چچا صاحب کی اپنے شیخ سے ارادت اور اس پر استقامت مثالی درجے کی ہے۔ بابا صاحب فرمایا کرتے ہیں ایک وقت ایسا بھی آیا کہ حضرت صاحب سے [illegible] کئی خلفا کی ارادت میں خلل آ گیا تھا، اس وقت صرف ایک چچا صاحب ہی تھے جن کی ارادت جیسی تھی ویسی ہی رہی۔

بابا صاحب اور چچا صاحب دونوں لالہ صاحب سے محبت رکھتے تھے۔ جب حضرت صاحب اور لالہ صاحب میں اختلافات ہو گئے تو لالہ صاحب نے اس بارے میں چچا صاحب کو ایک دو بہت سخت مکتوبات لکھے جن میں چچا صاحب کی ارادت میں [illegible] بات پر بہت پریشان ہوئے کہ اختلاف کیوں ہو گیا؟ آپ نے بابا صاحب [illegible] سے بارے میں خط لکھا اور تنہائی میں اس مسئلے پر غور کرتے رہے۔ بابا صاحب [illegible] کوششوں سے سب لالہ صاحب اور حضرت صاحب کے درمیان اختلاف [illegible] تفصیلات سے ساتھ میں اپنی تالیف گوجر خان کے سہروردی مشائخ میں [illegible]

صاحب کی زندگی میں سب سے مشکل مرحلہ یہی تھا جب لالا صاحب اور حضرت صاحب کے درمیان بہ ظاہر فاصلہ پیدا ہو گیا تھا۔ چچا صاحب چوں کہ لالا صاحب سے بہت مانوس تھے اور اسی انس کے سبب ان کی ارادت کے متزلزل ہونے کا خدشہ بہ ہر حال موجود تھا لیکن یہاں بھی چچا صاحب نے یہی فرمایا: جو بھی عزیز ہے وہ حضرت صاحب کی وجہ سے ہی عزیز ہے۔

حضرت صاحب بھی ہمیشہ چچا صاحب پہ خصوصی اعتماد فرمایا کرتے تھے۔ ضلع بہاول نگر اور مضافاتی علاقوں میں جب بھی کسی قسم کا کوئی مسئلہ درآتا حضرت صاحب اس کے حل کی ذمے داری آپ ہی کو سونپتے۔ چچا صاحب، فخر العارفین شاہ عبدالحیٰ کے خلیفہ شاہ عبد القدیر بنارسی کا درج ذیل شعر اکثر ارشاد فرمایا کرتے ہیں:(۱۱)

شوق ہے گر حق پرستی کا تو سن اے بے خبر!
کر پرستش ذات مولا، دیکھ صورت پیر کی

چچا صاحب زسرتاپا اپنے شیخ طریقت کی محبت میں غرق ہیں۔ ایک بار آپ نے فرمایا:
''یہ بات معروف ہے کہ سوہنی کی بھابیوں نے پکے گھڑے کی جگہ کچا گھڑا رکھ دیا۔ رات جب وہ مہی وال سے ملنے گئی تو دریا پار کرتے ہوئے کچا گھڑا اگھل گیا۔ ایسی بات نہیں ہے۔ حضرت صاحب اس بارے میں فرمایا کرتے تھے: سوہنی تو بغیر گھڑے کے بھی مہی وال سے ملنے جایا کرتی تھی۔ بس اس دن جاتے ہوئے راستے میں اسے خیال آیا کہ مہی وال خوب صورت تو ہے لیکن اس کے چہرے پہ جو تل ہے اگر وہ نہ ہوتا تو ٹھیک ہوتا۔ اس خیال کے آتے ہی مہی وال کا تصور اس کے ہاتھ سے جاتا رہا اور جہاں تصور دوست ہاتھ سے گیا سمجھو وہیں کشتی عقیدت غرق ہوگئی۔ اسی لیے تو طرفہ نے کیا عجیب بات کہی ہے:

عقیدت میں بقدر ذرہ **طرفہ** جس کی فرق آیا
اسے تا عمر فیض مرشد کامل نہیں ملتا

ذرہ سے مراد وہ چھوٹے سے چھوٹا ذرہ ہے جو نظر نہیں آتا۔''

مورخہ ۲۶ جنوری ۲۰۱۲ء کو آپ بابا فرید کے مزار پہ تشریف لے گئے۔ آپ نے قوالوں کے ساتھ چادر چڑھائی اور چادر چڑھانے کے بعد صحن میں کچھ دیر قوالوں سے دو تین کلام بھی سنے۔ اس دوران لوگ جوق در جوق آپ سے ملتے رہے۔ واپسی پہ صوفی سعید احمد نقیبی (منچن آباد) نے آپ

نہیں سننے دی. اس پر آپ نے فرمایا:

''یہ لوگ ہمیں نہیں ملتے بل کہ یہ تو ہمارے حضرت صاحب کا ہاتھ ہے جو لوگ اپنے سروں پر رکھواتے ہیں، اس میں ہمارا کوئی کمال نہیں، ہمارے جیسے لوگ تو یہاں ہزاروں کی تعداد میں گھومتے پھرتے نظر آتے ہیں.''

۲۶ مارچ ۲۰۱۱ کو آپ اپنے خلیفہ صوفی مظہر فرید شاہ کی ہمشیرہ کی شادی پہ ہارون آباد تشریف لے گئے. وہاں بابا بلھا نام کے ایک درویش آپ سے ملے. وہ بابا نورولی سرکار (صادق آباد) سے بیعت تھے. وہ آپ سے عرض کرنے لگے: حضور! جتنا پیار، محبت اور شفقت مجھے اپنے مرشد سے ملا، ان کے بعد آپ سے ملا. اس پر آپ مسکرانے لگے اور فرمایا: ''اس میں ہمارا کوئی کمال نہیں یہ تو ہمارے پیر و مرشد کی نظرِ کرم ہے.''

شاہ رضوان اختر سہروردی نے گفتارِ شاہ امین میں نقل کیا ہے:

''مورخہ ۲۱ اگست ۲۰۱۱ کو سرکار کی خدمت میں حاضر ہوا تو سرکار نے فرمایا: ''میں کل دوپہر دو بجے کے قریب گھر آ کر لیٹ گیا تھوڑی دیر کے بعد نیند نے آ لیا، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک تخت بچھ جاتا ہے اور اس پر سفید چادر بچھی ہوئی ہے تخت پہ حضرت صاحب تشریف فرما ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ ہمارے پانچ چھ پیر بھائی بھی ہوتے ہیں، میں ان کو پہچان نہیں پاتا. وہیں حضرت صاحب جماعت کے لیے کھڑے ہوتے، میں بھی ایک کونے میں کھڑا ہوں، مجھے اشارہ کیا اور فرمایا اذان کہو کہ ایک لاکھ پچیس ہزار بار کلمہ شریف پڑھ کر منگوائیں. میں جب اذان کے لیے باہر نکلا تو اتنی تیز آندھی چل رہی تھی. میں اذان کہنے ہی لگتا ہوں کہ میری آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے ہیں اور اسی دوران میری آنکھ کھل جاتی ہے.'' سرکار نے مجھے ایک لاکھ پچیس ہزار بار کلمہ طیب کے ختم کا فرمایا اور ۲۶ رمضان کی شام ختم شریف کے بعد دعا فرمائی اور سب کو بیٹھے پہ افطاری بھی کروائی.''

بیعت لینے کا آغاز

چچا صاحب کا ارشاد ہے:

''حضرت صاحب نے کئی دفعہ فرمایا: دیکھو لڑکے! ہم کہتے ہیں کہ تم سلسلے کا کام کرو، میں ہر بار ہی عرض کر دیتا، جی حضور لیکن جو پہلے دو مرید ہوئے وہ بھی حضرت صاحب کا ہی کرم ہوا۔'' (۱۲)

آپ کے دامن سے وابستہ ہونے والے پہلے خوش نصیب ملتان کے جناب محمد صدیق تھے۔ وہ منڈی صادق گنج میں کپڑا فروخت کرنے آتے تھے۔ وہ جب بھی منڈی صادق گنج آتے چچا صاحب کی خدمت میں ضرور حاضر ہوتے۔ وہ جن صاحب کے گھر میں رہتے تھے وہاں جگہ کم تھی۔ ایک دن انھوں نے چچا صاحب سے عرض کیا: اگر اجازت ہو تو میں بھی یہیں سو جایا کروں، وہاں جگہ کم ہے؟ چچا صاحب نے فرمایا: ٹھیک ہے، یہاں چار پائیاں پڑی ہیں، سو جایا کرو۔ ان دنوں چچا صاحب شب کو آڑھت کی دکان پہ ہی سویا کرتے تھے۔ جناب محمد صدیق نے اول شب قیام کے بعد دوسرے دن صبح جناب محمد حیدر (۱۳) سے کہا: میاں جی کو کہو کہ مجھے مرید کر لیں۔ میاں جی تو سوتے ہی نہیں، ساری رات ذکر کرتے رہتے ہیں۔ جناب حیدر نے کہا: بھائی! میں نے تو اس سے قبل میاں جی کو کسی سے بیعت لیتے نہیں دیکھا اور نہ ہی سنا۔ خیر! دوسرے دن بہ تاریخ ۲۴ فروری ۱۹۸۱ء کو جناب محمد صدیق بیعت ہو گئے۔ وہ جب تک حیات رہے اپنے پیشوائے طریقت کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ ان کا ملتان میں ہی انتقال ہوا اور بعد از وفات ملتان میں ہی دفن کئے گئے۔ (۱۴)

دوسرے خوش نصیب جناب مہر دین (م: ۱۰ رمضان ۱۴۱۰ھ/ ۵ اپریل ۱۹۹۰ء) کا تعلق منڈی صادق گنج سے تھا۔ وہ بہ تاریخ ۳ جون ۱۹۸۱ء کو بیعت ہوئے۔ ان کے بیعت ہونے کی روداد یوں ہے: جناب مہر دین، چچا صاحب کی دکان کے قریب ہی گلی میں رہائش پذیر تھے۔ چچا صاحب کا ارشاد ہے:

''میں ایک دن دکان پہ بیٹھا تھا کہ اس [مہر دین] کا لڑکا آیا اور کہا: میاں جی! میرے ابو کو بہت تیز بخار ہے اور وہ آپ کا ہی نام لے رہے ہیں، آپ چلیں۔ جب میں وہاں پہنچا تو واقعتاً اسے بہت تیز بخار تھا، میں نے اسے پانی دم کر کے دیا۔ جنت اس نے پی لیا اس کی بیوی نے بتایا: میاں جی! یہ کہتا ہے کہ کل جب میں مسجد سے نماز پڑھ کے نکلا ہوں تو مجھے سامنے سے میاں صاحب شیر پر بیٹھے ہوئے نظر آئے اور جب میں اپنی گلی میں آیا تو یہاں بھی ایسا ہی منظر نظر آیا۔ میں

نے کہا: اللہ رحم کرے گا، اسے کچھ نہیں ہوگا۔

جناب مہر دین اندازاً نوے سال کی عمر میں فوت ہوئے اور منڈی صادق گنج میں بابا سندر والے قبرستان میں ان کی تدفین عمل میں لائی گئی۔ ان کے بیٹے اور پوتے آڑھت کے کاروبار سے وابستہ ہیں اور چچا صاحب کے کافی عقیدت مند ہیں۔ (۱۵)

۱۹۸۱ء تا ۱۹۸۵ء آپ نے کل آٹھ آدمیوں کو بیعت کیا۔ ان میں سے ایک کا تعلق ملتان اور بقیہ سات کا منڈی صادق گنج سے تعلق تھا۔ اس کے بعد اپریل ۱۹۹۹ء تک آپ نے کسی بھی مرید کو نہ بیعت نہیں لی۔ لمبے تعطل کے بعد ۱۰ مئی ۱۹۹۹ء کو صوفی محمد اکرم شاہ آپ سے بیعت ہوئے اور ان کے علاوہ دیگر چوبیس لوگوں سے بیعت لی۔ ۱۹۹۹ء میں بیعت ہونے والے چند حضرات جنہیں بعد ازاں خلافت سے بھی نوازا گیا ان کے اسماء یہ ہیں: صوفی محمد عمران شاہ (شیخ)، صوفی محمد عارف شاہ، صوفی ارشد ندیم شاہ اور صوفی پرویز اختر شاہ۔

سال ۲۰۰۰ء میں صرف دو حضرات آپ سے بیعت ہوئے جبکہ ۲۲ مارچ ۲۰۰۱ء [illegible] حضرات آپ کے دامن سے وابستہ ہوئے۔ ۲۰۰۱ء سے اب تک [illegible] بغیر کسی تعطل کے آپ [illegible] کو سلسلے میں داخل فرما رہے ہیں۔ آپ کا ارشاد ہے:

"اب تک نہ کبھی سلسلے کی اشاعت کے لیے [illegible] کبھی کسی کو یہ کہا کہ مجھ سے بیعت ہو جاؤ۔ کسی نے خود سے بیعت کی خواہش [illegible] کیا تو اسے داخل سلسلہ کر لیا۔"

چودھری عبدالحسین موضع مدی [illegible] (تحصیل [illegible] ضلع [illegible]) [illegible] ایک ریٹائرڈ پٹواری تھے۔ ۶ جولائی ۲۰۰۳ء [illegible] چچا [illegible] جو اپنی عمر کے آخری سالوں میں چچا صاحب سے بیعت ہوئے [illegible] اپنی موضع سے [illegible] انہوں نے [illegible] منڈی صادق گنج [illegible] مطابق [illegible] شعر [illegible] (۱۶)

[illegible]

[illegible]

سعید احمد دوسرے دن منڈی صادق گنج پہنچے اور چچا صاحب کی خدمت میں آنے کا سبب بیان کیا۔ چچا صاحب نے انھیں شعر کی تشریح بتائی اور ساتھ ہی ایک شعر سعید احمد کو لکھوایا کہ اسے چودھری صاحب کو سنا دینا:

مالا جپوں نہ نام لوں، مکھ سے کہوں نہ رام
رام ہمارا ہم کو جپے اور ہم کریں بسرام

سعید احمد نے مندرجہ بالا شعر چودھری صاحب کو سنایا اور یوں چودھری صاحب، آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ ہر حاضری پہ عرض گزار ہوتے: سرکار! مجھے کچھ سبق دیا کریں۔ چچا صاحب مسکرا دیتے اور فرماتے: (۱۷)

یہ تو گھر ہے پریم کا خالہ کا گھر نانہہ
سیس اتارے بھوئیں دھرے تب بیٹھے گھر مانہہ
سیس اتارے بھوئیں دھرے تا پر راکھے پانْو
داس کبیرا! یوں کہے، ایسا ہوئے تو آؤ

ایک دن چودھری صاحب نے عرض کیا: سرکار! میں تو اب آپ ہی کا تصور کرتا ہوں، آپ کا ہی دیا ہوا سبق پڑھتا ہوں مجھے اب آپ بیعت کرلیں۔ اس طرح وہ اپنی عمر کے آخری حصے میں بیعت ہوئے۔ چچا صاحب کا ان کے بارے میں ارشاد ہے: ان کا یقین بڑا کامل تھا، اس لیے وہ قلیل مدت میں ہی یقین کے اعلا درجے پر فائز ہو گئے تھے۔ (۱۸)

چچا صاحب کے مطابق: پیر اور مرید کا رشتہ جہاں روحانی ہے، وہیں مریدین پیر کے لیے اولاد کے مانند ہوتے ہیں۔ جیسے ہر آدمی اپنی اولاد کی تربیت میں کوتاہی نہیں کرتا ایسے ہی پیر کو اپنے مریدین کی تربیت میں کوشش اور محنت کرنا ضروری ہے۔ اور اس کے لیے ضروری ہے کہ دونوں ایک دوسرے کو بہ خوبی جانتے ہوں، پہچانتے ہوں اور پیر کو مرید کے احوال کی کامل آگہی ہو۔ اسی تناظر میں آپ نے یہ واقعہ سنایا:

''ایک بار سجادہ نشین صاحب [خواجہ صوفی محمد عظمت اللہ شاہ] کی یونٹ جنگی مشق پہ للیانی آئی ہوئی تھی۔ وہ اس وقت فوج میں میجر کے عہدے پہ تعینات تھے۔ میں آستانے پہ گیا تو اس بارے میں معلوم ہوا، ہمارا ملاقات کا ارادہ بن گیا اور ہم تین حضرات یعنی حبیب اللہ شاہ صاحب، ڈاکٹر اقبال جمیل اور میں ان سے

ملاقات کے لیے گئے۔ ملاقات پہ سجادہ نشین صاحب نے ایک واقعہ سنایا: ایک بار ہماری یونٹ خصوصی جنگی مشق کے سلسلے میں فورٹ عباس میں تھی۔ ایک دن صبح کے وقت میں نماز کی ادائیگی کے بعد ذکرِ خفی چار ضربی کر رہا تھا۔ ذکر سے فراغت کے بعد دیکھا کہ بوڑھا کچھ فاصلے پہ بہت غور سے مجھے دیکھ رہا ہے۔ میں نے اسے پاس بلایا، پرسشِ احوال کی۔ اس نے کہا: بیٹا! جو ذکر تم کر رہے تھے، یہی ذکر کئی سال پہلے مجھے میرے پیر نے تعلیم کیا تھا۔ میں نے اس سے اس کے پیر کا نام دریافت کیا تو اس نے بابا جی کا نام لیا۔ وہ بتانے لگا کہ ایک بار وہ اس طرف آئے تھے، ایک رات ہمارے ہاں قیام بھی فرمایا۔ مجھے سلسلے میں داخل کیا اور ایک کتابچہ بھی دے گئے تھے۔ میں نے اسے اپنا پتا لکھ کر دیا اور کہا کہ کسی وقت وہ کتابچہ میرے پاس لانا۔ کچھ دن بعد وہ کتابچے سمیت مجھے ملنے آیا اور کہنے لگا: مجھے نہیں معلوم کہ آج کل وہ کہاں ہیں؟ میں نے کہا اگر میں تمہیں تمہارے پیر سے ملوا دوں تو؟ اس نے بے تابانہ کہا: مجھے ان سے دوبارہ ملاقات کی بہت آرزو ہے۔ تم میری بکریوں لگالے اور اونٹنیوں کے ریوڑ سے چوتھی لے لو مگر مجھے [illegible] وہ پتا بتادو۔ میں نے اسے تاریخ بتائی کہ فلاں تاریخ کو آجانا، میں تمہیں ساتھ لے جاؤں گا اور ملاقات کرادوں گا۔ مقررہ تاریخ کو وہ اپنے ایک پوتے کے ہمراہ پہنچ گیا۔ میں اسے لے کے آستانے پہ آگیا، بابا جی سے شرف یاب ہوا۔ ایک بار [illegible] آپ سے ملاقات کے لیے آیا تب میں اس بات سے [illegible] بابا جی [illegible] بھی نہیں بتایا۔ میں یہ دیکھ کر حیران تھا کہ بابا جی سے [illegible] ہیں [illegible] آپ [illegible] سے [illegible] جاتے ہیں۔ مجھے یہ تحقیق تھی کہ [illegible] اس بات [illegible] آپ [illegible] میں [illegible] آپ [illegible] بابا جی [illegible] بابا جی سے [illegible] تو آپ نے اس [illegible] کئی [illegible] بکریاں کتنی ہوتی ہیں؟ اور مجھ سے فرمانے لگے [illegible] ۱۹ [illegible] پہلے سے [illegible] ہوا تھا جس کی [illegible] خیال نہیں [illegible] حضرت صاحب [illegible] بات تھے۔"

استغفار

[illegible] شیخ شہاب الدین [illegible] نے عوارف المعارف میں

سفر اور آدابِ سفر پہ تفصیل سے کلام کیا ہے۔ چچا صاحب نے بیرونی ممالک میں اب تک صرف سعودی عرب کا سفر کیا ہے اور وہ بھی ۱۹۹۰ء میں بہ سلسلہ حج۔ اس کے علاوہ پاکستان کے تینوں صوبوں پنجاب، بلوچستان اور سندھ نیز آزاد کشمیر میں بھی کئی بار تشریف لے گئے، البتہ ابھی تک خیبر پختون خوا میں نہیں جا پائے۔ ان دنوں بھی بہ سلسلہ عمرہ ۲۶ مارچ (۲۰۱۴ء) سے سعودی عرب میں ہیں۔ صوفی ولی محمد شاہ، صوفی محمد اکرم شاہ اور صوفی محمد حسین شاہ بھی آپ کے ہم راہ ہیں۔

جب تک حضرت صاحب حیات رہے آپ سال میں دو تین بار نقیب آباد کا سفر اختیار فرماتے۔ سالانہ عرس پہ تو باقاعدگی سے تشریف لے جاتے۔ اب بھی آپ کا یہی معمول ہے کہ آپ عرس کے تیسرے دن تشریف لے جاتے ہیں اور کچھ گھنٹے وہاں قیام کے بعد واپس تشریف لے آتے ہیں۔ ایسے ہی جب تک لالا صاحب حیات رہے، ان کے زیرِ اہتمام منعقدہ عرس میں شرکت کے لیے کوئٹہ کا سفر فرمایا کرتے۔ لالا صاحب کی وفات کے بعد ۱۹۹۲ء میں ان کے پہلے عرس میں شریک ہوئے اور ایسے ہی ۱۹۹۵ء میں آخری بار ان کے عرس میں شرکت فرمائی۔

اسی طرح بابا صاحب جب تک کشمیر میں مقیم رہے آپ ان کے پاس تشریف لے جاتے رہے۔ اور اب بھی سالانہ عرس منعقدہ بہ مقام نڑالی (تحصیل: گوجر خان) میں شرکت کے لیے تشریف لے جاتے ہیں۔

شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا کے مزار پہ پہلی بار آپ ۱۹۵۵ء میں تشریف لے گئے، تب سے اب تک کئی بار وہاں حاضری کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ کا معمول ہے کہ سال میں کم از کم ایک بار ضرور بابا فرید الدین مسعود کے مزار پہ تشریف لے جاتے ہیں۔ ایسے ہی خواجہ نور محمد مہاروی کے مزار پہ حاضری کے لیے اکثر اوقات چشتیاں تشریف لے جاتے ہیں۔ ۲۰۰۸ء میں آپ خواجہ غلام فرید کے مزار پہ حاضری کے لیے کوٹ مٹھن تشریف لے گئے۔

چچا صاحب، لالا صاحب اور بابا صاحب ہر سہ بزرگان پھوپھا صاحب خواجہ صوفی لعل محمد شاہ کے زیرِ اہتمام عرس میں شرکت کے لیے حیدر آباد تشریف لے گئے۔ عرس کے اختتام پہ حضرت صاحب کراچی کے لیے عازمِ سفر ہوئے اور چلتے وقت ہر سہ حضرات اور دیگر وابستگان سے فرمایا: لڑکو! حضرت لعل شہباز قلندر کے ہاں جا کر چادر چڑھا آؤ۔ یہ تینوں بزرگان، صوفی اسلم کمال شاہ، صوفی محمد حیات شاہ، صوفی عبدالغنی شاہ وغیرہ کوئی درجن بھر صوفیہ حضرات سیوہن روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کر چادر چڑھائی اور فاتحہ پڑھی۔ چچا صاحب فرماتے ہیں: وہاں ایک گھڑی ساز شبیر احمد

لاکھا کی دکان تھی، وہ ہم پیر بھائیوں کے آپسی پیار سے بہت متاثر ہوا، بہ اصرار ہمیں اپنی دکان پہ لے گیا اور چائے سے ہماری تواضع کی۔ ہم نے اسے دعوت دی کہ تم بھی ہماری ہاں آؤ تا کہ تمھیں پنجاب کی سیر کرائی جائے۔ وہ ہنس کے کہنے لگا: سائیں! میں حیدر آباد بھی جاؤں تو میری ماں پریشان ہو جاتی ہے، کہاں پنجاب اور کہاں میں۔ اس سے کافی عرصے تک خط و کتابت رہی۔ ایسے ہی چچا صاحب، بابا صاحب اور لالا صاحب ہر سہ بزرگان نے حضرت سلطان باہو کے مزار پہ حاضری کے لیے بھی اکٹھے سفر کیا تھا۔

اسی طرح آپ کا معمول ہے کہ ہر سال ۱۰ محرم سے پہلے اپنے استاد سید روشن علی شاہ کے مزار پہ فاتحہ خوانی فرماتے ہیں اور اس کے بعد مہان والا تشریف لے جاتے ہیں۔ مہان والا میں اپنی پھوپھی صاحبہ اور ان کے دونوں بیٹوں کی قبور پہ فاتحہ خوانی کے بعد اپنے والد گرامی کی قبر پہ موضع ارڑاں والا پہنچتے ہیں، بعد از فاتحہ بستی سوکھا ں تشریف لاتے ہیں۔ وہاں اپنی بڑی والدہ صاحبہ، دونوں بھائیوں اور دیگر اہل خاندان کی قبور پہ فاتحہ خوانی کرتے ہیں۔ کچھ وقت متعلقین کے ساتھ گزارنے کے بعد واپس گھر تشریف لے آتے ہیں۔

ایسے ہی سال میں چند ایک بار صوفی محمد یٰسین شاہ صاحب بورے والا تشریف لے جاتے ہیں۔ اکثر ایک آدھ دن وہاں قیام ہوتا ہے اور کبھی اسی دن واپس تشریف لے آتے ہیں۔

ذوق مطالعہ

آپ کو ابتدا ہی سے مطالعے کا شوق رہا ہے۔ ایک سوال کے جواب میں فرمایا:

"ابتدائی ایام میں ماسٹر شاہ محمد صاحب کے پاس ایک کتاب آئی ہوئی تھی، وہ کئی مرتبہ پڑھی۔ وہ حکایات اولیاء پر مشتمل ایک [illegible] کتاب تھی۔ محمد شفیع [illegible] کتاب [illegible] والی راماین منظوم [illegible] (۱۹) بعد ازاں [illegible] فارسی اور ہندی [illegible] خاصی طویل ہے۔"

دیگر کتب میں جو زیادہ زیر مطالعہ رہتی ہیں: عوارف المعارف، کشف المحجوب، فوائد الفواد، اسرار حقیقی، سیف الملوک، دیوان غلام فرید، علامہ محمد اقبال کے مجموعہ ہائے کلام شامل ہیں۔

راقم الحروف نے بھی مختلف اوقات میں کچھ کتب (**کلیات اصغر گونڈوی، نگار صادق** از صادق دہلوی، **بغاوت** از درشن سنگھ آوارہ) آپ کے مطالعہ کے لیے پیش کیں جن کا آپ نے اہتمام سے مطالعہ فرمایا۔ ایسے ہی کئی بار راقم کو کچھ کتب عنایت فرمائیں، جن میں خواجہ عبدالحکیم نوری کی منظوم پنجابی تالیف **بیعۃ الرضوان** کا جنرل برقی پریس جالندھر کا مطبوعہ نسخہ اور یحییٰ بھائی اے حسدن والا کا شعری مجموعہ **مضراب غم** (دہلی، حالی پبلشنگ ہاؤس، اپریل ۱۹۵۹ء) شامل ہیں۔

بیٹھک

منڈی میں عجب ماحول ہوتا ہے، ادھر اناج آ رہا، ادھر ٹرالیوں اور ریڑھوں سے اتارا جا رہا ہے، ایک سمت پلے دار اناج تول رہے ہیں، دوسری طرف اسے صاف کیا جا رہا، ایک اور مقام پہ بوریاں بھری جا رہی ہیں، کوئی بوریوں کے اوپر بیٹھا ہے، کوئی نیم کے سائے میں رکھے گھڑوں سے اپنی پیاس بجھا رہا ہے، کوئی منشی سے بھاؤ پوچھ رہا ہے تو کسی کو روپے لینے کی جلدی ہے۔ عجیب چل چلاؤ کا سلسلہ ہوتا ہے۔ ایسے ماحول میں چچا صاحب ایک سمت موڑھے پر تشریف فرما ہوتے ہیں۔ [illegible] کئی موڑھے دھرے ہوتے ہیں اور ان کے وسط میں حقہ رکھا ہوتا ہے۔ آپ صبح کی نماز اور وظائف کے بعد منڈی میں تشریف لے آتے ہیں اور کسی بھی موڑھے پہ تشریف فرما ہوتے ہیں، ان کے ساتھ ہی محلے سے آہستہ آہستہ حضرات آتے ہیں اور سلام کر کے بیٹھتے جاتے ہیں۔ حقے کی نال کا دور اور گفتگو شروع ہو جاتی ہے۔ حالات حاضرہ، اجناس کی کیفیت، بھاؤ، دینی، [illegible] پہ گپ شپ چلنے کا دور جوں جوں سوریہ پورب سے اگنے لگتا ہے سبھی ایک [illegible] اپنے اپنے کاموں کو روانہ ہو جاتے ہیں۔ پھر دن بھر وہی سلسلہ اناج کی آمد، بھاؤ [illegible] کے بعد پھر [illegible] عشا کی نماز تک اور کبھی کبھار عشا کی نماز کے بعد بھی، [illegible] حالات، احوال، کام کاج کی رودادیں اور حقے کی نال کا گھڑی کی سوئیوں کے طور [illegible] رہتی ہیں۔ اس بیٹھک کے مستقل اراکین میں محمد شریف، عبدالجبار، شیر محمد، مہر دین، [illegible] بابا عبداللہ وغیرہ تھے، یہ سبھی اسی محلے کے رہائشی تھے۔ اس مجلس کا ایک اہم [illegible] تھا، [illegible] میراثی کی بیوی فوت ہوگئی تھی۔ اسے اپنی بیوی سے بہت محبت تھی اور [illegible] خوب رو بھی تھی۔ یہ جہاں بھی جاتا اسے ساتھ لے جاتا تھا یعنی ایک پل بھی اس کی فرقت اسے گوارا نہیں تھی۔ [illegible] کی آواز میں سوز بہت تھا اور شاید یہ بیوی کے فراق کا بھی [illegible] اپنی شریک حیات کی وفات پہ پنجابی میں ایک مرثیہ بھی لکھا تھا۔ چچا صاحب بتاتے

ہیں: جب بھی وہ لہر میں ہوتا تو وہ مرثیہ کچھ اس طور گایا کرتا تھا کہ اپنے ساتھ ساتھ ہمیں بھی رلا دیا کرتا تھا. اس کا ایک مصرعہ کچھ یوں تھا:

توں بول بھاویں نہ بول، اساں تنوں بلاندیاں رہناں ایں

ایک اور اہم رکن عبدالرزاق بھی تھا سب اسے ناتھ کہہ کر بلاتے تھے. وہ بہت سریلا تھا. وہ بغیر کسی لوبھ کے سنایا کرتا تھا. لالا صاحب جب منڈی صادق گنج تشریف فرما ہوتے تو اس سے کسی سماعت فرمایا کرتے تھے بعض اوقات وہ اسے کوئی نہ کوئی کلام لکھ دیتے تھے جسے وہ یوں گاتا کہ لالا صاحب اور دیگر حضرات نہال ہو جاتے تھے. لالا صاحب اکثر اس سے سیماب اکبر آبادی کی یہ غزل سماعت فرمایا کرتے تھے اور کبھی کبھی ان پہ شدید گریہ طاری ہو جاتا تھا:

کلیجے میں بہت ڈھونڈا کہاں تو نے نشاں رکھ دی
پرائی چیز تھی اے درد! بتلا دے کہاں رکھ دی
مرا سر ان کے قدموں میں جھکا تو کر دیا سجدہ
ہماری چیز تھی ہم نے جہاں چاہی وہاں رکھ دی

راقم الحروف کو بھی بارہا اس مجلس میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا ہے اور چچا سے [illegible] سے ماں اور بیوی کے فراق میں کہا گیا مرثیہ سننے کا بھی اتفاق ہوا ہے. اس محفل میں چچا صاحب کو نہایت کم کلام کرتے ہوئے دیکھا البتہ باقی احباب خوب گفتگو کرتے ہیں. [illegible] اراکین میں محمد بشیر سیال، ولی ملک، محمد حسن، میاں محمد [illegible] شامل ہیں.

زبان خلق

وارثیہ سلسلے سے وابستہ حاجی وارث علی شاہ (۱۸۱۹ سے [illegible] ۱۹۰۵ [illegible]) کا ایک ارشاد ہے:

"بڑی بات یہ ہے کہ تم اپنی ہستی میں نیست ہو جاؤ" (۲۰)

چچا صاحب حاجی وارث علی شاہ [illegible] ہیں جن کا بلاتفریق مذہب و ملت سبھی احترام کرتے ہیں. آپ کی روایت ہے [illegible] شاید ہی کوئی ایسا ہو [illegible] میاں صاحب [illegible] سے دوست اور چچا جان صوفی نذیر احمد شاہ ([illegible]) کا آپ [illegible]

"آپ بچپن سے ہی بہت خوب [illegible]

رہی، ابتدا سے ہی نہایت صفائی پسند واقع ہوئے ہیں. طبعاً غنی ہیں. جب حضرت صاحب اس علاقے کے دورے پہ تشریف لاتے تو ان کے شایان شان استقبال کرتے، تمام اخراجات خود ہی برداشت کرتے. ایسے ہی پیر بھائیوں، پڑوسیوں، برادری اور مستحقین کے ساتھ حسن خلق سے پیش آتے اور حتی الامکان ان کی خدمت و مدارات کرتے ہیں.''

صورت ورگی سیرت پائی، پاک جوانی ساری
مرشد دے فیضانوں کیتا، درس محبت جاری
(قاسم اقبال جلالی)

ذوق سماع

چچا صاحب کے جد امجد چشتیہ سلسلے میں میاں علی محمد خاں چشتی سے بیعت تھے اور چشتیہ سلسلے میں سماع کا رواج عام ہے. آپ کے دادا صاحب کا کس حد تک سماع یا موسیقی سے شغف تھا، اس بارے میں تو نہیں معلوم ہوا، البتہ آپ کے والد گرامی میاں نور حسن کا سماع اور موسیقی سے خاصا لگاؤ تھا. وہ بھی میاں علی محمد خاں سے بیعت تھے اور ہر سال مموں کھیڑے سے پاک پتن میں بابا فرید الدین مسعود اجودھنی کے سالانہ عرس میں شرکت فرمایا کرتے. چچا صاحب بتاتے ہیں:

''والد صاحب بتایا کرتے تھے. ایک بار پاک پتن عرس پہ ریاست بیکانیر سے موٹی موٹی پگڑیاں سروں پہ باندھے ہوئے اور پرانے کپڑوں میں ملبوس قوالوں کی ایک پارٹی آئی قوالوں کا نام موتی اور جوتی تھا. اس زمانے میں پیدل سفر ہوتے تھے، انھوں نے دیوان صاحب سے گزارش کی کہ ہمیں بھی وقت دیا جائے، ہم بہت دور سے آئے ہیں. خیر! دوسرے دن دیوان صاحب نے انھیں اجازت دے دی. انھوں نے جب گٹھڑیوں سے آلات سماع نکالے تو سبھی ان پر ہنسنے لگے. کچھ تو ان کی ہیئت ہی ایسی تھی اور دوسرے طبلے پکی ہوئی مٹی کے تھے. اتنے میں انھوں نے سارنگیاں نکالیں تو سبھی چونکے. انھوں نے ساز کھولے اور جب سازینہ شروع کیا تو گویا سبھی کو سکتہ طاری ہو گیا. بعد ازاں انھوں نے موقعے کی مناسبت سے بہزاد کا لکھنوی کی معروف غزل چھیڑی، یعنی:

ورنہ کہیں تقدیر تماشا نہ بنا دے

تو سماں باندھ دیا، ایسے لگتا تھا کہ پاک پتن کے ہر گھر میں قوالی ہو رہی ہے. طبلے کی تھاپ تو گویا سیدھے دل پہ پڑتی تھی جب انھوں نے اسی غزل کا یہ شعر:

اے دیکھنے والو! مجھے ہنس ہنس کے نہ دیکھو
تم کو بھی محبت کہیں مجھ سا نہ بنا دے

پڑھا اور اس پہ گرہیں لگانی شروع کیں تو محفل میں ایک اودھم مچ گیا. دیوان صاحب نے محفل کے اختتام پہ ان کو پگڑی عطا کی اور یوں وہ ہر سال پاک پتن آنے لگے. کچھ عرصے بعد جوتی کی شادی مموں کھیڑہ کے قریبی گاؤں سے ہوئی اور یوں سال میں ایک دو بار موکھیڑہ میں بھی سماع کا اہتمام ہو جایا کرتا."

ہجرت کے بعد ہارون والا میں آپ کے استاد سید روشن علی شاہ کے ہاں [illegible] ختم شریف محفل سماع کا اہتمام ہوا کرتا تھا، جس میں آپ بھی شرکت فرمایا کرتے. محمد حسین بہاول نگری قوال (۲۱) کے ماموں غلام محمد فیروزپوری قوال واحمد بخش قوال (تمیذ [illegible] قوال) [illegible] پڑھا کرتے تھے. سید روشن علی نے چونکہ آپ کو بیٹا بنایا ہوا تھا سو ہر محفل میں آپ کی شرکت بھی لازم ہوتی. یہ تھا وہ پس منظر جس میں چچا صاحب کا ذوق سماع نمو پذیر ہوا.

چچا صاحب، بابا صاحب اور ابا صاحب [illegible] بزرگان [illegible] یکساں ذوق سماع [illegible] رہے ہیں. تینوں ہی امان اللہ نظامی قوال کو بالخصوص اور اس کے بعد [illegible] قوال [illegible] سنا کرتے تھے. ایک سوال کے جواب میں کہ آپ [illegible] قوال [illegible] آپ نے فرمایا:

"امان قوال امان واللہ ہی کے [illegible] آتے تھے اور [illegible] یوں کہ وہ انھیں پسند تھے سو [illegible] ہو گیا."

چچا صاحب کے ذوق سماع کے بارے میں [illegible]

"[illegible] ذوق سماع بہت اعلیٰ ہے. آپ زیادہ تر [illegible] فرماتے ہیں. محفل سماع کے دوران [illegible] کیفیت ہو جائے تو قوال سے [illegible] تشریف لے جاتے ہیں [illegible]

بعض اوقات تو زار و قطار رونے لگتے ہیں. ۲۰۰۸ء میں بہ مقام منڈی صادق گنج میں محفل سماع کے دوران جب محمد حسین بہاول نگری قوال نے فنا بلند شہری کا درج ذیل شعر پڑھا تو آپ نے کافی دیر تک اس پر حال کھیلا:

اے نسیم سحر! جا ترا شکریہ، موسم گل کا نہ مجھ کو پیغام دے
میں نہ جاؤں گا اب اس چمن میں کبھی جس چمن میں مرا آشیاں لٹ گیا

عرس والے دن سرکار بہت خوش ہوتے ہیں، طبعیت مبارکہ میں ایک عجیب کیف اور انبساط سا ہوتا ہے. سرکار کو جگر مراد آبادی کا یہ کلام بہت مرغوب ہے، آپ فرماتے ہیں یہ کلام نفیس سلیمی قوال بہت اچھی دھن میں گایا کرتے تھے. آپ اب محمود صابری قوال سے یہی کلام نفیس کی دھن میں رغبت سے سماعت فرماتے ہیں:

بتا دوں عشق میں دیوانہ بن جانے سے کیا ہو گا
وہ بے پردہ ملیں گے پردہ دیوانے سے کیا ہو گا

محمود صابری قوال و ہم نواسے استاد قمر جلالوی کی یہ غزل بارہا سماعت فرمائی اور ہر بار ہی اس پر آپ کو حال آیا:

اس تیرے سر کی قسم فرق سر مو بھی نہیں
جس قدر ہم ہیں پریشاں تیرے گیسو بھی نہیں

قمر جلالوی کی ایک اور غزل بھی آپ کو بہت پسند ہے:

مریض سوز غم اے چارہ گر! کب بچنے والے ہیں
کہ ہر آنسو کی رنگت کہہ رہی ہے دل میں چھالے ہیں

اسی طرح ایک بار سودائی ٹونکی کے اس شعر پہ سرکار کو نہایت زور کی کیفیت طاری ہوئی:

لگائی تھی جو تم نے آگ اس کو مدتیں گزریں
دھواں اب تک اٹھا کرتا ہے دل سے آہِ سوزاں کا

اس غزل کا مطلع اول کچھ یوں ہے:

خدا حافظ ہے سودائی ہمارے عہد و پیماں کا
کہ اک کافر سے سودا کر لیا ہے دین و ایماں کا

سرکار کو شعرا میں فنا بلند شہری کا کلام زیادہ پسند ہے اور پاک پتن میں ان سے کئی

امان قوال ہمارے پاس آیا، اس کے ساتھ ایک صاحب تھے، ہم سمجھے شاید یہ کوئی نیا ہم نوا ہے۔ ہم نے امان سے کہا کہ آج کلام کچھ خاص نہیں تھا۔ دوسرے دن امان نے بالکل نیا اور بہت عمدہ کلام پڑھا، سب کو بہت کیفیت ہوئی اور محفلِ سماع میں ایک اودھم مچ گیا۔ محفل کے اختتام پہ امان قوال ہمارے پاس آیا تو اس کے ساتھ وہی رات والے صاحب تھے۔ وہ کہنے لگے: سرکار! آج تو کلام پسند آیا ہے ناں آپ کو؟ ہم نے کہا: آج تو بہت عمدہ کلام تھا۔ اس پر وہ کہنے لگے، رات آپ نے امان بھائی کو طعنہ جو دیا تھا کہ کوئی خاص کلام نہیں تھا، اس پر میں نے تازہ کلام لکھ کے دیا کہ امان بھائی یہ کلام پیش کرو، دیکھو پھر کیا ہوتا ہے۔ اس پر معلوم ہوا کہ یہ صاحب تو فنا بلند شہری ہیں جن کے کلاموں سے ہم اب تک لطف اندوز ہوتے رہے ہیں۔" (۲۲)

چچا صاحب اکثر اوقات دورانِ گفتگو سماع کے بارے میں کلام فرمایا کرتے ہیں اور بعض حضرت صاحب کی محافلِ سماع کے احوال ارشاد فرماتے ہیں۔ راقم کے حافظے میں سماع سے متعلق آپ کے کئی ارشادات محفوظ ہیں۔ ذیل میں تین ملفوظ پیشِ خدمت ہیں۔ [illegible] نے ہمیں ایک بار دورانِ گفتگو فرمایا:

"ایک بار دوتھان (آزاد کشمیر) میں محفلِ سماع ہو رہی تھی۔ طفیل قوال ایک کلام پڑھ رہا تھا، جب اس نے یہ شعر پڑھا:

شبِ غم کی تنہائیوں کا ہو دل اس سے کوئی پوچھے
تیری یاد [illegible]

تو حضرت صاحب [illegible] کیفیت ہوئی [illegible] قطب صاحب (خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ) [illegible] جب تک اس شعر کی تکرار ہوتی رہی، اسی شعر کی تکرار میں [illegible] آئے بھائی صاحب [illegible] صاحب ابھی اس محفل میں موجود تھے۔ حضرت صاحب کی کیفیت [illegible] فرمایا: اللہ اللہ! یہ تو [illegible] جماعت ادا کی۔"

یہاں ایک وضاحت مفید ہوگی کہ **صحیح مسلم** میں ایک حدیث مختلف طرق سے موجود ہے جس کے مطابق آں حضورﷺ نے ایک سفر کے دوران بہ سبب نیند طلوعِ آفتاب کے بعد نماز فجر ادا فرمائی۔ احادیث کے دیگر مجموعوں میں بھی یہ حدیث آئی ہیں۔ **صحیح مسلم** میں ہے:

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ جب غزوہ خیبر سے واپس لوٹے تو (واپسی کے سفر میں) ایک رات چلتے رہے، یہاں تک کہ آپ کو اونگھ آ گئی تو آخر شب میں اترے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آج رات تم ہمارے لیے پہرہ دو۔ چناں چہ بلال رضی اللہ عنہ حسب مقدور نماز پڑھتے رہے۔ رسول اللہﷺ اور صحابہ سو گئے، جب فجر کا وقت قریب ہوا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ اپنی سواری سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے مشرق کی طرف منہ کر کے (تھوڑا سا ستانے کی غرض سے) بلال رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں نیند کا غلبہ ہو گیا اور ٹیک لگائے لگائے (سو گئے)۔ پھر نہ تو رسول اللہﷺ بیدار ہوئے اور نہ ہی بلال اور نہ ہی کوئی اور صحابہ، پھر جب ان پر سورج کی شعاعیں پڑیں تو بیدار ہوئے۔ سب سے پہلے رسول اللہﷺ بیدار ہوئے تو گھبرا گئے (کہ نماز قضا ہوگئی) چناں چہ آپﷺ نے فرمایا: اے بلال! حضرت بلال رضی اللہ عنہ (اٹھ کھڑے ہوئے اور) فرمایا: میری جان کو بھی اسی ذات نے پکڑ لیا جس نے آپ کو پکڑا، یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ اونٹوں کو ہانکو، انھوں نے اونٹوں کو کچھ (دیر یا دور) ہانکا۔ پھر حضورﷺ نے وضو کر کے بلال کو حکم دیا تو انھوں نے اقامت کہی پھر سب کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی، جب آپﷺ نماز سے فارغ ہو گئے تو فرمایا: ''جو شخص بھول جائے نماز پڑھنا (وقت پر) تو جب یاد آئے پڑھ لے کیوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: ''میرے ذکر کے لیے نماز قایم کرو۔ یونس کہتے ہیں کہ ابن شہاب زہری اس آیت میں للذکریٰ کے بجائے للذکری پڑھتے تھے (یاد کے لیے)۔''(۲۳)

اسی طرح ایک بار کراچی میں ہونے والی محفل سماع کا واقعہ یوں سنایا:

''حضرت صاحب نے عمرے کے لیے سعودی عرب تشریف لے جانا تھا۔ کراچی آستانے پہ محفل سماع ہوئی، امان قوال تھا، حضرت صاحب کچھ وقت کے بعد کمرے میں تشریف لے گئے اور لالا جی کو مسند پہ بٹھا گئے۔ اتنے میں امان

اپنے مریضِ غم سے وہ یہ کہہ کے چل دیے
اللہ پھر ملائے گا گر زندگی رہی

تو تمام محفل میں ایک کہرام سا مچ گیا، سب کو اتنے زور کا حال آیا کہ حضرت صاحب اپنے کمرے سے محفل میں تشریف لے آئے، اہلِ محفل پہ ایک نگاہ ڈالی اور مسکرا کر واپس تشریف لے گئے۔ صبح دم جب حضرت صاحب ہوائی اڈے کے لیے رخصت ہونے لگے تو لالا جی سے پشتو میں ہنس کے استفسار فرمایا: "لالا! رات کیا ہو گیا تھا سب کو؟" لالا جی نے جواب میں ہنس کے عرض کیا: "ان سب کی ماں مر گئی تھی، رات کو تار آیا تھا۔" حضرت صاحب مسکرا کر رخصت ہو گئے۔"

سماع سے متعلق تیسرا واقعہ پاک پتن کا ہے۔ بابا فرید کے سالانہ عرس پہ محفلِ سماع کے دوران یہ واقعہ پیش آیا۔

"امان اللہ قوال نے پاک پتن میں چاشت کے وقت راجپوتی صوفی شاعر عاقل ریواڑوی کی غزل پڑھی۔ جب اس نے مقطع کا پہلا مصرعہ [illegible] بار بار اسے دہرایا یعنی:

ارادہ ہے اس [illegible]

تو لالا جی نے ہم (مجھے اور بھائی صاحب) سے [illegible] اس دنیا میں [illegible] امان قوال نے [illegible] دوسرا مصرعہ پڑھا یعنی:

چل اے دل [illegible]

امان اللہ نے دوسرا مصرعہ پڑھا [illegible] نے نعرہ [illegible] قوال [illegible] جب ہم [illegible] رہے تھے [illegible] تم نہیں [illegible] اپنے [illegible] ہوئے

یہاں مختصراً ایک اور واقعہ [illegible]

ایک بار یہ بتایا تھا کہ پاک پتن میں ہی، میں نے حضرت صاحب کے سامنے عاقل کا یہی کلام پیش کیا. جب میں نے اس غزل کا مقطع:

گئے جب گلستاں میں **عاقل** سے وحشی تو صیاد اہل گلستاں سے بولا
نکالو انھیں جلد صحن چمن سے، یہ وحشی چمن کو بیاباں کریں گے

پڑھا تو اس پر حضرت صاحب مسکرا کر فرمانے لگے: اس کے ساز اٹھواؤ اور اسے باہر نکالو یہ سارے چمن کو اپنی قوالی سے بیابان بنادے گا.

ذیل میں چچا صاحب کے چند پسندیدہ کلام نقل کیے جاتے ہیں:

تنم فرسودہ جاں پارہ ز ہجراں یا رسول اللہ
دلم پژمردہ آوارہ ز عصیاں یا رسول اللہ
چوں سوے من گزر آری من مسکیں ز ناداری
فدائے نقش نعلینت کنم جاں یا رسول اللہ
ز جامِ حب تو مستم بزنجیر تو دل بستم
نمی گویم کہ من ہستم سخنداں یا رسول اللہ
ز کردہ خویش حیرانم سیاہ شد رو زعصیانم
پشیمانم پشیمانم پشیماں یا رسول اللہ
چوں بازوے شفاعت را کشای بر گنہگاراں
مکن محروم **جامی** را در آں آں یا رسول اللہ

(مولانا عبدالرحمان جامی)

بتا دوں عشق میں دیوانہ بن جانے سے کیا ہو گا
وہ بے پردہ ملیں گے پردہ دیوانے سے کیا ہو گا
''ملے گی شیخ کو جنت ہمیں دوزخ عطا ہو گا
بس اتنی بات ہے جس کے لیے محشر بپا ہو گا''
ہمیں معلوم ہے ہم سے سنو محشر میں کیا ہو گا
سب اس کو دیکھتے ہوں گے وہ ہم کو دیکھتا ہو گا
یہ نسبت عشق کی بے رنگ لائے رہ نہیں سکتی

سمجھتا کیا ہے تو دیوانگانِ عشق کو زاہد!
یہ ہو جائیں گے جس جانب اسی جانب خدا ہو گا

یہ مانا بھیج دے گا ہم کو محشر سے جہنم میں
مگر جو دل پہ گزرے گی وہ دل ہی جانتا ہو گا

جگر کا ہاتھ ہو گا حشر میں اور دامنِ حضرت
شکایت ہو کہ شکوہ جو بھی ہو گا برملا ہو گا

(جگر مرادآبادی)

نسیمِ صبح گلشن میں کسی سے کھیلتی ہو گی
کسی کی آخری ہچکی کسی کی دل لگی ہو گی

تمھیں دانستہ محفل میں جو دیکھا ہو تو مجرم ہوں
نظر آخر نظر ہے بے ارادہ اٹھ گئی ہو گی

بتا دوں گا سرِ محفل دکھا دوں گا سرِ محشر
وہ میرے دل میں ہوں گے اور دنیا دیکھتی ہو گی

سبب کچھ تو ہے آنکھیں جو کھلی ہیں مرنے والے کی
نگاہِ شوق شاید ان کا رستہ دیکھتی ہو گی

چلے جاتے ہیں پی کر میکدے سے یہ خبر والے
ہماری رات تو ساقی کے قدموں میں بسر ہو گی

قیامت میں ترا داغِ محبت لے کے اٹھوں گا
کھچے گی تری تصویر اس دل ہی میں ہو گی

مزا آ جائے گا محشر میں کچھ سننے سنانے کا
زباں تو میری ہو گی اور کہانی آپ کی ہو گی

تعجب کیا لگی جو آگ اے سیماب! سینے میں
ہزاروں دل میں انگارے بھرے تھے لگ گئی ہو گی

(سیماب اکبرآبادی)

نہ جاؤ گھر ابھی تو رات ہے بادل بھی کالے ہیں
اذاں سمجھے ہو تم جس کو کسی بیکس کے نالے ہیں
مریض سوز غم اے چارہ گر! کب بچنے والے ہیں
کہ ہر آنسو کی رنگت کہہ رہی ہے دل میں چھالے ہیں
تری نیچی نظر ظالم! مسیحا بھی ہے ظالم بھی
ہزاروں کو جلایا ہے ہزاروں مار ڈالے ہیں
مریضوں کا دم آنکھوں میں ہے وہ ہیں محو آرائش
وہاں ہونٹوں کی لالی ہے یہاں جانوں کے لالے ہیں
ہجوم حشر کو گھبرا کے مجھ سے پوچھتے کیا ہو
ستایا ہے جنھیں تم نے یہ وہ فریاد والے ہیں
عیادت کو جو روز آتے ہو اس کا شکریہ لیکن
ستایا ہے جنھیں تم نے یہ وہ فریاد والے ہیں
نہ جانے حشر کیا ہو رہرو راہ محبت کا
ہے منزل دور سر پر شام ہے پاؤں میں چھالے ہیں
ہوا کچھ تم کو اپنے ظلم کا محشر میں اندازہ
خدا کے سامنے جتنے ہیں سب فریاد والے ہیں
بہاروں کی خبر سن کر قفس میں رو تو دیتا ہوں
کسی سے یہ نہیں کہتا مرے پر کاٹ ڈالے ہیں
قمر تسبیح پڑھتے جا رہے ہیں سوئے بت خانہ
کوئی دیکھے تو یہ سمجھے بڑے اللہ والے ہیں

(قمر جلالوی)

ارادہ ہے اس عالم رنگ و بو میں کوئی ہم بھی کارنمایاں کریں گے
چل اے دل! لگا کر محبت کی بازی فدا یار پہ دین و ایماں کریں گے
یہ راہ محبت تو اے عشق والو! کچھ ایسی زیادہ کٹھن بھی نہیں ہے
مگر خوف یہ ہے کہ ہر ہر قدم پر یہ اہل زمانہ پریشاں کریں گے

[illegible]

کریں گے تو تربت کی تاریکیوں میں مرے داغ دل ہی چراغاں کریں گے

وہ داد ستم دیں کہ توڑیں قیامت بہر طور سب کچھ گوارا ہے مجھ کو

کرم تو محبت میں پھر بھی کرم ہیں ستم بھی کریں گے تو احساں کریں گے

بدل سکتا ہے کون مرضی کسی کی خیال اپنا اپنا سمجھ اپنی اپنی

سجائیں گے وہ غیر کی انجمن کو ہم آباد گور غریباں کریں گے

گئے جب گلستاں میں عاقل سے وحشی تو صیاد اہل گلستاں سے بولا

نکالو انھیں جلد صحن چمن سے یہ وحشی چمن کو بیاباں کریں گے

(عاقل ردولوی)

آنکھ دیدار کی منتظر ہے اور آہوں میں جذبہ نہیں ہے

حسن بے پردہ آیا تو لیکن سر ندامت سے اٹھتا نہیں ہے

پائے جاناں پہ سر کو جھکا کر [illegible]

لاکھ چاہا منا لوں صنم کو بس مقدر پہ چلتا نہیں ہے

[illegible]

یہ عنایت ہے میرے صنم کی [illegible] یہ تماشا نہیں ہے

[illegible] سجدہ ریزی [illegible]

[illegible] سجدہ ترے آستاں پر [illegible] نہیں ہے

[illegible]

جب سے دل ان کا شیدا ہوا ہے [illegible] نہیں ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کسی کے ہاتھ میں ساغر تھا کوئی گل بداماں تھا
محبت میں مری ناکامیاں بس اس سے ظاہر ہیں
ہجوم یاس سے بدلا جو کوئی دل میں ارماں تھا
مٹایا دل کو کیا بس ڈھا دیا بنیاد الفت کو
وہی دل تھا کہ جس دل میں تمھارا درد پنہاں تھا
جنوں میں کیا کہوں دیکھا تھا کیا صحرا نوردی میں
بیاباں خار تھا ہر خار میں پنہاں بیاباں تھا
جنوں میں جامۂ ہستی کو بالکل چاک کر ڈالا
کہاں اس بے خودی میں امتیاز جیب و داماں تھا
بہار آتے ہی تازہ ہو گئے سب داغ دل ایسے
کہ گویا دامن دل میں چھپا کوئی گلستاں تھا
محبت میں کہاں کا ضبط اور کیسا سکوں ہم دم
فغاں بن کر نکلتا تھا جو دل میں درد پنہاں تھا
نگاہ ناز نے کی وہ خلش پیدا مرے دل میں
کہ گویا زخم کے اندر کوئی پوشیدہ پیکاں تھا
اسیران قفس کو یاد بھی آتی نہیں قدسی!
فضائے بوستاں کیا تھی کہاں صحن گلستاں تھا

(قدسی کلکتوی)

کریں ہم کس کی پوجا اور چڑھائیں کس کو چندن ہم
صنم ہم دیر ہم بت خانہ ہم بت ہم برہمن ہم
کیا کرتے تھے جس کی رات دن پوجا وہ خود ہم تھے
پجاری ہم صنم ہیں ہم بھجن ہم ہر کہ درشن ہم
در و دیوار ہیں نظروں میں اپنی آئینہ خانہ
کیا کرتے ہیں گھر بیٹھے ہوئے آپ اپنا درشن ہم
نہ قیل و قال سے مطلب نہ شغل اشغال سے مطلب

[illegible]

کب اٹھتے ہیں اٹھانے سے کسی شیخ و برہمن کے
در دلبر پہ اپنے مار کر بیٹھے ہیں آسن ہم

ہمی قوال و ہم صوفی، ہمی رقاص و ہم وجدی
صدا ہم تال ہم سر ہم تنانہ تا تنا تن ہم

ہوا ہے فیض! معلوم ایک مدت میں ہمیں تھے وہ
جپا کرتے تھے جس کے نام کی دن رات سمرن ہم

(فیض دکنی)(۲۴)

معاصرین

☆-خواجہ صوفی ملک امان شاہ معروف بہ لالا صاحب

آپ ۱۹۰۴ء کو بہ مقام بٹل (ضلع مانسہرہ خیبر پختون خوا) میں جناب بوستان خان کے ہاں یوسف زئی قبیلے کی شاخ نالی سواتی میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۵۶ء کو کوئٹہ میں حضرت صاحب کے ہاتھ پہ بیعت ہوئے۔ حضرت صاحب نے اپنے شیخ طریقت سلطان الاولیا خواجہ محمد حسن شاہ سے دعا کرائی تھی کہ لالا صاحب ان سے بیعت ہوں۔ ۱۲ ذیقعد ۱۳۷۹ھ ۸ مئی ۱۹۶۰ء کو خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ نے ۱۴ اکتوبر ۱۹۹۱ء کو وفات پائی اور بہ مقام نواکلی کوئٹہ آپ کا مزار زیارت گاہ خلائق ہے۔(۲۵) ان کے مختصر احوال راقم کی غیر مطبوعہ تالیف **گوجر خان کے سہروردی مشائخ** میں آ چکے ہیں نیز ان کے احوال و تعلیمات پہ ایک مفصل تذکرہ (**تذکرہ لالا صاحب**) بھی زیر ترتیب ہے جو ان شاء اللہ اسی سال مکمل ہو جائے گا۔

صوفی محمد اقبال جمیل شاہ جب پہلی بار پیچی صاحب کے ساتھ [illegible] تشریف لائے تو [illegible] آپ کے برادران کلاں میاں غلام محی الدین اور میاں جان محمد کے پاس تشریف لے گئے [illegible] نے حضرت صاحب کے سب سے بڑے صاحب زادے صاحب زادہ [illegible] کے بارے میں بتایا صاحب زادہ صاحب [illegible] شوق [illegible] لائے وہ تھوڑے صاحب زادہ صاحب [illegible] (صوفی [illegible] شاہ کے برادر کلاں) آپ نے [illegible] صاحب زادہ صاحب [illegible] اور [illegible] صاحب زادوں کی معرفت پیچی صاحب اور [illegible] صاحب کا [illegible]

ہوا، راہ و رسم بڑھی جو گہرے تعلقات میں تبدیل ہوگئی. لالا صاحب آپ پہ کتنی شفقت فرمایا کرتے تھے اس کا اندازہ ایک واقعے سے ہوتا ہے. صوفی سائیں محمد شاہ (۱۹۳۲-۱۱۲ اکتوبر ۲۰۱۲ء بھٹھہ سرداراں/تحصیل و ضلع: حافظ آباد) فرمایا کرتے تھے:

> ''صوفی امین شاہ صاحب سے پہلی بار کوئٹہ میں ملاقات ہوئی. وہ لالا صاحب کے زیر اہتمام عرس شریف میں شرکت کے لیے کوئٹہ آئے. رات کو لالا جی، امین صاحب کے ساتھ لنگر پہ آئے. لالا مجھ سے کہنے لگے، سائیں جی! آؤ کچھ چہل قدمی کر آئیں، میں بھی ساتھ ہولیا. ہم چند قدم ہی چلے ہوں گے کہ لالا جی نے مجھ سے کہا: سائیں صاحب! یہ امین صاحب ہیں. میں نے عرض کیا: جی اچھا. اس پر انھوں نے دوبارہ کہا: سائیں صاحب! یہ امین صاحب ہیں. میں نے عرض کیا: بہت بہتر. اس پر لالا جی نے تیسری بار کہا: سائیں جی! یہ امین صاحب ہیں. اس پر میں نے امین صاحب کی قدم بوسی کی. لالا جی بہت خوش ہوئے اور امین صاحب کی بہت تعریف کی.''

لالا صاحب موسم سرما میں ہر سال منڈی صادق گنج تشریف فرما ہوا کرتے تھے. کبھی مہینہ بھر اور کبھی اس سے زیادہ بھی آپ کا وہاں قیام ہوتا تھا. لالا صاحب منڈی میں قیام کے دوران شدید سردی میں بھی نماز تہجد (مسجد بند ہونے کے سبب) مسجد کے صحن میں ادا فرماتے. وہ کوئٹہ سے پانی گرم کرنے کا برقی راڈ لے کے آئے تھے اور خود ہی پانی گرم کرلیا کرتے تھے. چچا صاحب لاکھ عرض کرتے کہ مجھے جگا دیا کریں میں پانی گرم کر دیا کروں گا، لیکن آپ نے کبھی بھی چچا صاحب کو نہیں جگایا. چچا صاحب کی جب تک آنکھ کھلتی لالا صاحب تہجد کی ادائیگی کے لیے مسجد جا چکے ہوتے آپ فرماتے: یہ تو میرے اور خدا کا معاملہ ہے سو میں اپنی سہولت کے لیے کسی اور کو زحمت کیوں کر دوں. شریعت کی پابندی اور آپ کے گفتار و کردار کے سبب منڈی بھر کے وہ حضرات جو تصوف و اہل تصوف کے قائل نہیں وہ بھی آپ کی شان میں رطب اللسان پائے گئے کہ اگر کوئی ولی ہوتا ہے تو ان جیسا ہی ہوگا.

منڈی صادق گنج میں قیام کے دوران لالا جی بہت ہشاش بشاش رہتے تھے. اگر اتفاق سے بابا صاحب بھی وہاں پہنچ جاتے تو پھر تینوں بزرگوں کا زیادہ وقت باہمی گپ شپ میں گزرتا. صبح یا شام کے وقت ریلوے اسٹیشن پہ پیدل تشریف لے جاتے، اسٹیشن کے کسی بھی بینچ پہ

بیٹھ جاتے اور پھر جاتے کے موضوعات پہ بحث و مباحثہ کرتے۔ بڑا لگاؤ تھا [illegible]
نہر پہ بھی بہت رغبت کے ساتھ تشریف لے جاتے، کبھی چچا صاحب کے ساتھ، کبھی کبھی تنہا بھی
چلے جایا کرتے تھے اور وہاں کئی کئی گھنٹے بیٹھے رہتے تھے۔ منڈی میں جب غلہ فروخت کرنے والوں
کا رش بڑھ جاتا تو نم کے درخت کے نیچے اپنی کرسی ڈال کے بیٹھ جاتے اور کسی کتاب کا مطالعہ فرمایا
کرتے۔

☆-خواجہ صوفی محمد نواز شاہ

آپ ۱۰ دسمبر ۱۹۳۶ء کو شاہ اللہ دتا سہروردی (م: ۱۲ دسمبر ۱۹۶۹ء) کے ہاں بمقام [illegible] (تحصیل: گوجر خان ضلع: راول پنڈی) اعوان کھوکھر برادری میں پیدا ہوئے۔ آپ ابھی [illegible] بارہویں سال میں تھے کہ آپ کے والد گرامی کا مرقد [illegible] کے۔ آپ نے مڈل تک تعلیم حاصل کی اور گھر کے حالات کو دیکھتے ہوئے ۱۰ مئی ۱۹۵۴ء کو فوج میں بھرتی ہو گئے۔ بعد [illegible] دوران ملازمت میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ آپ فوج میں ملازمت کے دوران ہی بمقام [illegible] ۲۳ اپریل ۱۹۵۵ء، ۲۹ شعبان ۱۳۷۴ھ بروز جمعرات حضرت صاحب کے ہاتھ پر بیعت [illegible] ۱۲ ذوالقعدہ ۱۳۷۸ھ ۲۰ مئی ۱۹۵۹ء کو بمقام [illegible] شاہ [illegible] [illegible] موقع پر آپ کو خلافت سے سرفراز فرمایا گیا۔ ۳۰ دسمبر ۱۹۵۱ء [illegible] حضرت صاحب [illegible] [illegible] [illegible] (ضلع [illegible] آزاد کشمیر) [illegible] پور (آزاد کشمیر) [illegible] رہے اور ۱۹۹۱ء میں اسلام آباد منتقل ہوئے اور آج کل وہیں رہائش پذیر ہیں (۲۲) [illegible] میں ہونے والی اپنی تالیف گوجر خان کے سہروردی مشائخ میں آپ [illegible] [illegible] گئے ہیں جن میں سے یہاں نہایت اختصار کے ساتھ بنیادی [illegible] گوجر خان کے سہروردی مشائخ میں راقم نے [illegible] صاحب سے [illegible] [illegible]

اس وقت مزید چند [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] (۳۰)

[illegible]

''ایک بار آستانے پہ عرس کے علاوہ قدم بوسی کے لیے جانا ہوا تو وہاں بھائی صاحب سے ملاقات ہوئی. گپ شپ ہوئی اور یوں خط و کتابت کا سلسلہ چل نکلا. صوفی بشیر صاحب نے دوتھان میں عرس کرایا تو پہلی بار کشمیر جانا ہوا. ڈاکٹر اقبال جمیل، شیخوپورہ سے نذیر صاحب اور ہیڈ ماسٹر عاشق بھی اس سفر میں ہم راہ تھے. عرس پہ حضرت صاحب بھی تشریف لائے تھے. بعدازاں صوفی روشن دین مرحوم کے ہاں محفل سماع پہ ان کے گانو منڈھول گئے اور اس کے بعد پہلی بار کھوئی رٹے بھائی صاحب کے پاس گئے. پھر یوں ہوا کہ سال میں کئی کئی بار ملاقات ہو جایا کرتی. تب سے اب تک یہ سلسلہ یوں ہی قایم ہے، اب بھی سال میں دو بار ملاقات ہو جاتی ہے.''

۱۹۹۳ء میں صوفی مراد حسین شاہ (باباصاحب کے خلیفہ) کے سوال کے جواب میں فرمایا:

''ہماری ان [باباصاحب] سے پہلی ملاقات ہوئی تو اس وقت سے ہم اکٹھے رہے. ہمارا اور ان کا تعلق جیسا اب ہے ویسا ہی ملاقات ہونے کے بعد بھی تھا اور اسی طرح رہا. ہمیں آج تک ایک دوسرے پہ شکوہ یا گلہ نہیں ہے، قدرتی بات ہے کہ بناوٹ والی بات نہ ان میں تھی اور نہ مجھ میں.''

جدید لہجے کے نوجوان شاعر جناب مبشر سعید (ملتان)(۳۱) کی منقبت جو گوجر خان کے سہروردی مشائخ میں شامل نہیں ہو پائی تھی، ذیل میں نقل کی جاتی ہے:

روح پر پڑ گئی روشنی آپ کی
مشعلِ راہ ہے زندگی آپ کی
اک نظر دیکھ کر، اک نظر سوچ کر
دل کو بھا سی گئی دل کشی آپ کی
شفقتوں کے امیں، میرے دل کے قریں
چاہیے مجھ کو بھی، رہبری آپ کی
فیض جاری رہا، سب کو سب مل گیا
میں نے دیکھی ہے، با برکتی آپ کی
میں نے اس دن کیا، شکر رب کا ادا
مل گئی جس گھڑی، آگہی آپ کی

دور ہیں، پاس ہیں، میرا احساس ہیں
بات کرتا رہوں، ہر گھڑی آپ کی
ہے یہ میری دعا، آپ کی ہو رضا
تو کروں رات دن، چاکری آپ کی
ہے مجھے یہ خوشی، یہ ہے خوش قسمتی
مل گئی ہے مجھے، نوکری آپ کی
ہر ستم دور ہو، ہر الم دور ہو
ہو جو نظر کرم، دائمی آپ کی
اس قدر محو ہوں آپ کے عشق میں
ہر گلی میں دکھی، ہر گلی آپ کی
آپ ہی بخش دیں یہ سلیقہ مجھے
بات کرتا رہوں، آپ کی، آپ کی
ہاتھ جوڑے ہوئے، عرض کرتا ہوں میں
اذن دیجے کروں بندگی آپ کی
میں جہاں بھی گیا، میں جہاں بھی رہا
میں نے پائی ہے موجودگی آپ کی
یہ مبشر کہے، سچ ہی شاہ نواز
دید ہے با خدا دائمی آپ کی

☆-صوفی ولی محمد شاہ

آپ ۱۱ مارچ ۱۹۴۲ء کو بہادر خان ولد جہان خان ولد باب خان کے ہاں [illegible] فاضل کا ضلع (گوت [illegible] کے) برادری میں پیدا ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد اپنے والدین کے ہمراہ پہلے نصر آباد اور اس کے بعد [illegible] میں قیام اختیار کیا۔ ۱۹۶۲ء میں [illegible] سکول سے میٹرک کیا [illegible] کے بعد آپ [illegible] آ گئے اور یہاں ملازمت [illegible] بتاتے ہیں ۵۰ روپے ماہانہ تنخواہ ملتی تھی آپ [illegible] کے پاس ملازمت [illegible] معلوم پڑا کہ آپ نے میٹرک کیا ہوا ہے تو آپ [illegible] کام جاری رکھا۔

۱۹۶۸ء میں جب آپ واپس اپنے گاؤں آئے تو اپنے ہمراہ [illegible]

میں صوفی محمد حسن شاہ کی شراکت میں کریانے کی دکان ڈال لی۔ وہیں دکان پہ اور گانو کے ڈیرے پہ چچا صاحب سے آپ کی ملاقاتیں ہوئیں اور بعد ازاں راہ رسم بڑھنے لگی۔ یوں ایک دن چچا صاحب نے آپ سے فرمایا: ہم منڈی میں آڑھت کی دکان کرتے ہیں۔ اس پر آپ نے عرض کیا: وہاں تو سیٹھ لوگ بیٹھے ہیں، ہم قلیل سرمائے سے کیسے جگہ بنا پائیں گے؟ اس پر چچا صاحب نے فرمایا: میں جانتا ہوں، آپ بے فکر رہیے۔ اور یوں ۲-۱۹۷۱ء میں مشترکہ کاروبار کا آغاز ہوا جو تا حال برقرار ہے۔ ۱۹۷۸ میں آپ رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوئے۔ خدا تعالا نے آپ کو چار بیٹوں: ارشد ندیم، میاں عامر وٹو، محمد عمران، شاہ رضوان اختر سہروردی اور تین بیٹیوں سے نوازا۔ آپ ۱۲ ذیعقد ۱۳۹۲ھ/ ۱۸ دسمبر ۱۹۷۲ کو حضرت صاحب کے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور ۱۲ ذیعقد ۱۳۹۴ھ/ ۲۷ نومبر ۱۹۷۴ کو خلافت سے نوازے گئے۔ ۱۹۹۵ء میں حج کی سعادت حاصل کی اور ان دنوں بھی عمرے پہ ہیں۔

☆-صوفی محمد اقبال جمیل شاہ

آپ ۳۱ مئی ۱۹۳۴ء کو چودھری شیر محمد حمید کے ہاں بہ مقام چک نمبر ۵۰۷ گ ب ماموں کانجن (تحصیل: سمندری/ضلع: فیصل آباد) ارائیں برادری میں پیدا ہوئے۔ میٹرک تک تعلیم حاصل کی اور بری فوج کی میڈیکل کور میں بھرتی ہو گئے۔ ملازمت سے سبک دوشی کے بعد کچھ عرصہ بہ طور منشی حضرت صاحب کے ساتھ رہے۔ غالباً ۱۹۶۷ء میں چچا صاحب کے پاس موضع ہرن والا تشریف لائے اور بالترتیب ہرن والا، پپل خلصانہ اور بستی کھوکھراں میں بہ طور ڈسپنسر اور ہومیو ڈاکٹر اپنا کلینک چلاتے رہے۔ اس دوران انھیں دوبارہ فوج میں طلب کر لیا گیا اور اس کے بعد وہ مستقلاً شورکوٹ منتقل ہو گئے۔ تادمِ وفات وہاں کلینک بنائے رکھا اور کسبِ معاش کرتے رہے۔ کچھ عرصہ ٹویوناسک گلاس فیکٹری شیخوپورہ میں بھی ملازمت کی۔

فوج کی ملازمت کے دوران ہی ۲۳ اپریل ۱۹۵۵ء/ ۲۹ شعبان ۱۳۷۴ھ بروز جمعرات بہ مقام فورٹ سنڈیمن (موجودہ: ژوب) سلسلے میں داخل ہوئے اور ۱۲ ذیقعد ۱۳۸۱ھ/ ۱۷-اپریل ۱۹۶۲ء کو خلافت و اجازت بیعت سے سرفراز فرمائے گئے۔ آپ نے حضرت صاحب کی وفات کے بعد کچھ لوگوں کو سلسلے میں داخل بھی کیا لیکن ان کے وابستگان کے بارے میں راقم کو معلومات نہیں۔

اردو اور پنجابی دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ نقیب آباد میں سالانہ عرس پہ منعقدہ طرحی مشاعرے کے نظامت آپ ہی کی ذمے داری ہوا کرتی تھی۔ ابتدائے شعرگوئی میں کس سے اصلاح لیتے رہے یہ معلوم نہیں ہو پایا۔ راقم الحروف کے نام اپنے مکتوب (محررہ: ۲۶ مارچ ۱۹۹۶ء) میں

اپنی شاعری کے بارے میں تھا:

''بیٹے! پہلی بات یہ کہ میں کون سا شاعر ہوں جو اتنے اچھے [و] معیاری کلام لکھ سکتا، یہ تو سرکار کی محبت تھی اور سرکار نے ہی مجھے اس قابل بنایا کہ اتنے بھرے مجمع میں (جہاں لوگ سرکار کے قریب جانے کو ترستے ہیں) میرے جیسے کم ظرف، گنہ گار سے انسان کو سرکار نے اپنے قریب بٹھانے کا ایک بہانہ بنا دیا۔ میں اپنے دل کی بات، اپنی آرزو، اپنی تمنا پہلے کم ہی سرکار کو سناتا [تھا] اور نہ ہی اس قدر وقت ملتا مگر عرس کے پہلے دن جہاں اس قدر گہما گہمی، رش، دھکم دھکا ہوتا ہے، مجھے سرکار کے قدموں میں بیٹھ کر چند باتیں کرنے کا موقع ملتا۔''

آپ کے کلام کی بیاضات صادق آباد (ضلع: رحیم یار خان) میں آپ کی دخترِ نیک اختر محترمہ ناہید امتیاز کے پاس محفوظ ہیں۔ چچا صاحب نے ان کے مکمل کلام کا عکس محترمہ ناہید امتیاز سے منگوالیا ہے اور ان کی خواہش ہے کہ آپ کے کلام کا مجموعہ شایع ہو۔ آٹھ صفحات پر مشتمل حضرت صاحب کی اولین سوانح عمری (مطبوعہ: ۱۹۶۵ء) آپ ہی کی کاوش تھی۔ ذیل میں چند اشعار بطور نمونہ گلے از چمن پیش خدمت ہیں:

تمھارے در سے وابستہ مری تقدیر ہے ساقی
ازل سے لوحِ قسمت پر یہی تحریر ہے ساقی
خدا رکھے قیامت تک ترا آباد مے خانہ
ترے رندوں کی دنیا میں بڑی توقیر ہے ساقی
ترے بیمارِ غم کی اور کیا چارہ گری ہوگی
تری چشمِ کرم ان کے لیے اکسیر ہے ساقی

☆☆☆

میں اپنے آوارہ پن کی [illegible] طرز بنالی [illegible]
میری بدنامی [illegible] اندر تیری ہی رسوائی [illegible]
[illegible] کی مدت سے دل کا شیشہ الٹ پلٹ کے [illegible]
[illegible] پاتے ہی تیری صورت میں نظر [illegible]

عمر کے آخری سالوں میں دل کے عارضے میں مبتلا ہو گئے۔ اسی سبب ۲۰ [illegible] ۲۰۰۳ء بروز [illegible] وفات پائی اور چک ۲۹۳ [illegible] ۳۵ [illegible] ب (ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ) میں آپ کی تدفین

عمل میں لائی گئی. چچا صاحب نے جنازے میں شرکت فرمائی. آپ کا آخری مکتوب چچا صاحب کو بہ تاریخ ۱۹ اپریل ملا اور اسی رات ان کی وفات کا فون بھی آ گیا. چچا صاحب کے نام اپنے آخری خط میں تحریر فرماتے ہیں:

''خیال تھا کہ عید کے بعد حاضر ہو کر افسوس کے لیے آؤں گا بل کہ نواز صاحب سے بھی یہی مشورہ کیا تھا مگر ۱۲ فروری کو عید تھی، ۱۶-۱۷ تک گھریلو مصروفیات میں [مصروف] رہا، پھر اچانک ۱۸ فروری کو صبح نماز فجر کے ساتھ سینے میں اس قدر شدید درد اٹھا، ٹیکے وغیرہ لگے مگر بے سود. صبح ہونے پر بچیاں مجھے شورکوٹ لے گئیں وہاں ڈاکٹر کو پہلے تو دل کا شک ہوا مگر پھر تبخیر کی دوا دے دی، گھر آنے پر طبیعت خراب تھی، ڈرپ لگی تو سکون ہو گیا. دوسری صبح پھر افضال بھائی موٹر سائیکل پر آہستہ آہستہ شہر لے گیا، پھر اس ڈاکٹر نے دیکھا، ایکس رے کا مشورہ دیا، ایکس رے میں پھیپھڑے پر نمونیہ کا نشان بتایا کہ شاید سردی میں سفر کیا ہو [تو] سردی کا اثر ہوا ہو. مزے کی بات بخار بھی نہیں تھا، کھانسی بھی نہیں تھی، سینہ میں نشان والی جگہ پر درد بھی نہ تھا پھر بھی ٹیکے، فی ٹیکا-۵۵، گولیاں، فی گولی-۴۰ روپے استعمال ہوئیں. آخر ۲ مارچ تک یہ حالت ہو گئی کہ نیند ختم اور چند قدم چلنے سے سانس بند ہونا اور بے حد تکلیف، ۲ مارچ کی دوپہر حالت دگرگوں تھی، محسوس ہو رہا تھا کہ اب سرکاری ٹکٹ کٹ چکا ہے. بچی اور داماد موٹر سائیکل پہ آہستہ آہستہ پی اے ایف کے فوجی ہسپتال میں لے گئے، اتفاق سے ڈاکٹر حاضر تھے. جاتے ہی پہلے آکسی جن اور منہ کے راستے گیس کی بھاپ دی، کچھ سانس کھلا تو خون ٹسٹ کے لیے لینا تھا اور اسی نس میں ٹیکے لگانے تھے مگر حالت یہ کہ تمام خون کی شریانیں سکڑ گئیں تھیں. آدھا گھنٹہ کی کوشش میں کم از کم پچاس جگہ سوئیاں چبھیں تو نس ملی. خون بھی لیا اور اسی سوئی کی جگہ ٹیکے لگے پھر دوبارہ ایکس رے، ای سی جی ہوئی. ڈاکٹر نے دوائیاں لکھ دیں اور ساتھ ہی مشورہ دیا کہ کسی دل کے ماہر کو چیک کرا لیں. اب اتفاق ہے کہ شورکوٹ میں ہر اتوار کو دل کا ماہر ڈاکٹر آتا ہے، اب ہفتے [کی] شام تک دوا جاری ہے، اتوار کو دوبارہ چیک اپ ہوگا. اب جو نسخہ دیا گیا ہے اس میں ۲ سانس کی گولیاں، دو دل کی گولیاں، ایک پیشاب آور، کمزوری ہو چلی ہے. محسوس ہوتا ہے کہ اب آپ کی ملاقات نصیب نہ ہو سکے

لیے آ کر مل جائیں بعد میں شاید وقت نہ ملے. ایک دوسرے سے معافیاں مانگ لیں. ولی بھائی کو خصوصی قدم بوسی، سعید صاحب ملیں تو سلام دیں."

چچا صاحب اور ان کے درمیان نہایت دیرینہ اور گہرے تعلقات رہے. ان کے ساتھ پہلی ملاقات کب اور کیسے ہوئی، اس بارے میں چچا صاحب کا ارشاد ہے:

"ایک دفعہ میں ایک مہینے کے بعد آستانہ عالیہ پر گیا. وہاں ڈاکٹر اقبال جمیل حضرت صاحب کے ساتھ ڈیوٹی کرتے تھے. ہمارے ایک پیر بھائی نائب صوبے دار عبدالشکور صاحب جو فوج میں ملازمت کے دوران بھارت میں بہ طور جاسوس اپنے فرایض سرانجام دے چکے تھے. وہ وہاں ایک پان کی دکان پہ کام کرتے تھے. اس دوران وہیں یہ ایک برہمن زادے کو دل دے بیٹھے اور خود کو برہمن ظاہر کرنا شروع کر دیا. شکور صاحب کے نیچے کچھ لوگ کام کرتے تھے، ان میں سے ایک ذات کا میواتی تھا. اس کا ان کے ساتھ کسی بات پر جھگڑا ہوا تو اس نے پاکستان آ کر ان کی شکایت کر دی کہ شکور صاحب بک گئے ہیں اور وہ بھارتی فوج کو پاکستان کے راز دے رہے ہیں. شکور صاحب کو واپس بلا کر انھیں گرفتار کر لیا گیا. وہ گنڈا سنگھ بارڈر قصور سے پاکستان آئے. جب وہ گرفتار ہوئے تو قصور کے قریب ہی تھے. ملٹری پولیس سے انھوں نے گزارش کی کہ یہاں قریب ہی بھلو میں میرے پیر صاحب مقیم ہیں لہٰذا مجھے ان سے ملاقات کا موقع دیا جائے. انھیں اجازت مل گئی اور یوں انھوں نے تمام معاملہ حضرت صاحب سے گوش گزار کیا. حضرت صاحب نے فرمایا: اگر تم پہ لگایا گیا الزام جھوٹ ہے تو تمھیں کچھ بھی نہیں ہونے والا. جاؤ! جو حقیقت ہے سچ سچ بتا دو. ان کے مقدمے کا فیصلہ نواز ڈوگر (یہ فیصل آباد کے رہنے والے تھے) نے کرنا تھا جو ایف آئی یو میں افسر تھے. وہ ان دنوں بہاول نگر میں تعینات تھے. حضرت صاحب نے شکور صاحب سے متعلق ایک رقعہ بہ نام نواز ڈوگر، ڈاکٹر جمیل صاحب کو دیا. جب وہ چلے گئے تو اتنے میں، میں نے بھی حضرت صاحب کی قدم بوسی کی. مجھے دیکھ کر فرمانے لگے: لڑکے! تم کیسے آئے؟ میں نے عرض کیا: محض قدم بوسی کے لیے حاضر ہوا ہوں. اس پر فرمایا: تم بھی اقبال جمیل کے ساتھ واپس جاؤ، وہاں ان کے کام بہت ہیں اور

ڈاکٹر جمیل بہاول نگر پہنچے اور وہ خط نواز ڈوگر کو دیا۔انھوں نے رقعہ وصول کرنے کے بعد چوما اور کہنے لگے : میں تو شکور صاحب کو تفتیش میں پہلے ہی بری کر چکا ہوں۔انھوں نے ہمیں چائے پلائی اور رخصت کر دیا۔اس دوران ہمیں معلوم ہوا کہ نواز ڈوگر بھی ہمارے پیر بھائی ہیں۔اس کے بعد ہم بستی کھوکھراں آ گئے۔"

☆-صوفی حشمت علی شاہ

آپ ۱۹۳۳ء کو جناب مولا بخش کے ہاں بہ مقام آدم وال (ضلع: ہوشیار پور، شرقی پنجاب) جاٹ برادری میں پیدا ہوئے۔ میٹرک (سال: ۱۹۴۸ء) تک تعلیم حاصل کی۔ ۱۱۰ اکتوبر ۱۹۶۳ء کو آکسفورڈ کالج لاہور سے ایم۔ڈی۔ایچ کا ڈپلوما کیا۔قیام پاکستان کے بعد ٹوبہ ٹیک سنگھ میں زمین کی الاٹمنٹ کے سبب قیام کیا۔بعد ازاں منچن آباد میں زمین الاٹ ہوئی تو بہکاں بودلہ میں مستقل رہائش اختیار کر لی۔ پہلے ریاست بہاول پور کی فوج میں ملازم تھے۔ریاست کے پاکستان سے الحاق کے سبب ریاست کی فوج کو پاک فوج میں ضم کر دیا گیا۔آپ پاک فوج میں کلرک تھے۔ حضرت صاحب کے خلیفہ صوفی نور محمد شاہ (چک ۱۰۰ ف ب، رحیم یار خان) (۳۲) بھی وہیں ہیڈ کلرک تھے۔۱۴ نومبر ۱۹۶۴ء کو ملازمت سے سبک دوش ہوئے لیکن ۱۸ جولائی ۱۹۷۱ء کو دوبارہ فوج میں طلب کر لیا گیا۔

فوج میں ملازمت کے دوران ہی حضرت صاحب سے بیعت ہوئے۔ بیعت کی تاریخ معلوم نہیں ہو پائی البتہ ۱۲ ذی قعد ۱۳۹۳ھ/ ۷ دسمبر ۱۹۷۳ء کو خلافت سے سرفراز ہوئے۔ ۲۹ مارچ ۲۰۰۱ء میں عالم خاک و باد کو خیر باد کہا اور بہکاں بودلہ میں آپ کی تدفین عمل میں لائی گئی۔ان کی اولاد نے انھیں عام قبرستان میں ہی دفن کر دیا جس پر بابا صاحب اور چچا صاحب نے خاصی برہمی کا اظہار فرمایا تھا کہ انھیں الگ کسی جگہ دفن کیوں نہیں گیا تا کہ ان کا مزار بھی بنایا جاتا۔

ان کے بابا صاحب کے ساتھ بھی بہت اچھے مراسم تھے۔۱۹۸۹ء میں دادی صاحب کے چہلم پہ آپ نزالی تشریف لائے تھے۔بہت نفیس انسان تھے۔ٹھہر ٹھہر کے شیریں انداز میں گفت گو کرتے تھے۔حضرت صاحب سے بہت زیادہ عقیدت تھی۔آپ کے بڑے بیٹے ظفر اقبال (۱۹۵۶-۱۴ جون ۲۰۱۲ء) کی نسبت بیعت حضرت صاحب کے ساتھ تھی۔جب کہ آپ کے چھوٹے بیٹے رشید احمد (پ: ۱۹۷۱ء)، بابا صاحب سے بیعت ہیں۔

چچا صاحب کے ساتھ ان کے نہایت گہرے مراسم تھے۔اکثر آپ سے ملاقات کے لیے

"صوفی حشمت صاحب بڑے اچھے انسان تھے۔ پہلے وہ نواب صاحب کی فوج میں تھے۔ پھر پاک فوج میں آ گئے۔ یہ فوج میں کلرک تھے، صوفی نور محمد صاحب کی یونٹ میں تھے۔ وہ ہیڈ کلرک تھے اور یہ کلرک۔ بہت پیار کرنے والے تھے، یہاں ہر سال عرس پہ آتے، بل کہ زاہد کی شادی پر بھی وہ آئے تھے۔"

☆-صوفی بشیر احمد شاہ

آپ غالباً ۱۹۳۲ء میں الہ دین کے ہاں بہ مقام مرزے والا (ضلع: گنگا نگر ریاست: بیکانیر) قائم خانی راج پوت برادری میں پیدا ہوئے۔ حافظ شیر محمد سے قرآن مجید اور دینی تعلیم حاصل کی۔ آپ کا گھرانہ زراعت سے وابستہ تھا، آپ نے بھی ہوش سنبھالا تو اپنے والدین کا ہاتھ بٹانے لگے۔ قیام پاکستان کے بعد براستہ یو ہیڈ ہجرت کر کے ڈنگوریاں (تحصیل: منچن آباد) میں دس دن قیام کے بعد ہرن والا میں مستقل رہائش اختیار کی۔

آپ اور چچا صاحب ایک ہی دن بیعت ہوئے تھے جس کی تفصیل پچھلے صفحات میں گزر چکی ہے۔ آپ خلافت سے بھی سرفراز ہوئے البتہ آپ نے سلسلہ نہیں چلایا۔ آپ کے برادر خورد صوفی محمد حسن شاہ (۱۹۳۸-۱۶ دسمبر ۲۰۰۰ء) (۳۳) بھی حضرت صاحب کے خلیفہ تھے۔ ان سے البتہ سلسلے کا اجرا ہوا۔ ان کا مزار منچن آباد میں ہے۔

چچا صاحب اور آپ کے درمیان گہرا رشتہ موانست رہا اور آج تک [illegible] کے ساتھ تعلقات قائم ہیں۔ صوفی بشیر احمد شاہ کے بقول: "میری اور امین صاحب کی [illegible] پرانی ہے اور آج تک ہم دونوں [illegible] ایک دوسرے سے ناراض نہیں ہوئے۔"

☆-صوفی محمد یاسین شاہ

آپ ۱۵ فروری ۱۹۴۲ء کو جناب [illegible] محمد کے ہاں بہ مقام [illegible] (ضلع: [illegible]) [illegible] برادری (گوت: [illegible]) میں پیدا ہوئے۔ آپ چچا صاحب کے قریبی رشتہ دار [illegible] خاندان [illegible] چچا صاحب کے خاندان سے [illegible] آپ نے [illegible] دینی تعلیم سید روشن علی شاہ سے پائی۔ [illegible] تک تعلیم حاصل [illegible] ۱۹۶۵ء میں [illegible] محکمہ صحت میں ملازمت کی اور ۱۹۹۰ء تک [illegible] ملازمت سے [illegible] آج کل چک ۴۳۵-ای بی (بورے والا، ضلع: وہاڑی) میں رہائش پذیر ہیں۔

۱۹۶۹ء میں بہ مقام نقیب آباد/قصور میں بیعت ہوئے اور ۱۹۸۰ء میں خلافت سے نوازے گئے۔۱۹۷۴ء میں رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوئے۔شادی کے موقعے پر محفل سماع ہوئی۔حضرت صاحب بھی تشریف لائے نیز لالا صاحب،صوفی اقبال جمیل شاہ،صوفی عبداللطیف شاہ (میلسی) اور صوفی محمد حسن شاہ (منچن آباد) بھی شریک ہوئے۔صوفی محمد طفیل نقیبی قوال نے قوالی کی۔

آپ نے ۲۰۰۸ء میں صرف ایک آدمی کو بیعت کیا۔خود آپ کے بیعت ہونے کی روداد بہت دل چسپ ہے۔چچا صاحب بیان فرماتے ہیں:

''یاسین صاحب یہاں آتے رہتے تھے۔جب بھی آتے تو کہتے کہ میں بھی عرس پہ آپ کے ساتھ چلوں گا اور بیعت بھی ہوں گا۔ایک بار میں نے تاریخ بتادی کہ فلاں تاریخ کو عرس ہے،پہنچ جانا۔وہ پہنچ گئے اور ہم عرس میں شرکت کے لیے نقیب آباد پہنچے۔رات محفل سماع ہوئی،صبح جب بیعت ہونے کا وقت آیا تو کہنے لگے اور تو سب کام ٹھیک ہے پر یہ حال کھیلنے والا کام پسند نہیں آیا۔خیر!چادر پوشی کی رسم بابا بلھے شاہ کے مزار پر ہوا کرتی تھی۔زائرین بسوں،ویگنوں اور تانگوں پہ مزار پہ پہنچنا شروع ہو جاتے تھے اور چادر کی رسم کے وقت سب جمع ہو جایا کرتے۔ہم بھی پہلے پہنچ گئے اور ایک ہوٹل میں چائے کے لیے رک گئے۔چائے نوشی کے دوران میں نے یاسین صاحب سے کہا:یہاں سے ٹرین جاتی ہے،آپ چلے جائیں۔وہ ہم سے رخصت ہوئے اور ہم مزار پہ جا پہنچے۔محفل سماع کے دوران جب میں حضرت صاحب کے پاس نذر پیش کرنے پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ یاسین صاحب اوندھے پڑے ہیں اور حضرت صاحب نے ان کا ناک بند کیا ہوا ہے اور فرما رہے ہیں:لڑکے!ہماری طرف دیکھو۔جب انھیں ہوش آیا تو میں ان کو پیچھے لے کر آگیا اور کہا:خدا کے بندے!تمھیں تو اسٹیشن پہ بھیجا تھا اور تم یہاں آنکلے۔وہ کہنے لگے میں نکلا تو اسٹیشن کے لیے تھا،سوچا آپ سے ملتا چلوں اور یہاں پہنچ گیا،پھر کیا ہوا مجھے کچھ خبر نہیں۔میں نے کہا:چلو!اب آپ کو اسٹیشن پہ چھوڑ آتے ہیں۔اس پر کہنے لگے نہیں،اب تو مرید ہو کے ہی جاؤں گا اور اسی دن نقیب آباد میں داخل سلسلہ ہوئے۔''

☆-خواجہ صوفی لعل محمد شاہ

آپ ۸ ستمبر ۱۹۳۰ء کو جناب محمد حسن لون (م:۱۴ اگست ۱۹۹۴ء) کے ہاں بہ مقام دھمول

میں فوج میں بھرتی ہوئے۔ دوران ملازمت ہی بہ تاریخ یکم جنوری ۱۹۵۳ء، کوئٹہ میں حضرت صاحب کے ہاتھ پہ بیعت ہوئے۔ ۱۹۵۴ء میں آپ کا تبادلہ بالترتیب لاہور اور پھر جیسور (بنگلا دیش) میں ہوا۔ جیسور چھاؤنی میں قیام کے دوران ہی آپ کو حضرت صاحب کا مکتوب ملا جس میں حکم تھا کہ وہ مرزا کھیل پیران سلسلہ کے مزارات پہ حاضری دیں۔ آپ بنا چھٹی لیے مرزا کھیل تشریف لے گئے اور گیارہ دن وہاں قیام کیا۔ واپسی پہ آپ کو سزا بھی ملی اور ۱۹۵۶ء میں آپ نے فوج کی ملازمت ترک کر دی۔

۱۹۵۶ء میں بہ تاریخ ۱۱ ربیع الثانی بڑی گیارھویں کے موقعے پر آپ کی خلافت کا اعلان کیا گیا۔ آپ اس وقت بہ سلسلہ ملازمت جیسور میں ہی مقیم تھے۔ آپ کو خلافت کی اطلاع آپ کے برادر طریقت صوفی بشیر احمد شاہ (۱۹۲۷-۲ جمادی الاول ۱۴۲۵ھ ۱۰ جون ۲۰۰۵ء، متعلقین آزاد کشمیر، مدفون لاہور) (۳۴) نے بذریعہ خط دی تھی۔ ۱۹۵۷ء میں حضرت صاحب نے آپ کو سلسلے کی اشاعت کے لیے کراچی بھیجا۔ آپ چھ ماہ کراچی میں رہے اور اس دوران ریڈیو بنانے کا کام سیکھا۔ کراچی میں آپ کا قیام اپنے برادر طریقت صوفی محمد بشیر شاہ (۱۳۲۶-[illegible] ۱۳۹۸ھ ۱۹۲۷-[illegible] ۱۹۷۹ء) (۳۵) کے پاس رہا اور اسی سال آپ نے بیعت لینے کا آغاز کیا۔

۱۹۶۰ء میں آپ کی شادی باباصاحب کی ہمشیرہ کی دختر محترمہ پروین سلطانہ سے ہوئی۔ ۱۹۶۲ء میں چند ماہ آپ گڑالی (تحصیل گوجر خان) میں بھی قیام پذیر رہے۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو [illegible] اور چار بیٹیوں سے نوازا۔ اولاد کے نام بلحاظ ولادت درج ذیل ہیں: [illegible] سلطانہ، صاحبزادی [illegible] ([illegible] مدفون گڑالی)، صاحبزادہ طلعت محمود شاہ، صاحبزادہ محمد [illegible] شاہ، صاحبزادہ [illegible] محمود شاہ (م ۱۳ ستمبر ۱۹۹۳ء، متعلقین [illegible])، صاحبزادہ محمد [illegible] شاہ (پ [illegible] ۱۹۷۶ء)، [illegible] ناز (پ یکم جنوری ۱۹۷۹ء) اور رابعہ ناز (پ ۱۱ [illegible] ۱۹۸۱ء)

آپ نے ۱۹۶۲ء [illegible] پاکستانی چوک [illegible] میں [illegible]۔ ۱۹۶۲ء میں ہی خانقاہ کا قیام عمل میں آیا۔ آپ سے بیعت ہونے والے [illegible] ملک [illegible] سلسلے کی اشاعت میں سرگرم عمل ہیں۔ چند خلفا کے نام درج ذیل ہیں:

صوفی محمد حنیف شاہ (م ۱۱ شعبان ۱۳۹۵ھ ۲۱ [illegible] ۱۹۷۵ء، مدفون [illegible]) (۳۶)، صوفی سلطان احمد شاہ (م ۲ جمادی الاول ۱۴۲۱ھ ۵ ستمبر ۲۰۰۰ء، مدفون [illegible])، صوفی

شوکت حسین شاہ (م:۲۱ شعبان ۱۴۲۲ھ/ ۱۱ نومبر ۲۰۰۱ء، مدفون: حیدر آباد)،صوفی سراج الدین شاہ (م: یکم ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ/ ۱۸ ستمبر ۱۹۹۳ء، مدفون: میر پور خاص) (۳۷)،صوفی اللہ بخش شاہ مرحوم،صوفی حسین بخش شاہ (مدفون: حیدر آباد)،صوفی عبدالرزاق شاہ (مدفون: حیدر آباد)،صوفی محمد دین شاہ مرحوم (۳۸)،صوفی عبدالسلام شاہ مرحوم،صوفی عبدالسلام شاہ پر چون والے مرحوم (۳۹)،صوفی بڑے میاں مرحوم،صوفی محمد رمضان شاہ مرحوم،صوفی سعید احمد شاہ ولد صوفی محمد حنیف شاہ (مدفون: میر پور خاص) (۴۰)،صوفی موز دین شاہ (مدفون: کھپرو)،صوفی احمد علی شاہ (مدفون: کھپرو)،صوفی بابو دین شاہ مرحوم (۴۱)،صوفی محمد حسن شاہ مرحوم (نارووال)،صوفی اللہ دین شاہ مرحوم (بدین)،صوفی اسلام الدین شاہ (مدفون: حیدر آباد) (۴۲)،صوفی اخلاق احمد شاہ مرحوم، صوفی عبدالمجید شاہ مرحوم (۴۳)،صوفی شیر محمد شاہ مرحوم،صوفی مقبول احمد شاہ (مدفون: حیدر آباد). صوفی عبدالرحمان شاہ، ماسٹر صوفی محمد اسماعیل شاہ،صوفی بابو دین شاہ،صوفی نذیر احمد شاہ (راول پنڈی)،صوفی محمد سلطان شاہ،صوفی عبدالصمد شاہ،صوفی محمد نذیر شاہ (روہڑی)،صوفی عبدالغفار شاہ (کراچی)،صوفی عبدالرزاق شاہ (کراچی)،صوفی محمد دین شاہ (کراچی)،صوفی محمد رشید شاہ (روہڑی)،صوفی ممتاز احمد شاہ (حیدر آباد)،صوفی محمد منیر شاہ (سیال کوٹ)،صوفی محمد ضمیر شاہ (حیدر آباد)،صوفی محمد اسحاق شاہ (حیدر آباد)،صوفی علی محمد شاہ (کراچی) اور صوفی محمد ظہیر شاہ (ڈھوک مقدم- داخلی: چوہا خالصہ/تحصیل کلر سیداں: حال مقیم: لندن/ برطانیہ) (۴۴).

نقیبی اقتباسات سماعت (۱۹۹۰ء) کے نام سے ایک تالیف آپ سے یادگار ہے. آپ اپنے شیخ طریقت کی مفصل سوانح عمری تحریر کرنے کا بھی ارادہ رکھتے تھے، راقم نے اپنے بچپن میں آپ کی ایک بیاض میں حضرت صاحب کی سوانح حیات کا مفصل خاکہ ملاحظہ کیا تھا، کاروبارِ حیات نے شاید اس منصوبے کی تکمیل نہ ہونے دی. سلسلے کے حوالے سے آپ کو ایک اعزاز یہ بھی حاصل ہے۔ ۔ ب سے پہلے آپ ہی نے شجرہ طریقت طبع کرایا تھا. آپ کے بعد لالا صاحب (صوفی ملک امان شاہ) اور صوفی نور محمد شاہ (رحیم یار خان) نے بھی اس کارِ خیر میں حصہ ڈالا.

آپ میں موسیقی کا بھی بہت اچھا ذوق تھا. کوٹلی میں ایک ہارمونیم بھی آپ کے پاس تھا جسے بعض اوقات استعمال میں لایا کرتے، کبھی کبھار ہارمونیم کے ساتھ کوئی غزل بھی گنگنالیا کرتے تھے. ۳۱ جولائی ۱۹۸۸ء، کو مجھے ایک کتاب **مکمل ہارمونیم گائیڈ** (چراغ دین میوزک ڈائریکٹر، لاہور، جہانگیر بک ڈپو، س ن) عنایت کی تھی، جو اب مخدومہ امیر جان لائبریری میں محفوظ ہے.

آپ نے اپنی حیات میں ہی اپنا مزار کراچی میں تعمیر کرا لیا تھا۔ [illegible]
قلب بند ہو جانے کے سبب کراچی میں آپ نے عالم خاک و باد کو خیر باد کہا اور ۷ نومبر کو حیدر آباد میں آپ کی تدفین آپ کے اپنے بنائے ہوئے مزار میں عمل میں لائی گئی. آپ نے اپنی زندگی میں ہی اپنے سب سے چھوٹے بیٹے صاحب زادہ محمد طاہر لال شاہ (۴۵) کو اپنا سجادہ نشین مقرر کیا تھا. خدا تعالا انھیں سلسلے کی اشاعت اور اپنے والد و مرشد کے نقش قدم پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے. (۴۶)

۲۰۰۳ء میں آپ نے سالانہ عرس پہ منعقدہ طرحی مشاعرے کے لیے راقم کو مدعو کیا تھا. میں مشاعرے میں شریک تو نہیں ہو پایا البتہ اس منقبت سے دو اشعار یاد آ رہے ہیں، جو مشاعرے کے لیے کہی تھی:

جہان بھر میں جو بٹتا ہے، وہ ہے "حال" نقیب
زمیں پہ قریہ بہ قریہ ہے، یعنی "آل" نقیب
ہے کس میں تاب کہ دیکھے وہ اک جھلک ان کی
کہ "شاہ لال" تو ہیں جلوہ و جمال نقیب

چچا صاحب نے آپ سے ملاقات کے بارے میں فرمایا:

"ہم ان کے بارے میں سنتے تھے کہ صوفی لال محمد شاہ صاحب حضرت صاحب کے کوئی خلیفہ ہیں. ان دنوں وہ چند اختلافات کے سبب حضرت صاحب سے نہ ملتے تھے اور نہ آستانے پر آتے تھے. ہماری پہلی ملاقات سالانہ عرس کے موقعے پہ اس وقت ہوئی جب بھائی صاحب (خواجہ صوفی محمد نواز شاہ) انھیں آستانے پہ لے کے آئے. اس کے بعد ان سے ملاقاتیں ہونے لگیں. پہلے وہ ہمشیرہ صاحبہ (محترمہ پروین سلطانہ) [illegible] ان سے عقیدت تھی [illegible] تکریم کرتے تھے [illegible] منڈی صادق گنج تشریف لائے [illegible] بھائی صاحب اور [illegible] کی معیت میں [illegible] ایک بار ان سے آبائی گاؤں [illegible] (آزاد کشمیر) میں بھی [illegible] سالانہ عرس کے موقعے پہ بھی ان سے ملاقات ہو جاتی [illegible] آخری ملاقات [illegible] شوال ۲۰۱۳ء نقیب آباد میں ہی ہوئی [illegible] احوال [illegible] بھائی صاحب صوفی محمد نواز شاہ کی صحت کے بارے میں دریافت کیا [illegible] ملاقات ہوئی تھی؟ باقی وقت خاموش ہی رہے [illegible] تھے اور پھر ۶ نومبر والی [illegible] وصال کی خبر ملی." (۴۷)

سجادہ نشین وخلفائے کرام

☆-سجادہ نشین صاحب زادہ شہزاد فرید شاہ

آپ چچا صاحب کے نبیرہ ہیں اور میاں زاہد اقبال کے صاحب زادے۔ آپ ۱۵ فروری ۱۹۹۲ء کو منڈی صادق گنج میں پیدا ہوئے۔ میٹرک تک تعلیم حاصل کی اور آج کل آڑھت کے کاروبار کو دیکھ رہے ہیں۔ ۱۲ جنوری ۲۰۰۷ء کو چچا صاحب کے ہاتھ پہ بیعت ہوئے اور ۶ فروری ۲۰۱۰ء کو خلافت سے سرفراز فرمائے گئے۔ ۱۷ نومبر ۲۰۱۲ء کو حضرت فرحت اللہ شاہ مخاطب بہ حسن دوست کے سالانہ عرس کے موقعے پر آپ کی سجادہ نشینی کا اعلان کیا گیا اور بابا صاحب کے ہاتھوں آپ کی دستار بندی ہوئی۔ خدا انھیں پیران سلسلہ کے نقش قدم پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

=روہانہ (تحصیل: منچن آباد، ضلع: بہاول نگر)

☆-صوفی سعید احمد شاہ

آپ یکم مئی ۱۹۷۵ء کو محمد یار کے ہاں بہ مقام بہاول نگر ارائیں (گوت: بھٹہ) برادری میں پیدا ہوئے۔ مڈل تک تعلیم حاصل کی اور کسب معاش کے لیے مختلف کام کرتے رہے۔ یکم فروری ۲۰۰۱ء کو بیعت ہوئے اور ۶ دسمبر ۲۰۱۰ء کو ان کی خلافت کا اعلان کیا گیا۔ آج کل روہانہ داخلی منڈی صادق گنج میں رہایش پذیر ہیں۔

=رینالہ خرد (ضلع: اوکاڑہ)

☆-صوفی محمد صادق شاہ

آپ ۱۹۵۴ء کو منو خان (برادر: صوفی بشیر احمد شاہ/ ہرن والا) کے گھر بہ مقام ہرن والا قائم خانی راج پوت برادری میں پیدا ہوئے۔ آج کل بہ سلسلہ روزگار سعودی عرب میں مقیم ہیں اور ان کی مستقل رہایش چک ۳، تحصیل رینالہ خرد/ضلع اوکاڑہ میں ہے۔ ۶ فروری ۲۰۱۰ء کو آپ کی خلافت کا اعلان کیا گیا۔

=مرزے کی (تحصیل: منچن آباد، ضلع: بہاول نگر)

☆-صوفی محمد عارف شاہ

آپ ۱۹۷۴ء کو ہاشم علی کے ہاں بہ مقام مرزے کا، شیخ برادری میں پیدا ہوئے۔ مڈل تک تعلیم حاصل کی اور کئی سال چچا صاحب کے پاس ہی بہ طور پہرے دار کام کیا۔ آج کل آڑھت کے

کاروبار سے منسلک ہیں۔ آپ ۱۱ نومبر ۱۹۹۹ء کو بیعت ہوئے اور ۱۱ فروری ۲۰۰۱ء کو خلافت سے نوازے گئے۔

☆ - حافظ صوفی غلام حسین شاہ

آپ ۱۳ اگست ۱۹۸۶ء کو بمقام مرزے کا، کالوکے وٹو برادری میں پیدا ہوئے۔ پرائمری تک تعلیم حاصل کی اور کاشتکاری سے وابستہ ہو گئے۔ ۱۵ جنوری ۲۰۰۹ء کو بیعت ہوئے اور ۶ دسمبر ۲۰۱۰ء کو آپ کی خلافت کا اعلان کیا گیا۔

= منڈی صادق گنج (تحصیل: منچن آباد، ضلع: بہاولنگر)

☆ - صوفی رضوان اختر شاہ

آپ ۴ جنوری ۱۹۹۲ء کو میاں ولی محمد شاہ کے ہاں [illegible] وٹو برادری میں بمقام منڈی صادق گنج پیدا ہوئے۔ آپ میاں ولی محمد شاہ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔ بی اے [illegible] کے بعد آج کل بہاولنگر سے اردو میں ایم اے کر رہے ہیں۔ ۱۲ جنوری ۲۰۰[illegible] کو بیعت ہوئے اور ۲۶ فروری ۲۰۱۰ء کو خلافت سے سرفراز فرمائے گئے۔ [illegible] تصوف و ادب سے نہایت اعلیٰ ذوق [illegible] چچا صاحب سے [illegible] آوری میں نہایت مستعد ہیں [illegible] سلسلے کی اشاعت کے سلسلے میں چچا صاحب کے مریدوں میں سب سے زیادہ [illegible] ہیں۔

☆ - صوفی محمد اکرم شاہ

آپ [illegible] ۱۹۵[illegible] کو محمد حنیف [illegible] کے ہاں [illegible] چوہان راجپوت برادری میں پیدا ہوئے۔ [illegible] تک تعلیم [illegible] معاش [illegible] آپ [illegible] ۱۹۹۹ء [illegible] اور ۲۱ فروری ۲۰۰۶ء کو آپ کی خلافت کا اعلان کیا گیا۔ آپ چچا صاحب [illegible] ہیں۔ چچا صاحب اور بابا صاحب کی [illegible] میں رہائش پذیر ہیں۔ آج کل (۲ مارچ [illegible]) چچا صاحب [illegible]

☆ - صوفی امجد حسین شاہ

آپ ۱۱ اپریل ۱۹۷۶ء کو جناب [illegible] (میرے چچا صاحب) کے ہاں بمقام [illegible] (ضلع بہاولپور) چوہان راجپوت برادری میں پیدا ہوئے۔ [illegible]

منسلک ہو گئے۔ اب کئی سالوں سے منڈی میں ہی رہائش پذیر ہیں۔ ۱۲ مارچ ۲۰۰۲ء کو بیعت ہوئے اور ۲۶ اکتوبر ۲۰۱۰ء کو بہ مقام مزرے کا آپ کی خلافت کا اعلان کیا گیا۔

☆-صوفی محمد حسین شاہ

آپ ۱۹۸۹ء میں محمد دین کے ہاں بہ مقام منڈی صادق گنج محلہ نظام پورہ میں چوہان راج پوت برادری میں پیدا ہوئے۔ پرائمری تک تعلیم حاصل کی اور فاسٹ فوڈ کی دکان چلاتے ہیں۔ ۲۱ اکتوبر ۲۰۰۳ء کو بیعت ہوئے اور ۲۶ فروری ۲۰۱۰ء کو خلافت سے سرفراز فرمائے گئے۔

☆-صوفی اشفاق احمد شاہ

آپ ۱۹۸۰ء کو میاں محمد منیر کے ہاں بہ مقام منڈی صادق گنج محلہ کنور سٹریٹ وارڈ نمبر ۹ میں راٹھ قریشی برادری میں پیدا ہوئے جو جموں برادری کی عرفیت سے معروف ہے۔ پرائمری تک تعلیم حاصل کی اور زمین داری سے وابستہ ہو گئے۔ راقم الحروف کے قریبی دوستوں میں سے ہیں، میرا جب بھی منڈی جانا ہوتا ہے تو خاصا وقت ان کے ساتھ گزرتا ہے۔ آپ راقم سے بہت محبت رکھتے ہیں، خدا تعالا انھیں ہمیشہ خوش و خرم رکھے۔ آپ ۲۲ مارچ ۲۰۰۱ء کو بیعت ہوئے اور ۶ دسمبر ۲۰۱۰ء کو خلافت سے سرفراز فرمائے گئے۔

☆-صوفی محمد عمران شاہ

آپ ۱۰ جنوری ۱۹۸۳ء کو شیخ نعیم احمد کے ہاں بہ مقام محلہ قصاباں وارڈ نمبر ۴ منڈی صادق گنج میں شیخ (ٹھنڈے والے) برادری میں پیدا ہوئے۔ پرائمری تک تعلیم حاصل کی اور پان اینڈ کولڈ کارنر کے نام سے دکان ڈال کر کسب معاش کرنے لگے۔ آپ ۱۰ مئی ۱۹۹۹ء کو بیعت ہوئے اور ۲۱ فروری ۲۰۰۴ء کو خلافت سے نوازے گئے۔

☆-صوفی ارشد ندیم شاہ

آپ میاں ولی محمد شاہ کے بڑے صاحب زادے ہیں اور ۱۵ اگست ۱۹۸۰ء کو بہ مقام بھے والا عالم وجود میں آئے۔ مڈل تک تعلیم حاصل کی اور فصلوں کی سپرے کے کاروبار سے منسلک ہو گئے۔ ۱۱ نومبر ۱۹۹۹ء کو بیعت ہوئے اور ۱۲ فروری ۲۰۰۴ء کو خلافت سے نوازے گئے۔

☆-صوفی محمد عمران شاہ

آپ میاں ولی محمد شاہ کے منجھلے صاحب زادے ہیں۔ ۱۲ جون ۱۹۸۵ء کو منڈی صادق گنج میں پیدا ہوئے۔ میٹرک تک تعلیم حاصل کی اور آڑھت کے کاروبار سے وابستہ ہو گئے۔ ۳۰ اپریل

۲۰۰۱ء کو بیعت ہوئے اور ۶ دسمبر ۲۰۱۰ء کو خلافت سے سرفراز فرمائے گئے.

☆-صوفی محمد خان شاہ

آپ ۱۹۴۵ء کو ملک جہان خان کے ہاں بہ مقام اوچھالی (تحصیل و ضلع: خوشاب) اعوان برادری میں پیدا ہوئے. آپ کے والد گرامی فوج میں ملازم تھے. ۱۹۵۰ء میں ان کی تعیناتی امروکہ اسٹیشن پر ہوئی اور یوں وہ اپنے اہل خانہ کو بھی ساتھ لے آئے. ۶ دسمبر ۲۰۱۰ء کو خلافت سے سرفراز فرمائے گئے. ملازمت سے سبک دوشی کے بعد منڈی میں مستقلاً رہائش اختیار کر لی.

☆-صوفی محمد آصف شاہ مرحوم

آپ صوفی محمد خان شاہ کے صاحب زادے تھے. ۷ مئی ۱۹۸۶ء کو جوڑکی کلھاں میں پیدا ہوئے. میٹرک تک تعلیم حاصل کی اور اپنے والد صاحب کے ساتھ کاروبار میں ان کا ہاتھ بٹانے لگے. ۱۱ اپریل ۲۰۰۲ء کو بیعت ہوئے. چچا صاحب نے ایک دن جب وہ ان کی خدمت میں حاضر تھے، فرمایا: یہ میرا خلیفہ تھا. لیکن سالانہ عرس پہ باضابطہ اعلان سے قبل ہی ۲۰۰۶ء [illegible] سے ان کی وفات ہوگئی. منڈی صادق گنج میں ان کی تدفین عمل میں لائی گئی.

☆-صوفی محمد ساجد شاہ

آپ ۲۵ اکتوبر ۱۹۸۵ء کو غلام نبی کے ہاں بمقام منڈی صادق گنج [illegible] برادری میں پیدا ہوئے. پرائمری تک تعلیم پائی اور [illegible] دکان چچا صاحب کے پرانے مکان کی ڈیوڑھی سے متصل ہے [illegible] روز سب سے پہلے دیگ شریف سے سرفراز ہوتے ہیں [illegible] آپ [illegible] ۲۰۰۶ء کو بیعت ہوئے اور ۲۶ فروری ۲۰۱۰ء کو خلافت سے سرفراز ہوئے [illegible] کھیلتے ہیں.

☆-صوفی پرویز اختر شاہ

آپ ۲۱ مارچ ۱۹۵۶ء کو [illegible] کے ہاں بمقام منڈی صادق گنج [illegible] برادری میں پیدا ہوئے. پرائمری تک تعلیم حاصل کی [illegible] کی دکان منڈی بازار میں واقع ہے. آپ ۱۱ [illegible] ۱۹۹۹ء کو بیعت ہوئے [illegible] ۲۰۱۰ء کو خلافت سے نوازے گئے.

☆-صوفی محمد حنیف شاہ

آپ ۱۹۸۲ء کو محمد منشا کے ہاں بہ مقام قبر پٹ، چوہان برادری میں پیدا ہوئے۔ آپ امی مکفی ہیں اور بہ طور پلے دار منڈی میں کام کرتے ہیں۔ ۱۰ اپریل ۲۰۰۲ء کو بیعت ہوئے اور ۶ دسمبر ۲۰۱۰ء کو انھیں خلافت عطا کی گئی۔ آپ مستقل طور پر منڈی میں ہی رہائش پذیر ہیں۔

☆-صوفی عبدالرشید شاہ

آپ ۱۹۸۶ء کو محمد یوسف کے ہاں بہ مقام منڈی صادق گنج، ماچھو کے بسیلم برادری میں پیدا ہوئے۔ آپ نے دو چار جماعتیں پڑھیں اور بہ طور مزدور کسب معاش کرنے لگے۔ ۷ مارچ ۲۰۰۴ء کو آپ بیعت ہوئے اور ۶ دسمبر ۲۰۱۰ء کو ان کی خلافت کا اعلان ہوا۔

☆-صوفی دل شاد اختر شاہ

آپ ۱۲ اگست ۱۹۸۵ء کو جناب سردار محمد عرف دار (مرید حضرت صاحب) کے گھر بہ مقام محلہ نوری وارڈ نمبر ۵ منڈی صادق گنج ڈھڈی قبیلے میں پیدا ہوئے۔ مڈل تک تعلیم حاصل کی اور بہ طور منشی کسب معاش کرنے لگے۔ آپ ۹ جون ۲۰۰۳ء کو بیعت ہوئے اور ۶ دسمبر ۲۰۱۰ء، ۲۹ ذی الحجہ ۱۴۳۰ھ کو خلافت سے سرفراز ہوئے۔

☆-صوفی فقیر حسین شاہ

آپ ۲۵ دسمبر ۱۹۸۴ء محمد یاسین کے ہاں بہ مقام منڈی صادق گنج، شیخ برادری میں پیدا ہوئے۔ میٹرک تک تعلیم حاصل کی اور بہ طور منشی منڈی میں کام کرنے لگے۔ ۶ دسمبر ۲۰۱۰ء کو ان کی خلافت کا اعلان کیا گیا۔

☆-صوفی محمد سجاد شاہ

آپ ۱۹۸۸ء کو ا[illegible] کے ہاں بہ مقام منڈی صادق گنج، دین دار برادری میں پیدا ہوئے منشی کی ہیں اور تجارت کے پیشے سے منسلک ہیں۔ ۱۱ نومبر ۱۹۹۹ء کو بیعت ہوئے اور ۲۶ فروری ۲۰۱۰ء کو ان کی خلافت کا اعلان کیا گیا۔

☆-صوفی محمد مصطفا شاہ

آپ ۲۵ جولائی ۱۹۸۱ء کو مشتاق احمد کے ہاں بہ مقام منڈی صادق گنج، جوئیہ برادری میں پیدا ہوئے۔ پرائمری تک تعلیم حاصل کی اور بہ طور گھڑی ساز کام کرنے لگے۔ ۶ دسمبر ۲۰۱۰ء کو ان کی خلافت کا اعلان کیا۔

☆-صوفی محمد اسماعیل شاہ

آپ ۱۹۶۵ء کو نور محمد کے ہاں بہ مقام منڈی صادق گنج محلہ نظام پورہ میں چوہان راج پوت برادری میں پیدا ہوئے. پرائمری تک تعلیم حاصل کی اور بہ طور پلے دار منڈی میں کام کرتے ہیں. آپ ۹ ستمبر ۲۰۰۰ء کو بیعت ہوئے اور ۶ دسمبر ۲۰۱۰ء کو خلافت سے نوازے گئے.

☆-صوفی محمد سرفراز شاہ

آپ ۵ جنوری ۱۹۸۵ء کو محمد عباس کے ہاں بہ مقام منڈی صادق گنج ڈھڈی برادری میں پیدا ہوئے. مڈل تک تعلیم حاصل کی اور بہ طور حجام کسب معاش کرنے لگے. آپ کی دکان منڈی میں ہی واقع ہے. آپ ۱۹ جون ۲۰۰۳ء کو بیعت ہوئے اور ۲۶ نومبر ۲۰۱۱ء کو خلافت سے نوازے گئے

=ہارون آباد (ضلع، بہاول نگر)

☆-صوفی محمد وکیل شاہ

آپ ۲ جنوری ۱۹۷[illegible]ء کو محمد رمضان غوری کے ہاں غوری برادری میں بہ مقام [illegible] پیدا ہوئے. پرائمری تک تعلیم پائی اور قرآن پاک بھی حفظ کیا. ۱۸ اپریل ۲۰۰۳ء کو بیعت ہوئے اور ۲۶ فروری ۲۰۱۰ء کو خلافت سے سرفراز فرمائے گئے. آج کل [illegible] مقیم ہیں.

☆-صوفی مظہر فرید شاہ

آپ یکم اکتوبر ۱۹۹۰ء کو محمد طفیل کے ہاں بہ مقام [illegible] چوہان راجپوت برادری میں پیدا ہوئے. پرائمری تک تعلیم حاصل کی اور [illegible] ہیں. آپ ۹ جنوری ۲۰۰۱ء کو بیعت ہوئے اور ۲۶ دسمبر ۲۰۱۰ء کو آپ کو خلافت [illegible]

☆-صوفی محمد آصف شاہ

آپ ۳۱ دسمبر ۱۹۹۶ء کو نذیر احمد کے ہاں بہ مقام [illegible] پرائمری تک تعلیم حاصل کی اور بہ طور مزدور کسب معاش کرنے لگے. آپ ۳۰ [illegible] ۲۰۰۹ء کو بیعت ہوئے اور ۲۶ نومبر ۲۰۱۱ء کو خلافت سے سرفراز [illegible] (۲۸)

حوالہ جات وحواشی

صوفی شیر محمد صاحب ہنومان گڑھ (ریاست بیکانیر- بھارت) کے رہنے والے تھے. قیام پاکستان کے بعد اپنی ہمشیرہ کے ہمراہ موضع ہرن والا میں آ کر سکونت پذیر ہوئے. ان کا تمام خاندان ہنومان گڑھ میں ہی رہا. یہاں آ کر وہ فوج (ایم، پی) میں بھرتی ہو گئے. دوران ملازمت زیادہ تر بہاول پور میں رہے. یہ ملتان میں حضرت صاحب کے دامن سے وابستہ ہوئے. انھیں حضرت صاحب سے بہت لگاؤ تھا. آپ کئی دفعہ بہاول نگر شہر سے ہرن والا ذکر کرانے کے لیے پیادہ پا تشریف لائے. بہاول نگر سے ہرن والا اندازاً پینتالیس کلو میٹر کے فاصلے پہ واقع ہے. آپ سلسلے کے نہایت متحرک کارکن تھے. حضرت صاحب نے ایک بار ان کے بارے میں فرمایا تھا: یہ ہمارا قلندر ہے. ملازمت سے سبک دوشی کے بعد آپ اوکاڑہ میں رہائش پذیر ہو گئے اور وہیں وفات پائی. آپ کا مزار دیپال پور چوک کے جنوب میں ایک فرلانگ کے فاصلے پر اوکاڑہ شہر میں ہی واقع ہے.

۲. امین شاہ، صوفی محمد، **مکالمہ از شاہ رضوان اختر سہروردی** منڈی صادق گنج، ۲۴ نومبر ۲۰۱۳ء

۳. ایضاً

۴. بہ مطابق سند خلافت

۵. احمد دہلوی، سید، **فرہنگ آصفیہ**، لاہور، اسلامیہ پریس، جنوری ۱۸۹۸ء، اول، ۳/۱۶۳-۱۶۴

۶. صدیقی وارثی، مولوی شیخ فضل حسین، **مشکوٰۃ حقانیت المعروف معارف وارثیہ**، بانکی پور، مطبع اخلاق، ۱۹۱۹ء، اول، ص ۱۲۶

وارثی، اوگھٹ شاہ، **وارث گن پرکاش**، بانکی پور/ پٹنہ، برقی پریس، س ن، ص ۹

۷. قاضی محمد عبد السبحان ہزاروی (۱۸۹۸-۲ مئی ۱۹۵۸/ ۱۲ شوال ۱۳۷۷ھ) ایک مناظرے کے سلسلے میں ایک بار گولڑہ تشریف لے گئے. جب آپ محفل سماع میں پہنچے تو واعظ قوال آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ کے مزاج کے مطابق گرہ لگانے لگے. بعد ازاں آپ نے واعظ قوال کے بارے میں فرمایا: ''واعظ صاحب قوال صاحب کشف آدمی ہیں کہ میرے باطنی حال کو از راہ کشف دیکھ کر واعظ صاحب نے میری طرف دیکھ کر میرے حسب حال اشعار پڑھے ہیں.'' (ہزاروی، قاضی غلام محمود، مرتب، **فیوضیات سبحانیہ**، جہلم، مکتبہ غوثیہ مہریہ، س ن، اول، ص ۱۶۷) طارق مسعود اپنی تالیف **عزیز میاں** میں واعظ قوال کے بارے میں رقم طراز ہیں: ''۱۹ویں صدی میں عظیم المرتبت علی بخش المعروف واعظ الوقت نے اس فن کی ترویج و ترقی میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں. واعظ الوقت حافظ قرآن تھے اور انھیں فارسی، عربی، ہندی اور اردو کا بہت زیادہ کلام از بر تھا.'' (ظفر مسعود، **عزیز میاں**، راول پنڈی، ٹیمکو انٹرنیشنل، یکم اگست

میں سے علی بخش واعظ کا نام سب قوال احترام سے لیتے ہیں۔ حافظ عطا محمد صاحب کے بیان کے مطابق وہ حیدر آباد کے محلہ نام پلی میں رہتے تھے، انھوں نے قوالی کے فن میں کئی اضافے کیے خصوصاً قوالی میں گرہ انھیں کے نام کے ساتھ منسوب ہے۔ انھیں قوالوں کا استاد کہا جاتا ہے، ان کے متعلق زیادہ معلومات حاصل نہیں ہوسکیں۔ حاجی محبوب پاک پتن والے قوالی میں ان کے شاگرد ہیں۔ حافظ عطا محمد صاحب بھی کہتے ہیں کہ انھوں نے قوالی ان سے سیکھی۔" (مرزا، اشفاق سلیم، **اسلام میں موسیقی اور قوالی کی روایت**، مشمولہ ماہ نامہ احساس، **رقص و موسیقی نمبر (حصہ اول)**، پشاور، ج ا ش ۶-۷، ص ۱۷۹-۱۸۰) طارق مسعود نے ہندستان کے معروف قوال عبدالرحمان کانچ والا کا ایک بیان بہ روایت عزیز میاں اپنی کتاب میں درج کیا ہے: "رمضان خان صاحب اور محفل میں موجود قوال برادری میرا فیصلہ سن لو نوجوان قوال عزیز میاں کی قوالی سن کر آج مجھے اپنے استاد علی بخش واعظ یاد آ گئے۔ یہ نوجوان قوال مستقبل کا عظیم قوال ہوگا۔" (طارق مسعود، ص ۳۷)

۸۔ عبدالحئی چشتی، محمد، مرتب، **مکتوبات طیبات معروف بہ مہر چشتیہ**، گولڑہ، غلام معین الدین شاہ، س ن، ص ۲۶۵

۹۔ تھانوی، مولانا شاہ اشرف علی، **التکشف عن مہمات التصوف**، کراچی، کتب خانہ مظہری، س ن، ص ۲۶۹

۱۰۔ صدیقی، منصور احمد، **انساب صدیقی**، اسلام آباد، س راز، پہلی اشاعت، دسمبر ۱۹۹۵ء، ص ۲۳۱

۱۱۔ اسلام آبادی، **یادگار جہاں گیری مع آئینۂ جہاں گیری**، ص ۴۳

خانقاہ نقش بندیہ مجددیہ حمیدل (کوہاٹ) کے خلیفہ جناب صوفی رب نواز (پ ۱۵ ... ۱۹۳۲ء ... ضلع چکوال) نے اپنی تالیف **تصورِ شیخ** میں اس شعر کو خود سے منسوب کیا ہے (رب نواز، **تصورِ شیخ**، کوہاٹ، س ن، ص ۳) قبل ازیں وہ پوری غزل (جس کا یہ شعر ہے) اپنے شعری مجموعے **ضیائے نقشبند** میں نقل کر چکے ہیں (رب نواز، **ضیائے نقشبند**، کوہاٹ، س ن، ص ۲۰۷) یہ الگ بات ہے کہ غزل کا متن پوری صحت کے ساتھ نقل نہیں ہو پایا۔ یہ غزل پہلی بار ربیع الاول ۱۳۳۵ھ جنوری ۱۹۱۷ء میں **یادگار جہاں گیری مع آئینۂ جہاں گیری** (... شاہ عبدالقدیر قادری جہاں گیری، ص ۴۳-۴۶) میں شائع ہوئی تھی اب یہ کیسے ممکن ہے کہ صوفی صاحب نے اپنی ولادت سے پندرہ سال قبل یہ غزل ... کی فنی اغلاط ... مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے

... نواز شاہ، **ضیاء نقش بندی ایک غزل**، مشمولہ سہ ماہی **سوز و گداز** ... ۲۰۰۶ء، ج ۲ ش ۴، ص ۴۲-۴۵

مصطفیٰ آباد (ضلع قصور) ... امانت علی ... چشتی نے بھی اپنی تالیف **عرفان (خدا کی پہچان)** میں اس شعر کو غلطی سے حضرت صاحب (صوفی محمد نقیب اللہ شاہ) سے منسوب کیا ہے (مصطفیٰ آباد ...

[۱۹۸۰ء] ص ۱۱)

۱۲۔ سہروردی، شاہ رضوان اختر، **گفتارِ شاہِ امین**، غیر مطبوعہ

۱۳۔ یہ صاحب سیال کوٹ سے آیا کرتے تھے اور چاول کے بیوپاری تھے۔

۱۴۔ سہروردی، **گفتارِ شاہِ امین**، غیر مطبوعہ

۱۵۔ ایضاً

۱۶۔ رہتکی، مولانا مولوی محمد انور علی، **پوتھی لا الٰہ الا اللہ**، لاہور، ملک فضل الدین وچنن الدین وتاج الدین کے زئی، ۱۳۴۰ھ، پنجم ص ۸

۱۷۔ ہری اودھ، **کبیر و چناولی**، اردو ترجمہ، سرسوتی سرن کیف، دہلی، ساہتیہ اکادمی، ۱۹۹۰ء، اول ص ۴۵

۱۸۔ سہروردی، **گفتارِ شاہِ امین**، غیر مطبوعہ

۱۹۔ **تلسی رامائن** (دہلی، دیہاتی پستک بھنڈار، س ن، ۷۰۸ ص) کا یہ نسخہ اب مخدومہ امیر جان لائبریری نزالی میں محفوظ ہے۔

۲۰۔ جعفری، رئیس احمد، **انوارِ اولیا**، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، س ن، ص ۳۸۱

۲۱۔ آپ ۲۸ اگست ۱۹۵۲ء میں نور محمد کے ہاں بہ مقام لالیکا (تحصیل: منچن آباد، ضلع: بہاول نگر) قریشی برادری میں پیدا ہوئے۔ میٹرک تک تعلیم حاصل کی اور گائیکی کے فن سے وابستہ ہو گئے۔ ۱۹۶۸ء میں بخشی سلامت قوال (م: ۱۷ دسمبر ۱۹۹۳ء) کے آگے زانوئے تلمذ طے کیا اور دو سال استاد کے ساتھ رہے۔ ان کی نسبت بیعت بابا صاحب (خواجہ صوفی محمد نواز شاہ) سے ہے۔ ۱۹۷۰ء میں پہلی بار اپنے فن کا مظاہرہ چچا صاحب کے استاد سید روشن علی شاہ مداری کے مزار پہ ان کے عرس کے موقعے پر کیا۔ چچا صاحب نے ان کو مدعو فرمایا۔ انھوں نے حضرت صاحب (خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ) اور چچا کے صاحب کے سامنے پہلی بار قوالی کی۔ ۱۹۷۳ء میں باقاعدہ اپنی پارٹی بنائی اور ملک کے طول و عرض میں اپنے فن کا مظاہرہ کیا۔ ان کے اب تک پچاسی کے قریب لوک گیتوں اور قوالیوں کے والیمز آ چکے ہیں۔ اردو، فارسی، پنجابی اور سرائیکی میں کلام پڑھتے ہیں۔ پنجابی اور سرائیکی کلام بہت مہارت سے پڑھتے ہیں، بالخصوص سسی تو بہت ڈوب کے گاتے ہیں۔ (محمد حسین قوال، **ٹیلی فونک مکالمہ از شاہ رضوان اختر سہروردی**، بہاول نگر، ۲۲ دسمبر ۲۰۱۳ء)

۲۲۔ سہروردی، **گفتارِ شاہِ امین**، غیر مطبوعہ

۲۳۔ امام مسلم، جامع، **تفہیم المسلم مترجم مع شرح صحیح مسلم شریف**، ترجمہ و شرح، مولانا محمد زکریا اقبال، کراچی، دارالاشاعت، [۱۴۲۶ھ] ۱/ ۷۶۵-۷۶۶

۲۴۔ نارنگ، ڈاکٹر گوپی چند، **اردو غزل اور ہندستانی ذہن و تہذیب**، دہلی، قومی کاونسل برائے فروغ زبان اردو،

- ایضاً، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۵ء، ص ۲۷۶
نواز شاہ، خواجہ صوفی محمد، بیاض، نزالی، مخدوم امیر جان لائبریری، ۱۹۵۵ء
ممتاز اشرفی، مکتوب بہ نام راقم، کراچی، ۱۵ جنوری ۱۹۹۵ء

راقم الحروف نے بھی جب اول اول شعر کہنا شروع کیا تو اس زمین میں بھی طبع آزمائی کی اور ایک طویل غزل کہی۔ اس زمانے میں ممتاز اشرفی قوال سے بھی سلسلۂ مراسلت تھا۔ ان سے بھی فرمائش کر کے اس زمین میں غزل کہلوائی تھی۔ (مکتوب بہ نام راقم، کراچی، ۲۴ اکتوبر ۱۹۹۴ء) ذیل میں ممتاز اشرفی مرحوم کی غزل اور اپنے چند اشعار نقل کیے جاتے ہیں:

کہیں زاہد، کہیں واعظ کہیں شیخ و برہمن ہم
ذرا دیکھو تو کس کس رنگ کی ڈالے ہیں چلمن ہم
کہیں پر حسن یوسف ہیں کہیں عشق زلیخا ہیں
کہیں محمل نشیں ہیں اور کہیں پھرتے ہیں بن بن ہم
کہیں گم گشتہ راہی ہیں کہیں پر خضر منزل ہیں
کہیں ہیں رہبر کامل کہیں ہیں خود ہی رہزن ہم
فقیر بے نوا ہم ہی ہیں ہم ہی حاکم و سلطاں
کہیں پر بے ہنر ہیں ہم کہیں پر صاحب فن ہم
کہیں پر با عمل کوئی کہیں پر بے عمل کوئی
ہیں اچھے دوست اپنے اور ہیں اپنے آپ دشمن ہم
کہیں مخدوم ہیں ہم اور کہیں پر ہم ہی خادم ہیں
کہیں تو [illegible] ہیں [illegible] ہم
کہیں منصور و سرمد ہیں، کہیں پر شمس تبریزی
کہیں ممتاز مفتی ہیں، کہیں پر ہیں [illegible] ہم

ذرا دیکھو تو [illegible] بیٹھے ہیں [illegible] ہم
کہیں مسجد میں سجدہ ہیں کہیں مندر میں [illegible] ہم
عجب مجذوب [illegible]
کہیں ہیں [illegible] کہیں پر [illegible] ہم

کہ اس ہونے نہ ہونے کا معمہ کس طرح حل ہو
اگر وہ ہم سے یہ کہہ دیں کہ ظاہر ہم ہیں باطن ہم!
غبارِ راہ میں گم ہیں، کہیں منزل نشیں لیکن
کہیں رستہ، کہیں رہبر، کہیں ہیں خود ہی رہزن ہم
یہ ہیں سب روپ اپنے ہی نہ کھانا نام سے دھوکا
کہ رند و زاہد و صوفی جو ہم، شیخ و برہمن ہم
کہیں پہ شیخ اکبر ابن العربی کے تکلم میں
وجودی سر مخفی کو کیا کرتے ہیں روشن ہم
کہیں پہ شیخ سرہندی کی صورت میں ہوئے ظاہر
شھودی راز پنہاں کے عیاں ہونے کا کارن ہم
ہماری عمر دشت عشق میں ہر دور سے گزری
کہیں مجنوں، کہیں وامق، کہیں فرہاد و رانجھن ہم
حقیقت قرب و دوری کی اگر پوچھو تو اتنی ہے
کہیں ہیں معتقد اپنے، کہیں ہیں خود سے بدظن ہم
اذانِ مسجد و ناقوسِ مندر میں حسن ہر دن
محاسن اپنے دھراتے ہیں یوں، شیخ و برہمن ہم

۲۵۔ حسن نواز شاہ، **گوجر خان کے سہروردی مشائخ**، ص ۴۱۶-۴۲۳

۲۶۔ ایضاً، ص ۳۲۶، ۳۳۱-۳۳۲، ۳۴۰-۳۴۱، ۳۵۳، ۳۷۱

۲۷۔ آپ ۳ مئی ۱۹۵۷ء کو چودھری محمد کے ہاں بہ مقام گیدر سونا (تحصیل: چڑھوئی، ضلع: کوٹلی) کلیال جاٹ برادری میں پیدا ہوئے۔ مڈل تک تعلیم حاصل کی اور بہ سلسلہ روزگار پندرہ برس سعودی عرب میں مقیم رہے۔ واپسی پر تقریباً پچیس سال میرپور میں ہوٹل چلایا۔ آپ ۳ نومبر ۲۰۱۱ء کو شوگر کے مرض کے سبب فوت ہوئے اور اپنے آبائی گاؤں میں آپ کی تدفین عمل میں لائی گئی۔ صوفی محمد رشید شاہ، صوفی عبدالرحمان شاہ اور صوفی طارق محمود شاہ صاحبان نے جنازے میں شرکت کی۔

۲۸۔ آپ صوفی دلاور خان شاہ اور صوفی رئیس خان شاہ (راولپنڈی) ہر دو برادران کے خالو اور سسر ہیں۔

۲۹۔ آپ صوفی زاہد خان شاہ (پشاور) کے برادرِ خرد ہیں۔

۳۰۔ آپ صوفی زاہد خان شاہ (پشاور) کے ہم زلف ہیں۔

۳۱۔ آپ ۱۴ جون ۱۹۸۳ء کو جناب محمد سعید بھٹہ کے ہاں بہ مقام ملتان، بھٹہ برادری میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۹۹ء

ملتان سے ایف ایس سی کے امتحانات پاس کیے۔ ۲۰۰۴ء میں بہ طور پرائیویٹ امیدوار بہاء الدین زکریا یونی ورسٹی سے بی اے اور ۲۰۰۲-۲۰۰۶ء میں زرعی یونی ورسٹی فیصل آباد سے بی ایس سی (آنرز) کیا۔ ۲۰۰۷-۲۰۰۸ء Institute Des Supargo Montpellier 2 (UM2) فرانس سے ایم فل کیا اور ۲۰۱۰ء میں، واپس پاکستان آ گئے۔ ۲۰۱۱ء سے تا حال جی سی یونی ورسٹی فیصل آباد میں ملازمت کر رہے ہیں۔ آپ نے ۲۰۰۵-۶ء میں باقاعدہ شعر کہنے کا آغاز کیا اور ابتدا میں جناب مرتضیٰ اشعر (ملتان) سے رہ نمائی اور ۲۰۰۷ء تک جناب ثناء اللہ ظہیر (فیصل آباد) سے مشاورت کرتے رہے۔ آپ کی طبیعت شروع سے ہی غزل کی طرف مائل ہے اور اب تک آپ نے غزل ہی کہی ہے۔ البتہ ابتدا میں غزل کے ساتھ ساتھ کچھ اردو ماہیے بھی کہے جو جدید ادب (جرمنی، جولائی-دسمبر ۲۰۰۹ء، شمارہ مسلسل ۱۳، ص ۳۱۸) میں شائع ہوئے۔ آپ کا کلام اب تک جن اردو مجلات میں شائع ہو چکا ہے ان کے نام درج ذیل ہیں: **جدید ادب** (جرمنی)، **دبستان** (لاہور)، **کینوس** (کراچی)، **حرف** (کوئٹہ)، **اوراق** (سرگودھا)، **قرطاس** (گوجراں والا)، **ماہِ نو** (کراچی)، **سرخاب** (ایبٹ آباد)، **اجرا** (کراچی)، **بیاض** (لاہور)، **فنون** (لاہور)، **طلوعِ اشک** (شیخوپورہ)، **سمبل** (راول پنڈی)، **عکاس انٹرنیشنل** (اسلام آباد)، **صبحِ بہاراں** (ملتان)، **قومی ڈائجسٹ** (لاہور)۔ آپ کا کلام روزنامہ **نوائے وقت**، روزنامہ **جنگ**، روزنامہ دن اور روزنامہ پاکستان کے ادبی صفحات کی زینت بھی بن چکا ہے۔ (مبشر سعید، **ٹیلی فونک مکالمہ از راقم**، ملتان، ۲۵ جون ۲۰۱۴ء)

۳۲۔ آپ ۲ ستمبر ۱۹۲۷ء کو ۱۰۰-p ضلع رحیم یار خان میں چودھری رحیم بخش صابری (۱۸۸۵-۱۹۵۱ء) کے ہاں [illegible] جٹ برادری میں پیدا ہوئے۔ آپ کے [illegible] الدین قیامِ پاکستان سے قبل [illegible] (بھارت) سے ہجرت کر کے رحیم یار خان میں [illegible] پذیر ہو گئے تھے۔ [illegible] میں بھرتی ہو گئے اور ۱۹۸۵ء میں بطور صوبیدار میجر ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔ آپ [illegible] ۱۹۵۲ء میں سیال کوٹ چھاؤنی میں خواجہ صوفی نجیب اللہ شاہ سے ملاقات ہوئی اور ۱۹۵۹ء میں آپ [illegible] ہوئے۔ ۱۹۶۰ء میں آپ خلافت سے نوازا [illegible] ۱۲ رمضان ۱۴۱۹ھ/ [illegible] ۱۹۹۸ء [illegible] پائی۔ آپ کا مزار چک ۱۰۰-p ضلع رحیم یار خان میں ہے۔ (تحسین [illegible]، ٹیلی فونک مکالمہ از راقم، چک ۱۰۰-p ضلع رحیم یار خان، ۲۳ ستمبر ۲۰۰۹ء)

۳۳۔ آپ ۱۹۳۱ء کو چک [illegible] (ضلع [illegible]) میں پیدا ہوئے۔ [illegible] تعلیم سید [illegible] سے حاصل کی۔ [illegible]

کاروبار سے منسلک ہو گئے ۔۱۹۷۲ء میں حضرت صاحب سے بیعت ہوئے اور ۲۷ نومبر ۱۹۷۴ء کو خلافت سے سرفراز فرمائے گئے ۔ ۸ اگست ۱۹۹۴ء کو بیعت لینے کا آغاز کیا اور ۱۹۹۶ء میں منچن آباد میں مستقل رہائش اختیار کی ۔ (نقیبی ، سید انور سعید ، **گلزار نقیب** ، ماناں والا / شیخوپورہ ، مولف خود ، ۸ ذیقعد ۱۴۱۵ھ / ۹ اپریل ۱۹۹۵ء ، اول ، ص ۲۱۷ - ۲۱۹) مورخہ ۱۹ رمضان ۱۴۲۰ھ / ۱۶ دسمبر ۲۰۰۰ء کو آپ نے وفات پائی اور منچن آباد میں ہی آپ کی تدفین عمل میں لائی گئی مولانا فضل الرحمان مہتمم انوار الاسلام منچن آباد نے نماز جنازہ پڑھائی ۔آپ نے اپنے بیٹے صاحب زادہ عمر درزا شاہ (پ : ۱۵ جون ۱۹۶۸ء) کو اپنا سجادہ نشین مقرر کیا تھا ۔آپ کے مکاشفات اور اپنی آبائی بولی پر مشتمل آپ کی شاعری کی بیاضیں آپ کے سجادہ نشین کے پاس محفوظ ہیں ۔

۳۴ ۔ آپ ۱۹۲۷ء کو بہ مقام سلوابا (تحصیل : مینڈر / ضلع : پونچھ ۔ مقبوضہ کشمیر) میں میاں محمد حسن کے گھر گوجر کھٹانہ برادری میں پیدا ہوئے ۔مڈل تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۹۴۱ء میں ہندستانی فوج میں بھرتی ہو گئے اور ۱۹۶۹ء میں بہ طور صوبے دار ملازمت سے فارغ ہوئے ۔قیام پاکستان کے بعد آپ دوتھان (تحصیل : راولاکوٹ / ضلع : پونچھ ۔ آزاد کشمیر) منتقل ہو گئے اور ۱۹۸۲ء میں لاہور میں مستقل سکونت اختیار کر لی ۔آپ ۱۹۵۳ء کو کوئٹہ میں بیعت ہوئے اور ۱۹۵۳ء میں ہی خلافت سے سرفراز فرمائے گئے ۔آپ نے ۱۹۶۴ء میں بیعت لینے کا آغاز کیا ۔آپ نے ۲ جمادی الاول ۱۴۲۵ھ / ۱۰ جون ۲۰۰۵ء کو لاہور میں وفات پائی اور بستی عظمت پورہ بیدیاں روڈ لاہور میں زیرِ خاک آسودہ ہیں ۔آپ اردو اور گوجری زبان میں شعر بھی کہتے تھے ۔گوجری کلام کے بارے میں تو معلوم نہیں البتہ آپ کا اردو کلام جواب تک نظر سے گزرا ہے اس میں کافی فنی مسائل ہیں ۔آپ کے صاحب زادے صوفی جلیل الرحمان شاہ (پ : ۱۹۶۴ء) آپ کے سجادہ نشین ہیں ۔ (جلیل الرحمان شاہ ، صوفی ، **ٹیلی فونک مکالمہ از راقم** ، لاہور ، ۱۲ نومبر ۲۰۰۹ء) بابا صاحب کی ایک بیاض جو فوج میں ملازمت کے دوران کی ہے اس میں صوفی بشیر احمد شاہ کی بھی کچھ منظومات درج ہیں ، ذیل میں ایک غزل کے چند اشعار درج ہیں :

پڑھی تکبیر تحریمہ تو کعبہ روبرو آیا
بندھی نیت جو سجدے کی تو مولا روبرو آیا
اٹھائے ہاتھ کانوں تک ، کہا اللہ اکبر جب
کہوں پھر میں نے کیا دیکھا ، خدا خود روبرو آیا
وہ تھا مسجود ، میں ساجد ، ہوا سجدہ عجب ایسا
نہ سجدہ تھا ، نہ ساجد تھا کہ جلوہ روبرو آیا

نہ تھی تعداد سجدوں کی، جو جلوہ چار سو آیا

(نواز شاہ، خواجہ صوفی محمد، بیاض، نزالی، مخدومہ امیر جان لائبریری، ۱۹۵۵ء، ص ۳۴)

۳۵۔ صوفی محمد جمشید شاہ کے بارے میں بابا صاحب کا ارشاد ہے: ''وہ بہت اچھے اور سمجھدار صوفی تھے۔ حضرت صاحب کے ابتدائی خلفا میں سے تھے۔'' راقم نے سلسلے کے ہی کسی بزرگ سے سنا تھا کہ ان کا تعلق [illegible] برادری سے تھا۔ ان کا مزار ماڈل کالونی پرانا قبرستان ملیر کراچی میں ایک چار دیواری کے اندر ہے۔ قبر پختہ ہے اور اس پر کتبہ بھی نصب ہے۔ ۱۰-۱۱ جمادی الثانی ۱۴۰۲ھ/ ۵-۶ اپریل ۱۹۸۲ء کی تواریخ میں منعقد ہونے والے ان کے سالانہ عرس کے دعوت نامے میں ان کا اسمِ گرامی صوفی محمد جمشید علی شاہ [illegible] ہے اور بطور میزبان ان کے ایک خلیفہ کا نام ''خادم آستانہ عالیہ صوفی محمد جمشیدی'' درج ہے۔ قبر کے کتبے پر ان کی تاریخ وفات ۱۴ مئی ۱۹۷۹ء، ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۹۸ھ کندہ ہے۔ ذیل میں کتبہ نقل کیا جاتا ہے:

یا اللہ بسم اللہ الرحمن الرحیم یا محمد

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

فکر عقبیٰ کر رہے ناحق تم یوں [illegible]

اس کو خود ہی [illegible] ہوگی جس کا ہوتا ہوں میں

لٹ گئی کامل جہاں ساری متاعِ زندگی

کیا قیامت ہے وہیں سے زندگی پاتا ہوں میں

مزار پر انوار

حاجی صوفی محمد جمشید

قادری ابو العلائی جہانگیری چشتی صابری

خلیفہ حضرت صوفی الحاج محمد نقیب اللہ شاہ صاحب

[illegible] خادم

[illegible]

وقت وصال [illegible] سال

سن پیدائش ۱۳۲۶ھ

تاریخ وفات ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۹۸ھ

۱۴ مئی ۱۹۷۹ء بروز [illegible]

اسی چار دیواری میں [illegible] کی قبر ہے [illegible] تاریخ وفات ۲۲

ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ/ ۷ نومبر ۲۰۱۲ء بروز بدھ کندہ ہے۔ دونوں قبور کے درمیان بھی ایک کچی قبر ہے جسے شاید کسی نے اپنے لیے رکھا ہوا ہے۔ (ظہیر احمد، **ٹیلی فونک مکالمہ از راقم**، کراچی، ۵ جنوری ۲۰۱۳ء)

۳۶۔ صوفی عبداللطیف شاہ (م: ۲۷ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۲ء، مدفون: کراچی)، صوفی محمد یاسین شاہ مرحوم اور صوفی محمد عبداللہ شاہ عرف عبدل بھائی (مدفون: نقیب آباد) کی نسبت بیعت تو صوفی حنیف شاہ مرحوم سے تھی البتہ انھیں خلافت اپنے دادا مرشد خواجہ صوفی لعل محمد شاہ سے حاصل ہوئی۔ یہ سہ حضرات تا دم حیات سلسلے کی اشاعت میں سرگرم عمل رہے۔ خواجہ صوفی لعل محمد شاہ نے اپنی تالیف میں جہاں اپنے چند خلفا کے اسما لکھے ہیں وہیں صوفی عبداللطیف شاہ اور صوفی عبداللہ شاہ کے نام بھی بہ طور روحانی نبیرہ کے تحریر کیے ہیں۔ (لعل محمد شاہ، صوفی، **نقیبی اقتباسات ساعت**، حیدرآباد، مولف خود، ۱۹۹۰ء، اول، ص ۲۴)

۳۷۔ ان چاروں کی خلافت کا اعلان ۱۹۶۰ء میں بہ مقام کوئٹہ، شاہ مخلص الرحمان جہاں گیر کے سالانہ عرس پہ ہوا۔

۳۸۔ ان چاروں کی خلافت کا اعلان ۱۹۶۱ء میں بہ مقام کوئٹہ، شاہ مخلص الرحمان جہاں گیر کے سالانہ عرس پہ ہوا۔

۳۹۔ ان تینوں کی خلافت کا اعلان ۱۹۶۹ء میں بہ مقام نقیب آباد/ قصور، شاہ مخلص الرحمان جہاں گیر کے سالانہ عرس پہ ہوا۔

۴۰۔ ان دونوں کی خلافت کا اعلان ۱۹۷۰ء میں بہ مقام نقیب آباد/ قصور، شاہ مخلص الرحمان جہاں گیر کے سالانہ عرس پہ ہوا۔

۴۱۔ یہ تینوں ۱۹۷۵ء میں خلافت سے سرفراز ہوئے۔

۴۲۔ ان تینوں کو ۱۹۷۹ء میں خلافت عطا کی گئی۔

۴۳۔ ان دونوں کو ۱۹۸۲ء میں خلافت عطا کی گئی۔

۴۴۔ آپ ۲۶ دسمبر ۱۹۶۴ء کو جناب محمد نصیر کے ہاں بہ مقام ڈھوک مقدم (تحصیل: کلر سیداں۔ ضلع: راول پنڈی) چوہان راج پوت برادری میں پیدا ہوئے۔ ایف ایس سی تک تعلیم حاصل کی۔ آپ ۱۸ مارچ ۱۹۸۱ء کو بیعت ہوئے اور ۲۰ فروری ۱۹۸۳ء کو آپ کی خلافت کا اعلان کیا گیا۔ ۳۰ مارچ ۱۹۹۴ء سے تا حال برطانیہ میں مقیم ہیں۔ گذشتہ کئی سالوں سے بیعت لے رہے ہیں۔ (ظہیر شاہ، صوفی محمد، **ٹیلی فونک مکالمہ از راقم**، ۷ فروری ۲۰۱۴ء) آپ شعر بھی کہتے ہیں۔ ذیل میں آپ کے چند اشعار نقل کیے جاتے ہیں:

اپنی ہر سانس ترے نام ہے لکھی جاناں!
ہر نظر تیری محبت پہ ہے رکھی جاناں!
ہر نیا چاند ترے رخ کو جو سجدہ نہ کرے
ایسے ہر چاند کو ڈھک لے کوئی بدلی جاناں!

کیسے کہہ دوں کہ فقط ایک ستارا ہے مرا
چڑھ کے سولی پہ یہ کہتا ہوں کہ حق ہوں، میں ہوں
اب تو ہی جان کہ کس سمت اشارا ہے مرا
میرے اقبال کو پہنچو گے تو یہ سمجھو گے
کیا تجلی ہے مری کیسا نظارا ہے مرا

آرزوئے بہار کیا کرتے
ہم ترا انتظار کیا کرتے
دل تو پہلے ہی ان کی نذر ہوا
وہ نظر سے شکار کیا کرتے
ان کے وعدوں کا تذکرہ کر کے
ہم انھیں شرمسار کیا کرتے
ذرّے ذرّے کو چومتے تھے ظہیرؔ
ہم [illegible] کو [illegible] کیا کرتے

۲۵۔ آپ یکم نومبر ۱۹۰۲ء بمقام [illegible] دہلی میں پیدا ہوئے۔ [illegible] سے [illegible] مختلف [illegible] ہیں اور [illegible] جامعہ منہاج القرآن لاہور میں بھی زیر تعلیم رہے۔ آپ [illegible] تاریخ ۵ ربیع الاول ۱۴۱۹ھ ۱۱ جولائی ۱۹۹۸ء آپ وفات [illegible] (شاہ صاحب زادہ محمد، ٹیلی فونک مکالمہ از راقم، دہلی، ۱۵ فروری ۲۰۱۲ء)

۲۶۔ [illegible] محمد شاہ، خواجہ صوفی، ٹیلی فونک مکالمہ از راقم، حیدرآباد، ۲۶ ستمبر ۲۰۰۹ء

[illegible] محمد شاہ، نقیبی اقتباسات ساعت، ص ۱۲-۱۳، ۲۰

نقیب [illegible] شاہ، برقی مکتوب بنام راقم، دہلی [illegible] ۲ جنوری ۲۰۱۲ء

نقیبی، سید انور سعید، گلزار نقیب، ص ۲۲۳-۲۲۰

۲۷۔ امین شاہ، صوفی محمد، ٹیلی فونک مکالمہ از راقم، [illegible] صادق گنج [illegible] ۲۰۱۲ء

۲۸۔ خلفائے کرام کی فہرست [illegible] برادر [illegible] شاہ [illegible] ہے

باب چہارم

افکار و تعلیمات

تفہیم قرآن

آپ کا ارشاد ہے: قرآن کی تلاوت کے ساتھ ساتھ اس کی تفہیم بھی از حد ضروری ہے، کیوں کہ قرآن نسل انسانی کے لیے خدا کا آخری پیغام ہے اور اس کی تفہیم جتنی بہتر انداز میں ہوگی اس پہ عمل کرنا اتنا ہی سہل ہو جائے گا. پس قرآن کو ترجمے کے ساتھ پڑھو اور اس پہ اپنی استعداد کے مطابق غور و فکر بھی کیا کرو.(۱)

امام عالی مقام، پیکر رضا و تسلیم

شاہ رضوان اختر سہروردی رقم طراز ہیں:

''آپ جب بھی امام حسین رضی اللہ عنہ کا ذکر فرماتے ہیں تو آپ کی آنکھوں میں نمی اتر آتی ہے. آپ فرماتے ہیں: امام حسین رضی اللہ عنہ نے رضا و تسلیم کی وہ مثال قایم کی کہ اب قیامت تک عاشقان باصفا خدا کی رضا میں راضی رہنے کا سبق آپ کے اسوہ سے لیتے رہیں گے. امام حسین مراد رسول ہیں، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم بہ حالت سجدہ آپ کے پیٹھ پہ سوار ہو جانے کی وجہ سجدے طویل فرمالیا کرتے تھے. آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں.'' امام حسین نے اتنی فضلیت ہونے کے باوجود رضا و تسلیم کی راہ پہ چلتے ہوئے نہ صرف اپنی جان خدا کی راہ میں قربان کر دی بل کہ اپنا کنبہ بھی خدا کی راہ میں فدا کر دیا. اگر وہ میدان کربلا میں بددعا فرماتے تو ان کے مخالفین نیست و نابود ہو جاتے، ان کا نام و نشان تک نہ ملتا مگر رضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ.''(۲)

مذہب مسلک نوں نہ ویکھو، سب نال کرو پیار
درس محبت امن صبر دا، دیندے نیں سرکار
(قاسم اقبال جلالی)

چچا صاحب کا مشرب یہی رہا ہے، نہ کسی پر کبھی تنقید کی اور نہ ہی کسی کو برا بھلا کہا۔ ہمیشہ سب کے ساتھ شفقت کا برتاؤ رکھا، چاہے اس کا مذہب و مشرب کچھ بھی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ صبح سے شام تلک ہر مسلک و مشرب سے تعلق رکھنے والے حضرات آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں، اور ہر ایک کو اپنے مسلک کے تحت کلام کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔ ایک بار منڈی صادق گنج سے ایک اہل حدیث (محمد حسن جوئیا) نے آپ سے عرض کیا ''ہمارا طریق وہابی ہے لیکن ہمیں آپ کا طریقہ بہت پسند ہے، کیوں کہ آپ نے کبھی کسی کو برا نہیں کہا، بس اپنے کام سے کام رکھتے ہیں۔''

آپ کا ارشاد ہے:

''اپنے شیخ کے نقش قدم پہ چلنے کی کوشش کرو۔ کسی کے ساتھ فضول میں جھگڑا یا بحث ومباحثہ کی ضرورت نہیں۔ ہمارا کسی کے ساتھ جھگڑا ہے ہی نہیں۔ بس یہ کہو کہ بھائی! جاؤ اپنا کام کرو، فضول میں تنگ مت کرو۔ کیوں کہ صوفی فضول کا نہیں ہوتا۔''

اسی ضمن میں چچا صاحب کا ایک ملفوظ یاد آگیا۔ آپ نے کئی بار یہ بات ارشاد فرمائی

''ایک بار حضرت صاحب سالانہ عرس پر منڈی تشریف فرما تھے۔ عرس کے اختتام پر آپ پاک پتن تشریف لے جانے والے تھے اور گاڑی میں بیٹھ چکے تھے۔ راستے میں حاجی محمد یعقوب مرحوم اور حاجی محمد اپنے کئی ساتھیوں سمیت حضرت صاحب کی ملاقات کو پہنچے۔ مصافحے کے بعد عرض گزار ہوئے کہ حضور! کوئی بات ارشاد فرمائیں۔ حضرت صاحب نے امجد حیدرآبادی کا ایک شعر سنایا:

خوش رہنا ہر ایک سے، ایماں اسے کہتے ہیں
بس ایک کا ہو رہنا، توحید اسے کہتے ہیں

اس پر وہ خوش ہو گئے اور فرمایا یہ شعر اپنے پلے باندھ لو [illegible]

تذکرہ کرتے رہے. حضرت صاحب شعر سنا کر روانہ ہو گئے.'' (۳)

چچا صاحب جب بھی یہ واقعہ سناتے ہیں تو آپ کے روئیں روئیں سے اپنے شیخ طریقت کے ساتھ عقیدت جھلکتی ہے. اور ان کے چہرے پہ ذکرِ شیخ کے وقت جو بشاشت ٹپکتی ہے یہ زبان حال اپنے مرشد طریقت کی حکمت پسندی اور مختلف مسالک و مشارب کے درمیان فاصلے کم کرنے کی صوفیانہ فلاسفی پہ داد دے رہی ہوتی ہے.

کئی سال پہلے آپ نے سالانہ عرس پہ منڈی کے تمام مسالک کے ایمہ وعلماے کرام کو ختم خواجگان پہ مدعو فرمایا اور سبھی کو ایک ہی دستر خوان پہ ایک ساتھ کھانا کھلایا. آپ کی وسیع المشربی اور شفقت کا ہی یہ اعجاز ہے کہ سبھی مسالک کے علما و پیروکار آپ کا احترام کرتے ہیں اور نیازمندی ظاہر کرتے ہیں. منڈی میں واقع مساجد میں جب بھی کوئی انتظامی یا مسلکی مسئلہ ہوتا ہے تو سبھی حضرات اس کے حل کے لیے آپ کے پاس تشریف لاتے ہیں.

منڈی میں ایک ایم بی بی ایس ڈاکٹر، دکتر محمد شریف طور (م: ۲۲ دسمبر ۲۰۱۲ء) ہوئے ہیں. ان کے چچا صاحب کے ساتھ بہت اچھے مراسم تھے. ڈاکٹر شریف پہلے بریلوی المسلک تھے بعد ازاں وہ اہل حدیث ہو گئے. اس کے باوجود آپ کی شفقت دکتر شریف کے حال پہ قایم رہی اور آپ نے کبھی بھی ان پہ نہ تو خفگی کا اظہار فرمایا اور نہ ہی کبھی اس مسئلے پہ ان سے بات کی. دکتر شریف تا حیات آپ کے نیازمند رہے اور انھوں نے بھی تکریم واحترام میں کوئی کمی نہیں کی.

چچا صاحب اکثر نمازیں اور جمعے کی نماز النقیب کارپوریشن کے بالمقابل دیوبندی حضرات کی مسجد میں ادا فرماتے ہیں. راقم الحروف نے چند ایک بار ریلوے اسٹیشن منڈی صادق گنج کے قریب واقع مدینہ مسجد میں مدفون مولانا محمد رمضان (مرید و خلیفہ: شاہ عبدالقادر راے پوری) کا ذکر احترام کے ساتھ کرتے ہوئے پایا. اسی طرح بریلوی مکتب فکر کے علما بھی آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوتے رہتے ہیں اور آپ بھی مقدور بھر ان کے مدارس کی امداد فرمایا کرتے ہیں. آپ کا ایک اور ملفوظ ہے:

> ''صوفیہ کے پاس ایسی کون سی فورس ہے جو ہر آدمی کو بلا تفریق مذہب و ملت ان کے پاس جانے پہ مجبور کرتی ہے. ان حضرات نے بلا تفریق مذہب و ملت سب سے پیار کیا، سب کے سروں پہ دست شفقت رکھا. ایسی محبت جس میں ہندو، مسلم، سکھ عیسائی، یہودی کی کوئی قید نہیں. ایک صوفی کی مثال ایک شجر کی سی

میں ہر مذہب اور ہر قماش کے لوگ آ کر راحت پاتے ہیں۔ ایسے ہی ایک صوفی ہر قماش کے لوگوں کو اپنے پاس آنے دیتا ہے، ان پہ شفقت کرتا ہے اور پھر ان کی کایا کلپ کرتا ہے، جس سے ان کی زندگی میں تبدیلی آ جاتی ہے۔"

تصوف وصوفی

آپ کا ارشاد ہے:

''تصوف ہر وقت اُس کی یاد، اس کی جستجو میں رہنے اور اسے پہچاننے کا نام ہے۔ صوفیہ کی بنیادی تعلیم انسانوں سے پیار اور انسانیت کی بھلائی رہی ہے۔ اگر تم صوفی ہو تو بلا امتیاز مذہب وملت سب کے ساتھ شفقت اور محبت سے پیش آؤ، لوگ تم سے مل کے اندر سے جی اٹھیں، ان میں ہمت اور حوصلہ پیدا ہو، وہ بار بار تمھاری شفقت اور اللہ واسطے کے پیار کے سبب تمھارے پاس آئیں اور سیراب ہو کر جائیں۔ صوفیہ کہتے ہیں: جو بھی انسانیت کا بھلا کرے گا، اللہ اسے اجر دے گا۔ صوفیہ تو انسانیت کے قائل ہوتے ہیں۔'' (۴)

کبیر داس وگورونانک

آپ اپنی گفتگو میں کبیر کے اشعار کا برمحل استعمال فرمایا کرتے ہیں۔ کبیر کے بارے میں آپ کا ارشاد ہے:

''وہ بزرگ تھے۔ ہندو کہتے ہیں وہ ہندو تھے اور مسلمان انھیں مسلمان سمجھتے ہیں۔ یہ الگ بات کہ کبیر عربی زبان کا لفظ ہے اور ان کے بیٹے کا نام کمال اور بیٹی کا نام کمالی تھا۔''

گورونانک کے بارے میں آپ کا ارشاد ہے:

''انھوں نے جس قسم کی تعلیم دی اس سے یہ اندازہ مشکل ہوتا ہے وہ ہندو تھے یا مسلمان؟''

گورونانک کے بارے میں ایک اور ملفوظ ہے:

''مسلمان کہتے ہیں وہ مسلمان تھے۔ جب ان کا انتقال ہوا تو ان کے پیروکار جو بعد ازاں سکھ کہلائے انھیں ہندو سمجھتے ہیں۔ انھوں نے ...

سارے کا سارا تصوف پر ہی مبنی ہے۔ انھوں نے خدا کی وحدانیت کا درس دیا۔ وہ ہندو مسلم اتحاد کے خواہش مند تھے۔ ان کے بہ قول: یہ دوئی اور تفریق تو ہماری پیدا کردہ ہے ورنہ سب کا مالک و خالق تو ایک ہی ہے تو اسی ایک کی بنیاد پہ سب میں اتفاق ہونا چاہیے۔ اسی ایک کا نور ہی سب میں ہے: ایک نور سے سب جگ اپجا کون بھلے کو مندے۔'' (۵)

جمہوریت یا بادشاہت

ایک سوال کے جواب میں فرمایا: جمہوریت ہی بہتر ہے، اسلام جمہوریت کا ہی قایل ہے اگر بادشاہت ہوتی تو حضورﷺ کے بعد حضرت فاطمہ الزہرا جانشین ہوتیں۔ (۶)

سفر العشق یعنی قصہ سیف الملوک

شاہ رضوان اختر سہروردی راوی ہیں: آپ سال بھر میں جس کتاب کو سب سے زیادہ ملاحظہ فرماتے ہیں وہ میاں محمد بخش قادری کی شہرۂ آفاق تصنیف **سیف الملوک** ہے۔ چچا صاحب کے زیر مطالعہ **سیف الملوک** کا وہ نسخہ ہے جسے مولوی محبوب علی پریشاں (م: ۱۹۸۵ء) نے ترتیب دیا تھا اور محکمۂ اوقاف مظفر آباد کا (۱۹۷۸ء کی) شایع شدہ ہے۔ **سیف الملوک** کا یہی اڈیشن بابا صاحب کے بھی زیر مطالعہ رہا ہے۔

موسیقی

موسیقی کے بارے میں آپ کا ارشاد ہے:

''بزرگان دین نے موسیقی کا انکار نہیں کیا اور نہ ہی اسے حرام کہا ہے۔ داتا صاحب نے کشف المحجوب میں سماع اور موسیقی پہ باقاعدہ ایک باب باندھا ہے۔ داتا صاحب، صاحب شرع بزرگ تھے اور ہندستان میں آنے والے اولین بزرگوں میں سے تھے۔ بے راہ روی صرف موسیقی ہی کی وجہ سے فروغ نہیں پاتی، جس نے غلط کاری کرنی ہے اس نے بہ ہر حال کرنی ہے، اس کے لیے اسے کسی وجہ کی ضرورت نہیں۔ شعر اور سماع میں دراصل صوفی کے احوال و کیفیات کی ترجمانی ہوتی ہے، وہ مختلف علامتوں سے اپنے حال کا ابلاغ کرتے ہیں، جیسے خواجہ صاحب (خواجہ غلام فرید/ کوٹ مٹھن) نے اپنے حال کے بیان میں اکثر سسی کی علامت کا استعمال کیا۔ اب اگر کوئی یہ سمجھے کہ خواجہ صاحب نے مجازی

کن بزرگوں نے کس کا جواز مہیا کیا ہے تو یہ ان کی اپنی سوچ ہے۔ اگر یہ بزرگ اگر سماع وموسیقی کے جواز کے قائل ہیں تو اس کے لیے انھوں نے احتیاطاً شرایط بھی نہایت کڑی مقرر کی ہیں۔ یہ الگ بات کہ وقت کے ساتھ ساتھ ضرورتاً شرایط میں سختی یا نرمی کر لی جاتی ہے۔'' (۷)

عشق نہ دیکھے این وآں

عشق کے بارے میں آپ کا ارشاد ہے:

''عشق ہمیشہ روایت سے ہٹ کے رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس جذبے کا حامل کبھی بھی سود وزیاں کی پرواہ نہیں کرتا۔ یہ عشق ہی کے سبب ہے کہ ایک بندہ جان کی پرواہ کیے بغیر اسلام کی سربلندی کے لیے اپنی جان خدا کی راہ میں قربان کر دیتا ہے۔ وہ اقبال کا کیا شعر ہے؟ ہاں یاد آیا:

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

عشق مجازی ہو یا حقیقی، ہمیشہ روایت شکن ہوتا ہے۔ عشق بے بسی کا نام ہے اور انسان طبعاً مصلحت پسند واقع ہوا ہے اور عشق میں یہ ممکن نہیں۔'' (۸)

سجدۂ تعظیمی

سجدۂ تعظیمی کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا:

''کسی شے کے جواز یا عدم جواز پر فتوا دینا مفتیوں کا کام ہے اور فتوا کی بھی عام طور پر ذاتی رائے ہوتی ہے جس سے اتفاق اور اختلاف کی گنجائش ہر حال موجود ہوتی ہے۔ کسی بھی فتوے میں مفتی کے ذاتی عقیدہ اور تعبیر کا پرتو بھی کسی نہ کسی پہلو موجود ہوتا ہے اور وہاں سے اختلاف شروع ہوتا ہے۔ میرا ذاتی خیال سجدۂ تعظیمی کے بارے میں یہ ہے کہ سجدۂ عبادت اور سجدۂ تعظیمی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ سجدۂ عبادت کے لوازمات میں بدن کا پاک ہونا، باوضو ہونا، نیت کرنا اور تسبیحات وغیرہ شامل ہیں جب کہ دوسرا محض اپنے دلی احترام یا پیر کی قدم بوسی یا اس میں ہوتی ہے تو اسے سجدہ نہیں کہنا چاہیے ان معاملات کا تعلق تصوف سے ہے مذہب سے نہیں۔'' (۹)

زہد و تقویٰ چیست اے مردِ فقیر؟

آپ فرماتے ہیں:

''پہلے بزرگان کی بھی زہد و تقوا سے مراد اول اپنی اصلاح کرنا، پھر دین کے پیغام کو اوروں تک پہچانے کے لیے کوشش کرنا اور اس راہ میں مشکلات کو برداشت کرنا تھا بل کہ ہر دور کے صوفیہ کا یہی نقطہ نظر رہا ہے یعنی: جو دم غافل سو دم کافر اور ہتھ کار ول، دل یار ول. اب تک اہل تصوف اسی ڈگر پر چل رہے ہیں کوئی بھی گھر بار کو ترک نہیں کرتا، نہ ایسی تعلیم دیتا ہے اور اسلام نے بھی اس سے منع کیا ہے. صوفیہ فکر معاش کے لیے بھی تگ و دو کرتے ہیں، عیال داری بھی نبھاتے ہیں اور مخلوق کی خدمت و تربیت بھی کرتے ہیں. صحیح معنوں میں جو عقیدہ ہے اُس میں ہرگز یہ نہیں ہے کہ اپنے آپ کو بے کار کر لو، بزرگ مزدوری بھی کرتے رہے ہیں. ہاں! جب اتنا ہو جاتا تھا کہ تبلیغ سے فرصت نہیں ملتی تو عقیدت مند جو نذرانہ دیتے تھے، اُس سے خود بھی کھاتے ہیں اور مخلوق کو بھی کھلاتے ہیں. بزرگوں کا دستور ہے کہ طمع مت کرو، جمع مت کرو اور منع مت کرو. یہ نہیں کہ بھوکے ننگے رہو اور جنگل میں چلے جاؤ، اس سے تو سینکڑوں حقوق العباد رہ جاتے ہیں. یہ تو رہبانیت ہے اور اسلام نے اس سے منع کیا ہے. ایسا چلن تو ہندوؤں کے ہاں رائج ہے کسی مستند صوفی کے ہاں ایسی روایت نہیں ملتی. زہد و تقوا اصل میں اس چیز کا نام ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے اس کی یاد سے لمحہ بھر بھی غفلت نہ ہو اور حقوق و فرائض کو برابر انجام دیتے رہو. ہمارے حضرت صاحب نے شروع میں ملازمت بھی کی ٹھیکے داری بھی کی، زمین دارہ بھی کیا ہے اور کرواتے بھی رہے، اولاد کا بھی خیال رکھا، انھیں پڑھایا بھی ہے، دنیا کے مطابق کام بھی کیے اور تبلیغ بھی کی.'' (۱۰)

چیدہ و چنیدہ

ذیل میں آپ کے ملفوظات میں سے ایک انتخاب جس کا تعلق آپ کے سلسلے اور علاقائی تاریخ سے ہے، پیش خدمت ہے:

☆ - خواجہ نظام الدین تونسوی اور ان کے بیٹوں سے ہڑپہ (ضلع: ساہی وال) میں ملاقات ہوئی تھی.

☆ - پیر غلام احمد شاہ (موضع نصرانہ) میرے ہم جماعت تھے. ان کے والد پیر حیات

حال صاحب سے بھی ملاقات رہی۔

☆- پیر سید محمد اسوار شاہ گیلانی (۱۱) اور سید روشن علی شاہ مداری نے اکٹھے jV کی تھی۔ ان سے بھی اکثر ملاقات رہتی تھی، کبھی بستی کھوکھراں میں اور کبھی مرزیکا میں۔ ان سے کبھی تفصیلی گفت گو نہیں ہو پائی، کیوں کہ وہ اکثر دم کرانے اور تعویذات لینے والوں میں گھرے رہتے تھے۔

☆- جب سیڈ و سلطان پور میں رقبے پہ ہوتا تھا تو اس وقت شب کو جس وقت بھی آنکھ کھلتی تھی تو وضو کر کے ذکر خفی چار ضربی کرتا اور حبس دم بھی۔

☆- جمعرات کو محفل ذکر ہرن والا کی مسجد میں ہوا کرتی، میں ہی تمام حضرات کو ذکر کروایا کرتا تھا۔

☆- پہلے پہل تقریباً سات آٹھ سال حضرت فرحت اللہ شاہ کا عرس تین تا چار محرم کو منڈی میں منایا جاتا تھا۔ پھر حضرت صاحب نے فرمایا کہ محرم کے پہلے دس دنوں میں صرف پاک پتن میں ہی محفل ہوگی۔ یوں منڈی صادق گنج والا عرس ۲۸ تا ۲۹ ذی الحجہ کو منایا جانے لگا۔

☆- حضرت صاحب، بابا سائیں چیہ کے عرس پہ دو بار تشریف لائے تھے۔ جس سال پیر روشن علی شاہ کا وصال ہوا، اس سال بھی حضرت صاحب وہاں تشریف لائے۔ شاہ صاحب کی شریک حیات زندہ تھیں۔ حضرت صاحب نے شاہ جی کی زوجہ سے فرمایا آپ ہماری بہن ہیں، آپ ہمارے ساتھ قصور چلیں، یہاں اکیلی رہتی ہیں۔ اس پر اماں جی نے کہا بابا جی! انہیں شاہ جی کا حکم ہے کہ اس جگہ سے باہر نہ جانا۔

☆- زاہد میاں زاہد اقبال کی شادی ۲ مارچ ۱۹۹۱ء پاکپتن میں ہوئی۔ امان جی (خواجہ صوفی محمد امان شاہ)، نواز صاحب (خواجہ صوفی محمد نواز شاہ)، حشمت صاحب (صوفی حشمت علی شاہ بہگاں والے)، نیاز شاہ (سید نیاز حسین شاہ ملتان)، صوفی لطیف صاحب (صوفی عبداللطیف حاصل پور)، صوفی بشیر (صوفی بشیر احمد شاہ ہرن والا)، صوفی [illegible] (صوفی محمد حسن شاہ نتھن آباد) اور اللہ یاسین (صوفی محمد یاسین شاہ [illegible]) تشریف لائے ہوئے۔ امان قوال رات کافی تاخیر سے پہنچے تو ان کے پہنچتے ہی محفل [illegible] ہوئی۔

☆- جب لوگ ہجرت کر کے آئے انہوں نے وہاں سے رسم و روایات نہیں چھوڑا اب

بہت مشکل سے رواجات میں کچھ کچھ کمی آ رہی ہے.

☆- مجھے اور نواز صاحب کو لالا جی سے بہت پیار تھا.

☆- پہلے بہت غربت تھی، لوگوں کے پاس پیسہ بہت کم ہوتا تھا. حضرت صاحب ۱۹۶۵ء سے قبل بہت کم نذر قبول فرمایا کرتے تھے. اس کے بعد خوش حالی آنے لگی. حضرت صاحب نے یہ اعلان فرما دیا تھا کہ ہم جہاں بھی جائیں گے وہاں صرف ایک ہی کھانا پکایا جائے گا ہمارے لیے بھی اور ہمارے ہمراہ جو ہوں ان کے لیے بھی. مقامی حضرات اپنے گھروں سے کھا کے آئیں گے، صرف جو باہر سے ہمارے ساتھ ہوں گے وہ کھانا کھائیں گے.

☆- امان بہت اچھا قوال تھا، اسے سرِ محفل کوئی بھی کلام لکھ کے دے دیا جائے وہ اسی وقت پڑھ دیتا تھا.

☆- منشی رحمت الٰہی (۱۲) برطانیہ گئے تو وہاں سے ان کا ایک خط آیا. انھوں نے لکھا کہ ایک دن وہ اپنے بھتیجے کے ساتھ کہیں سفر پر جا رہے تھے، ان کا بھتیجا گاڑی چلا رہا تھا کہ اچانک اس نے بہت زور کی بریک لگائی. میں نے اس سے پوچھا: بیٹا! کیا بات ہے؟، اس نے کہا کہ آگے چڑیا برف کی وجہ سے ٹھٹھری ہوئی پڑی ہے. اس نے اسے اٹھا لیا اور اپنے تولیے سے اسے صاف کیا اور گھر لے آیا. گھر پہنچ کر اس نے تحفیظ حیوانات کے دفتر فون کیا، تھوڑی دیر میں محکمے کا عملہ آ گیا اور چڑیا کو لے گئے. وہاں کے بچوں کو شروع سے ہی انسانیت کی قدر کی تعلیم دی جاتی ہے. وہ انسان تو انسان جانوروں سے بھی بے پناہ محبت کرتے ہیں ان کے ہاں جانوروں کے ایسے ایسے ہسپتال ہیں کہ ہمارے ہاں انسانوں کے بھی نہیں.

☆- لالا جی زیادہ تر پنجابی میں گفت گو کیا کرتے تھے.

☆- لالا جی کے مریدوں میں فاروق اور طفیل نے ان کی بہت خدمت کی.

☆- کراچی میں حضرت صاحب کی ایک پیر بہن مقیم تھیں. وہ پیشے کے اعتبار سے ڈاکٹر تھیں. میں، حبیب اللہ شاہ صاحب اور صوفی اسلم صاحب ایک بار ان سے ملنے ان کے گھر گئے تھے. انھوں نے ایک بھتیجا اپنے پاس رکھا ہوا تھا جو ان کی خدمت کرتا، کیوں کہ اس وقت ان کی عمر خاصی ہو چکی تھی. ان کے گھر میں ایک شیشے کے فریم میں ایک مولی اور

[illegible]

استفسار کیا، تو انھوں نے فرمایا: ایک بار نقیب بھائی سے ملنے نقیب آباد گئی تو انھوں نے یہ مولی اور سنگترہ اپنے ہاتھ سے توڑ کے دیے تھے، اس وقت آستانے پہ سبزیاں اور پھلوں کے پودے لگے ہوئے تھے. میں مولی و سنگترہ گھر لے آئی اور انھیں محفوظ کر لیا. اب تو نقیب بھائی ہی ہمارے لیے سرکار حسن پیا ہیں. حبیب اللہ شاہ صاحب نے ان سے سوال کیا: پھوپھی صاحبہ! اب تو آپ کی کافی عمر ہو چکی ہے پھر ڈاکٹر حضرات خصوصی طور پہ آپ کو آپریشن کے بعد اتے ہیں اس کا کوئی خاص سبب؟ اس پر وہ مسکراتے ہوئے فرمانے لگیں: دوسرے ڈاکٹر آنکھیں کھول کے آپریشن کرتے ہیں اور میں آنکھ بند کر کے بسم اللہ کرتی ہوں. میں یہ تصور کرتی ہوں کہ یہ آپریشن میں نہیں بل کہ ہمارے سرکار حسن پیا فرما رہے ہیں، اور خدا تعالیٰ کامیابی عطا کرتا ہے، بس یہی فرق ہے.

☆- مرزیکا کے قبرستان میں ایک بزرگ رحمت شاہ کا مزار ہے. میں جب ان کے مزار کے پاس سے گزرا تو ایک بہت اچھی خوش بو آئی اور ایسا دو تین بار ہوا لیکن وہ خوش بو ایک قدم تک آتی تھی. میں نے اس کا ذکر بھائی جاوی محمد صاحب اور ڈاکٹر اقبال [illegible] سے کیا تو انھوں نے بھی اس کی تائید کی.

☆- حضرت صاحب حقہ بھی پیتے تھے اور سگریٹ بھی. میں نے پانچ کلو تازہ تمباکو [illegible] میں الائچی ڈلوائی اور نقیب آباد کے لیے عازم سفر ہوا قصور سے [illegible] نقیب آباد پہنچ، قدم بوسی کے بعد نذر پیش کی تو حضرت صاحب نے پوچھا: لالا! یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: سرکار! تمباکو ہے. اس پر حضرت صاحب نے فرمایا: ہم نے حقہ پینا ترک کر دیا. بعد ازاں خادمین سے معلوم ہوا کہ ایک بار حقے پر [illegible] رستے میں [illegible] تو آپ نے فرمایا: آج سے حقہ نہیں پینا.

☆- حضرت صاحب پان کا بھی شوق فرمایا کرتے تھے. ایک بار صوفی روشن دین صاحب (۱۳) کے ہاں منڈھول (تحصیل [illegible] ضلع پونچھ- آزاد کشمیر) تشریف فرما تھے. اس دور افتادہ پہاڑی علاقے میں پان [illegible] صاحب نے بندہ بھیجا اور راول پنڈی سے پان منگوا کر پیش کیے. حضرت صاحب نے پوچھا: لالا! پان یہاں مل جاتے ہیں؟ اس پر انھوں نے عرض کیا [illegible] راول پنڈی سے

منگوائے ہیں. اس پر حضرت صاحب نے فرمایا: آج کے بعد پان نہیں کھائیں گے. آج [۱۳ مئی ۲۰۱۱ء] ہی کے دن صوفی نواز صاحب منڈھول میں تھے اور انھوں نے صوفی روشن دین صاحب کے مزار پہ چادر چڑھائی، فاتحہ پڑھی، مجھ سے بھی فون پہ بات کی اور بتایا کہ یہاں موسم میں کافی خنکی ہے.

☆- مجھے تین بار بہشتی دروازے سے گزرنے کا اتفاق ہوا لیکن ایسے ہی کہ مجھے خود بھی گزرنے کا پتا نہ چلا.

☆- کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ وٹو حضرات سکھوں سے مسلمان ہوئے ہیں، وہ سب غلط کہتے ہیں کیوں کہ وٹو سکھ مت کے اجرا سے بہت پہلے مسلمان ہو گئے تھے.

☆- فن بلند شہری بہت اچھا شاعر تھا اوہ اکثر امان قوال کے ساتھ ہوتا تھا.

☆- عاقل ریواڑوی شاعر کو بھی میں نے دیکھا ہے. وہ اس وقت کافی بوڑھا ہو چکا تھا. اس کا پان سگریٹ کا کھوکھا تھا. اس کا تعلق وارثیہ سلسلے سے تھا. امان قوال بتایا کرتا تھا کہ میں اکثر اس کے پاس جایا کرتا، کبھی تو وہ کلام دے دیتا اور کبھی کہتا: چل بھاگ! گنڈا سا آ جاتا ہے، روز کہاں سے دوں میں تجھے کلام.

☆- طفیل قوال کے ساتھ امبر ہوشیار پوری شاعر ہوا کرتا تھا. وہ حضرت صاحب کے آخری ایام میں ان سے بیعت ہوا تھا. طفیل قوال نے اپنی ایک کیسٹ نکالی تھی جس میں اسی کا کلام گایا تھا.

☆- چودھری فضل حسین نوشاہی (ساکن: موضع چیت سنگھ)(۱۴) کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا: میں اور فضل حسین صاحب دونوں جنرل ایوب خان کے دور میں بی ڈی ممبر منتخب ہوئے تھے. وہ پنجابی زبان میں شعر بھی کہتے ہیں.

☆- علامہ عنایت اللہ خان مشرقی بہت سمجھ دار رہنما تھے. لالا جی ابتدا میں خاکسار تحریک کے رکن تھے اور جس وقت پاکستان بنا وہ اس وقت اسی سلسلے میں دہلی جیل میں قید تھے، پاکستان بننے کے بعد ۱۹۴۸ء میں رہا ہو کر آئے.

☆- جب نواب محمد صادق کی ولادت ہوئی تو اس دن کی مناسبت سے منڈی صادق گنج کی بنیاد رکھی. اس سے پہلے یہ منڈی بھولے والا کے نام سے معروف تھی. بھولے والا گانو اس سے پہلے کا آباد ہے. جب اسٹیشن بنا تو اردگرد آبادی ہونا شروع ہو گئی لیکن اسٹیشن کا

پاس کرا کے ارباب اختیار کو بھیجی اور یوں اسٹیشن کا نام تبدیل ہوا۔(۱۵)

ارشادات

☆- خدا تعالیٰ رب العالمین ہے نہ کہ رب المسلمین، اسی طرح حضور ﷺ رحمۃ اللعالمین نہ کہ رحمۃ اللمسلمین۔

☆- تصوف اور خونی رشتہ یہ دو متضاد چیزیں ہیں۔ بیٹے تو اس لیے خوش ہوتے ہیں کہ انھیں گدی مل گئی، لوگ ان کے ہاتھ چومتے ہیں، نذر پیش کرتے ہیں اور وہ اسی پر خوش رہتے ہیں لیکن اس کا اصل وارث وہی ہوتا ہے جو یہ سوچتا ہے کہ اگر میں مرشد کے پاس زیادہ جاؤں گا تو کہیں کوئی بے ادبی نہ ہو جائے۔ وہ جاتا بھی ہے تو کسی کونے میں سر جھکائے بیٹھا رہتا ہے نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا، مبادا کہیں بے ادبی نہ ہو جائے۔ اصل میں وہی وارث ہوتا ہے۔ بیٹوں کے پاس صرف سجادگی ہوتی ہے لیکن وہ اس نعمت سے محروم رہتے ہیں۔ یہ نعمت تو اسی کے پاس ہوتی ہے جو فیض یاب ہوتا ہے۔ جو مرید بن کے رہے وہی اصل فیض پاتا ہے۔

☆- بات تبھی بنتی ہے جب انسان اپنے قلب کو صاف کرے۔

☆- ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ دیوبندی اور وہابی میں مناظرہ ہوتا ہے، بریلوی اور دیوبندی میں مناظرہ ہوتا ہے لیکن کبھی یہ نہیں دیکھا کہ چشتی اور قادری میں مناظرہ ہوا ہو۔ [illegible] تصوف میں مناظرہ نہیں ہے اسی لیے تو حضرت [illegible] شاہ نے فرمایا [illegible]

☆- جس آدمی کے [illegible] دین سے محبت نہیں ہوتی اس کا اندر ٹھیک نہیں ہوتا۔

☆- ایک بار دوران گفتگو اپنے ہاتھوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا [illegible] پیچھے بھی خلا ہے اور اوپر بھی خلا، اسی طرح اس کے اطراف میں بھی خلا ہے [illegible] جب [illegible] چھوڑیں گے تو یہ پیچھے ہی جائے گا۔ جب ایک چراغ روشن کیا جاتا ہے تو [illegible] طرف ہی جاتی ہے [illegible] اسی طرح [illegible] روشنی [illegible] سے ساتھ ہو جاتے ہیں۔

☆- شیخ کا تصور لازمی ہے۔ تصور شیخ کے بغیر کامیابی ناممکن ہے۔

☆- ایک بیوپاری کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا اصول پسندی اپناؤ [illegible]

تو سب ٹھیک چل سکے گا.

☆ - جو شخص ایک دفعہ حلقہ طریقت میں داخل ہو جاتا ہے اُسے اپنا پچھلا سبق بھولنا پڑتا ہے ، یہاں سے نیا سبق شروع ہوتا ہے اور اسی سبق کو یاد رکھنا ہوتا ہے.

☆ - ایک دفعہ حضرت صاحب [خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ] سے کسی نے پوچھا: اگر کسی درویش کے پاس ایک سو روپے ہوں تو اس پر کتنی زکوۃ فرض ہے؟ حضرت صاحب نے فرمایا: اس پر دو سو روپے ہوگی، اس لیے کہ اس نے سو روپے رکھے ہی کیوں.

☆ - شاہ رضوان اختر سہروردی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: دیکھو بیٹا! بات تبھی بنتی ہے، اگر انسان اپنے قلب کو صاف کرے. میں نے عرض کی: حضور! روز رات کو تہیہ کر کے سوتے ہیں کہ صبح سے ٹھیک کریں گے لیکن پھر ویسا ہوتا نہیں جیسا ارادہ باندھتے ہیں. اس پر آپ نے فرمایا: یہ بات بھی اُسے پکا کرنے کا تہیہ کرواتی ہے، جب بھول جائے تو یاد آنے پہ دوبارہ شروع کر دے، بس ہر دم مالک کو یاد کرے. سب سے پہلے قلب کی صفائی کرے پہلے قلب سلیم کی صفائی ہوتی ہے پھر قلب منیب کی صفائی ہوتی ہے اور پھر قلب شہید پر پہنچتا ہے پھر اُسے تسبیح پکڑنے کی ضرورت نہیں ہے جیسے شاعر نے یوں کہا:

مالا کہے ہے کاٹھ کی تو کیا پھیرے موہے
من کا منکا پھیر لے سُو ترت ملا دوں توھے

☆ - طریقت ہے ہی اتباع شیخ کا نام، اس کے بغیر طریقت نامکمل ہے.

☆ - جب سے ہوش سنبھالا ہے تینوں اوقات میں ایک ایک ہی روٹی کھائی ہے اس سے اوپر ایک نوالا بھی خود پہ بوجھ سمجھا ہے.

☆ - اکثر یہ اشعار ارشاد فرمایا کرتے ہیں: (۱۶)

جو کافر عشق کے ہیں ان کے مندر اور ہوتے ہیں
نرالی ان کی پوجا ان کے ٹھاکر اور ہوتے ہیں

حضرت صاحب کی مجلس میں تقریباً دس یا بارہ لوگ تھے. حضرت صاحب نے پوچھا: بتاؤ دنیا میں سب سے مشکل کام کیا ہے؟ پہلے تو ہمیں پتا نہیں تھا اگر کسی کو معلوم ہو بھی تو حضرت صاحب کے سامنے کس کی مجال کہ لب کشائی کر سکے. حضرت صاحب نے کچھ وقت توقف کے بعد خود ہی فرمایا: دنیا میں سب سے مشکل کام اپنے اوپر اعتبار کرنا ہے.

[illegible]

بالکل ایسا ہی کرتا ہے۔

☆ - اپنا جو کچھ بھی ہو اُسی مالک کے لیے ہونا چاہیے، جو اس دنیا کا حقیقی خالق و مالک ہے۔ دنیا کی چیزوں سے پیار کرنے کے بجائے، جس نے ان چیزوں کو بنایا اُس سے پیار کرنا چاہیے، اُسی کی جستجو کرنی چاہیے۔

☆ - مرید بہت کم ہوتے ہیں، مریض زیادہ ہوتے ہیں ایسے بہت کم ہیں جو صحیح معنوں میں عاشق بھی ہوں۔

☆ - بچوں کے سماع نہ سننے کے متعلق آپ نے فرمایا: دیکھو بیٹا! ایک بچہ جب اس کو الف، ب نہ پڑھائیں اور اُس کے بڑے ہونے پر اُسے کہیں کہ قرآن پڑھ سنا، تو وہ نہیں سنا پائے گا، یہاں سے آہستہ آہستہ سیکھے گا تو پختہ ہو جائے گا۔

☆ - اپنا جو کچھ بھی ہو اُسی مالک کے لیے ہونا چاہیے، جو اس دنیا کا حقیقی خالق و مالک ہے، دنیا کی چیزوں سے پیار کرنے کے بجائے جس نے ان چیزوں کو بنایا اس سے پیار کرنا چاہیے، اُسی کو جستجو کرنی چاہیے۔

☆ - دین فروش ملاؤں سے بچو، انھوں نے مذہب کے نام پہ ڈھونگ رچا رکھا ہے یہ اپنے پیٹ کی خاطر لوگوں کے معصوم بچوں کو ورغلا کر ان سے دھماکے کرواتے ہیں اور انھوں نے دین کی اصل سے لوگوں کو محروم کیا ہوا ہے۔

☆ - دل درخت تو نہیں کہ ہر کوئی اس کی چھاؤں میں آ کے بیٹھ جائے اس میں کسی ایک کی ہی گنجائش ہے کسی دوسرے کی نہیں۔

☆ - جو اپنے پیشوا سے جتنا پیار کرتا ہے وہ اتنا ہی زیادہ فیض یاب ہوتا ہے

☆ - پیروں اور علما کی اولادوں کی عزت ان کے بزرگوں کی وجہ سے ٹھیک ہے مگر اس لیے تکریم کرتے کہ فلاں بزرگ یا عالم کی اولاد ہے لیکن اس میں ان کا اپنا کیا کمال"

☆ - تلسی داس کا شعر ہے:

[illegible]

[illegible]

ایک ہندو شاعر نے اتنی اچھی بات کہہ دیا ہے اور ہم ہیں کہ ابھی تک جھگڑوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ (۱۷)

-مکتوبات

به‌نام
مخدومہ امیر جان
خواجہ صوفی محمد نواز شاہ
میاں سعید احمد
حسن نواز شاہ

---

[۱]
(۱۹۸۰ء-۰۲-۰۱)

منڈی صادق گنج
قبلہ والدہ صاحبہ(۱)

لاکھ لاکھ قدم بوسیاں قبول فرمائیں۔ صوفی صاحب کا لکھا ہوا خط ملا۔ تایا صاحب کی فوتگی کا پڑھ کر بڑا افسوس ہوا(۱)۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے کوئی زور نہیں۔ میں ابھی آتا مگر کئی بھائی اور تیار ہو گئے اور انھوں نے کہا کہ اکٹھے جائیں گے کیوں کہ صوفی صاحب کی والدہ کی برسی ہے(۲) اور تایا صاحب کا چہلم ہے۔ سب سے زیادہ یہ دکھ ہوا کہ بھائی صاحب(۳) کے سر بہت بڑی ذمہ داری پڑ گئی[ہے]۔ باقی میرے طرف سے ہمشیرہ صاحبہ کو سلام، بچوں کو پیار۔ آپ کا بیٹا/محمد امین(۴)

---

۱ مخدومہ امیر جان، والدہ ماجدہ بابا صاحب خواجہ صوفی محمد نواز شاہ مدظلہ العالی
۲ صوفی محمد اشرف شاہ معروف بہ سائیں صاحب
۳ صوفی لال محمد شاہ (کوٹلی/آزاد کشمیر) کی والدہ کی برسی
۴ بابا صاحب خواجہ صوفی محمد نواز شاہ مدظلہ العالی

[۲]
(۱۹۸۴ء-۵-۱۳)

منڈی صادق گنج
بحضور قبلہ صوفی محمد نواز صاحب

لاکھ لاکھ قدم بوسیاں قبول فرمائیں۔ آپ کا خط ملا، حالات سے آگاہی ہوئی۔ جو کچھ بھی آپ

کی وجہ سے خط نہیں لکھا، باقی کوئی بات نہیں. اور پھر یقین اس بات سے ہو گیا کہ لالا جانی دفعہ نہ گیا تھا کہ کراچی سے فوراً خط لکھوں گا مگر آپ نے مشورہ سے اکٹھے ہی خط لکھے.(۱) خیر جس طرح بھی ہے ٹھیک ہے. لالا کا خط آیا ہے مگر میں کام کی زیادتی کی وجہ سے شاید نہ جا سکوں. باقی میری طرف سے سب کو سلام عرض کر دیں.

امین

۱۔ لالا صاحب نے بابا صاحب کے نام اپنے ایک خط میں چچا صاحب کو خط بھیجنے کا ذکر کیا ہے. ذیل میں اس خط کا متن نقل کیا جاتا ہے:

(۲۶-۴-۱۹۸۴)

کوئٹہ

برادر محترم عزیز مکرمی صوفی محمد نواز شاہ صاحب

السلام علیکم. بعد از قدم بوسی کے معروض ہوں، امید ہے کہ آپ خیر و عافیت سے ہوں گے [illegible] اہل خانہ میں کراچی سے آخری مارچ کو واپس آ گیا تھا [illegible] شریف کی تاریخ [illegible] مکرمی صوفی محمد امین صاحب کو بھی خط کے ذریعے [illegible] عرض کر دیا ہے [illegible] آپ [illegible] حافظ کو بھی مطلع کر دیں [illegible] صاحب سے [illegible] عرض کر دینا [illegible] طرف سے [illegible] والسلام [illegible]

[illegible]

[۳]

(؟-۱۰-۱۹۹۱)

مکرمی صادق [illegible]

برخوردار سعید احمد (۱)

السلام علیکم. مزاج شریف. آپ کا خط [illegible] معلوم ہو [illegible] تاریخ ۱۳ [illegible] وقت سے پہلے نہیں پہنچ [illegible] باقی سب ٹھیک ہیں [illegible] عرض کرتے ہیں

[illegible]

۱۔ صوفی سعید احمد [illegible] ۱۹۵۵ء [illegible]

رحمو کے وٹو برادری میں پیدا ہوئے. مڈل تک ساہی وال میں پڑھا اور میٹرک منچن آباد سے کیا ۱۹۷۲ء سے تا حال منچن آباد میں ہی رہایش پذیر اور آڑھت کے کاروبار سے وابستہ ہیں. آپ ۱۹۷۵ء میں خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ سے بہ مقام منڈی صادق گنج بیعت ہوئے. آپ چچا صاحب کے اعزا میں سے ہیں.

[۴]

(۳۰-۰۳-۱۹۹۵ء)

منڈی صادق گنج

بحضور قبلہ صوفی محمد نواز شاہ صاحب

لاکھ لاکھ قدم بوسیاں قبول فرمائیں. خط اس لیے نہیں لکھا کہ عطا محمد ڈرائیور نے کہا تھا کہ شاید آپ آئیں. میں انتظار کرتا رہا کہ یا تو خط آئے اور پتا چلے کہ آپ کی صحت کا کیا حال ہے. میں آجاتا مگر روز یہی سوچ تھی کہ میں ادھر جاؤں وہ ادھر آجائیں. خیر! اب لکھیں صحت کا کیا حال ہے؟ باقی یہاں دکانیں توڑ پھوڑ کی ہیں اور میری بھی طبیعت خراب ہی ہے. ولی محمد (۱) ۲۴ اپریل کو حج پر جا رہا ہے. خیر! عرس پر ملاقات ہوگی. فقط - والسلام

محمد امین

۱. مراد صوفی ولی محمد شاہ

[۵]

(۳۰-۰۴-۱۹۹۵ء)

منڈی صادق گنج

حضور قبلہ صوفی محمد نواز شاہ صاحب

لاکھ لاکھ قدم بوسیاں قبول فرمائیں. آپ کا خط ملا اور ڈاکٹر جمیل صاحب (۱) کی زبانی بھی پتہ چلا کہ آپ کی صحت خراب تھی. [میں نے] تیاری بھی کر لی [تھی] مگر کچھ نہ کچھ ایسا ہوتا رہا کہ نہ [آ] سکا اب عرس مبارک میاں صاحب (۲) پر بھی آنا مشکل ہے، کیوں کہ فصل شروع ہے اور ولی محمد [حج] پر چلا گیا ہے، شاید زاہد آئے. باقی صحت کے متعلق لکھنا کہ اب کیسی ہے اور میری طرف سے سب [کو] سلام عرض کریں. اور حسن بیٹے کو مبارک باد دیں، سنا ہے مشاعرہ میں نمبرون آیا ہے. (۳) اللہ تعالیٰ [سے] امید ان میں انھیں ایسی ہی کامیابیاں عطا فرمائے. امین

امین

۱. صوفی محمد اقبال جمیل شاہ

۲. میاں محمد بخش قادری قلندری (کھڑی شریف/تحصیل و ضلع میرپور - آزاد کشمیر)

مشاعرے کی طرف اشارہ ہے۔

[۶]

(۱۵-۰۵-۱۹۹۵ء)

منڈی صادق گنج

بحضور قبلہ صوفی محمد نواز شاہ صاحب

لاکھ لاکھ قدم بوسیاں قبول فرمائیں۔ میاں صاحب کا عرس مبارک تو بڑی دھوم دھام سے ہو گیا ہوگا۔ میں تو نہیں پہنچ سکتا تھا یعنی ولی محمد کے نہ ہونے سے کہیں بھی نہیں جا سکتا۔ باقی لکھیں کہ آپ کی صحت کا اب کیا حال ہے؟ گرمی اس علاقے میں بڑے زوروں پر ہے۔ ولی محمد تو جون کو آ رہا ہے۔ اس کے بعد آئیں گے۔ باقی میری طرف سے سب کو سلام عرض کریں۔ محمد امین

[۷]

(۲۹-۰۵-۱۹۹۴ء)

منڈی صادق گنج

برخوردار محمد حسن نواز

السلام علیکم۔ مزاج شریف۔ احوال [illegible] (۱) [illegible] چنے سفید اور چنے پیلے بھیجے ہیں [illegible] باقی آپ کے ابو کی صحت سے متعلق [illegible] میں نے [illegible] عرض کرنا کہ پہنچا کریں۔ باقی میری طرف سے [illegible] (۲) [illegible]

والسلام [illegible] محمد امین

۱۔ [illegible]

۲۔ [illegible]

[۸]

(۳۰-۰۱-۱۹۹۵ء)

منڈی صادق گنج

برخوردار محمد حسن [illegible]

[illegible]

[illegible] (۱) [illegible]

گا۔ اگر نہ آئے ہوں تو یہ چٹ دوبارہ اس خط میں ڈال رہے ہیں کوئی جاتا ہو یا خط میں بھیج دیں اور جس وقت آ جائیں تو بتا دیں۔ باقی میری طرف سے سب کو سلام عرض کریں اور بچوں کو پیار دیں۔ صوفی صاحب (۲) کا خط میرپور سے مل گیا تھا اور میں نے بھی جواب لکھ دیا تھا۔ خیال تھا کہ شاید لاہور حضرت صاحب (۳) کی آمد پر آئیں مگر نہیں آئے، میں اس خیال سے لاہور ائرپورٹ پر گیا تھا۔ سب کو سلام عرض کریں۔ والسلام

فقط/ محمد امین

۱۔ صاحبزادہ حامد نواز شاہ

۲۔ باباصاحب خواجہ صوفی محمد نواز شاہ مدظلہ العالی

۳۔ خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ

سهرورد نامه

پیک عرفان و ادب باشد رضای سهرورد
رونق کار و هنر آمد صدای سهرورد

نور دین غزنوی سید امیر دهلوی
آن حسینی شد خلیفه رهنمای سهرورد

مشعل راه هدایت نور دین غزنوی
مؤمن و محسن شده پیک هدی سهرورد

گوهر جود و سخا و بحر لطف و [illegible]
آیت قرآن حق شمس الضحای سهرورد

صاحب حسن [illegible]
[illegible] سهرورد

[illegible]
[illegible] سهرورد

این رهای خسته دل شد خادم شیخ الشیوخ
خوشه چین از خرمنش هستم گدای سهرورد

[illegible]

خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ

نام نامی باعث صد افتخار
دست شفقت رحمت پروردگار

روے روشن آفتاب بے مثال
ذات کامل با مقام و با کمال

آں نقیب خواجه هر دو سرا
حامل عشق محمد مصطفی

مرد حق نقطه شناس و راز داں
محو مولیٰ بے نیاز دو جهاں

باغی بے چاره گداے کوے تو
حج اکبر شد ز دیدن روے تو

(باغی)(۱۹)

گلشن میں جب سے دل کے بہار نقیب ہے
ہر غنچۂ حیات نکھار نقیب ہے

"جنت نما جہاں میں دیار نقیب ہے"

عرفان و آگہی کا سمندر ہے موج زن
فیضان زندگی کا مزار نقیب ہے

پہچان اپنے نفس کی جس کو بھی ہو گئی
اللہ کا حبیب ہے، یار نقیب ہے

اس در سے آج تک کوئی خالی نہیں گیا
جود و سخا کا شہر دیار نقیب ہے

ہم پر بھی مہرباں ہیں اجالے حیات کے
ہم پر عطائے خاص نثار نقیب ہے

باطن کی آنکھ سے ذرا دیکھے اگر کوئی
ہے نقش زندگی کا مزار نقیب ہے

نازاں حسین مرشد کامل پہ ہے جمیل
عارف شریف جشن دیار نقیب ہے

(صوفی عارف ادیب بیانی، مرتاض جمیل ...)

خواجہ صوفی محمد امین شاہ

حضرت جی دی ہوئی ولادت وچ نگری پنجاب
نور حسن دے گھر وچ آئے نورانی مہتاب

نیکاں بی جد غم لگایا رہ گئی کہلی جان
جنت بی نے نال محبت رکھیا خوب دھیان

سید روشن شاہ مداری خاص عنایت کیتی
ہرن والا وچ حضرت جی دی پاک جوانی بیتی

دین دنی دا علم پڑھایا روشن شاہ مداری
ہو گئے قلبوں پاک مصفا کیتی دور بیماری

صدق امانت قایم رکھے اندر فکر معاش
نال دیانت، وفا داری جاری بود و باش

ویکھ کے حضرت صاحب تائیں ہرن والا دے اندر
مضطر دل گواہی دتی حضرت ہین قلندر

دل اتے جد آن کے لگے نظر پاک دے تیر
شاہ نقیب اللہ نوں قلبوں منیاں اپنا پیر

نال حبیاں حاضر ہوئے مرشد دے دربار
بیعت کیتی نال صدق دے جھولی پائی بہار

حضرت شاہ جی رتبہ پایا اعلا وچ گیان
سہ سالاں دے بعد خلافت والا ملیا دان

مرشد اتے کیتا شاہ جی تن من دھن قربان
ہر پل حضرت صاحب تائیں رکھدے وچ دھیان

کر کے سفر حجاز مقدس حج سعادت پائی
ولیاں دے درباراں اتے نالے نذر چڑھائی

صورت ورگی سیرت پائی پاک جوانی ساری
مرشد دے فیضانوں کیتا درس محبت جاری

مذہب مسلک نوں نہ ویکھو سبھ نال کرو پیار
درس محبت امن صبر دا دیندے نے سرکار

منڈی صادق گنج دے اندر جاری اے فیضان
ہر طبقے ہر مسلک والا آپ تے واری جان

پیار محبت صدق امانت شاہ جی دا پیغام
جو وی نال خلوص دے آندا بھر کے دیندے جام
(قاسم اقبال جلالی ٹلیاں۔ ضلع [illegible])

تجھے دیکھا تھا دور آنکھوں سے
ہو گیا تھا قصور آنکھوں سے

بے نیازی سے کام لے کر تم
بانٹ دینا سرور آنکھوں سے

چاند تارے بھی ناز کرتے ہیں
جب ٹپکتا ہے نور آنکھوں سے

تھی منادی کہ چینی کیسے ہے
میں پکارا حضور! ، آنکھوں سے

تیرے ظاہر کا تیرے باطن کا
ہو نظارا ضرور آنکھوں سے

اک قیامت سُی مجھ پہ طاری ہے
ایسا پھونکا ہے صور آنکھوں سے

سارے حسن و جمال کا سچ میں
نظر آیا غرور آنکھوں سے

زیست کرنے کا دنیا والوں کو
دان کر دو شعور آنکھوں سے

ہے زمینی ہی فلسفے سارے
کون رہتا ہے دور آنکھوں سے

ہم دیوانوں کی آگہی کے لیے
بات کرنا ضرور آنکھوں سے

جتنے دریا ہیں فرقتوں کے سعید!
سارے کرنا عبور آنکھوں سے

(مبشر سعید ملتان)

(صنعت توشیح)

خ- خاص المقام رتبہ ہے حق کے ولی ہیں وہ
لطف خدائے پاک کی کھلتی کلی ہیں وہ

و- وجدان و فہم و دانش و رفعت نشان ہیں
احکام ذوالجلال کے آگے کمان ہیں

ا- اس فانی کائنات میں اپنی مثال آپ
اور زہد و فقر و عشق میں کامل کمال آپ

ج- جہلائے دین سے سدا رکھتے ہیں عار وہ
مخلوق لم یزل سے کو کرتے ہیں پیار وہ

ہ- ہاتھوں میں لے کے نفس کو مٹا بنا دیا
فہم و ذکا کا دیپ سر راہ جلا دیا

ص-صرف ہنر میں آپ کا ثانی نہیں کوئی
یہ بات حق ہے اور کہانی نہیں کوئی

و-والعصر ہے خسارے میں انسان آج کا
لیکن وہ درد رکھتے ہیں سارے سماج کا

ف-فکر و عمل میں یعنی سدا لا جواب ہیں
سب کی سمجھ میں آئے جو، ایسی کتاب ہیں

ی-یا رب! ہمارے سر پہ گھنی چھاؤں یہ رہے
نقشِ قدم پہ ان کے سدا پاؤں یہ رہے

م-مہکار اتنی لفظوں میں، سب رنگ پھول ہیں
ان کے چمن میں جتنے ہیں ہم رنگ پھول ہیں

ح-حلم و گداز ان کی طبیعت میں ہے رچا
اور رنگ ان کا، ان کے مریدوں پہ ہے چڑھا

م-مجھ کو عطا ہوئی ہے یہ مدحت سرائی بھی
ہے کل جہان میرا، یہ میری کمائی بھی

د-دینِ خدا کو آپ نے پھیلایا اس طرح
ہو روشنی بکھیرتا اک دیپ جس طرح

ا-ان پر خدا کی خاص عنایات ہوں سدا
ایسے ہی ان کے واسطے جذبات ہوں سدا

م-مثلِ فلک ہے آپ کا کردار اوج پر
کامل ولی ہیں آپ کی گفتار اوج پر

ی-یہ آپ کا کرشمہ ہے قدرت کی ہے سخا
دل میں جو مرے عشقِ محمد کا ہے بسا

ن-نیرنگیٔ خیال بھی ہے آپ سے ملی
سوچوں کو یہ مثال بھی ہے آپ سے ملی

ش-شہرِ وفا میں نام رہے گا سدا بلند
قسمت کا یہ ستارہ رہے یوں ہی ارجمند

ا-اخلاص ہے عمل میں وہ رکھتے ہیں اس طرح
جھرنے سے گرتا پانی ہو شفاف جس طرح

ہ-ہوتا ہے زندگی کا اثاثہ یہی ذکا
مدحت سرائی میں نہ ہو کوئی بھی [illegible]

([illegible])(۲۲)

حضرت شاہ امین نیں پیر کامل، ستے ہوئے نصیب جگا دیندے
اکو نگہ دے نال مرید تائیں، اتے ''منزل مقصود'' پہنچا دیندے
کر کے دان عرفان دے گنج مخفی، ہر ''مقام'' نوں سوکھا بنا دیندے
''حضرت صاحب'' دا فیض اقبال سارا، ایہہ مخلوق دے وچ ورتا دیندے

ساری زندگی حضرت امین شاہ جی، مرشد پاک دا رہے احترام کردے
دیندے ہین اخلاق دا درس دایم، رہندے پیار محبت نوں عام کردے
کدی کسے دے مسلک نوں چھیڑیا نئیں، انسانیت نوں سدا محفوظ رکھیا
جہڑا حلقہ بگوش اقبال ہوندا، اس نوں پاک کر کے نجم بام کردے

کامل ولی، ولایت دے نگر اندر، پایا مرتبہ ارفع علا ''شاہ جی''
شمع وانگ محبت دا نور ونڈدے، ہیون پیکر جود و سخا ''شاہ جی''
دنیا دین دا علم سکھا دیندے، اکر کرم والی نظر پا ''شاہ جی''
قلب و نظر نوں صاف اقبال کر کے، درد دل کر دیندے عطا ''شاہ جی''

اطمینان دی دولت عطا کر کے، ختم کر دیندے اضطراب ''شاہ جی''
مشکل بحر سلوک دے سفر اندر، کر دیندے نے دور گرداب ''شاہ جی''
مخفی رہندے نہ کوئی اسرار باقی، دسدے علم دا ہر ہر باب ''شاہ جی''
ہیٹے طالب دے قلبوں اقبال واللہ، چک دیندے نے سارے حجاب ''شاہ جی''

(قاسم اقبال جلالی، کلیاہ/ضلع: اسلام آباد)

حوالہ جات وحواشی

۱. سہروردی، شاہ رضوان اختر، گفتارِ شاہِ امین، غیر مطبوعہ

۲. ایضاً

۲. ایضاً

۳. ایضاً

۴. ایضاً

۵. ایضاً

۶. ایضاً

۷. ایضاً

۸. ایضاً

۹. ایضاً

۱۰. ایضاً

۱۱. ان کے احوال کے لیے دیکھیے

معصومی، محمد حمید اللہ، گلدستہ سلطان الاولیا، [illegible] ۲۰۰۲ء

ہاشمی، [illegible]، تذکرہ سلطان اولیا قطب عالم حضرت پیر سید محمد اسوار شاہ قادری گیلانی [illegible]

انوار الاسلام، [illegible] ۲۰۰۹ء، شمارہ ۱۰، ص ۱۱-۶

۱۲. پیر صاحب [illegible] مفتی صاحب [illegible] مفتی صاحب [illegible]

مفتی صاحب ۲۰ [illegible] ۱۹۲۰ء [illegible]

[illegible] ۱۹۲۶ء [illegible]

۱۹۲۷ء [illegible]

[illegible] مفتی صاحب [illegible] ۱۹۹۳ء [illegible]

[illegible]

پیر جی صاحب [illegible]

۱۳. آپ ۱۹۲۹ء [illegible]

راج پوت برادری میں پیدا ہوئے۔ ۲۸ دسمبر ۱۹۴۲ء کو ہندستانی فوج میں بھرتی ہوئے اور ۹ مئی ۱۹۵۸ء کو ڈس چارج۔ آپ ۳ ستمبر ۱۹۵۶ء کو کوئٹہ میں بیعت ہوئے اور ۱۸-اپریل ۱۹۶۲ء میں آپ کو خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا گیا۔ ۱۹۹۵ء کے بعد آپ نے بیعت لینے کا آغاز کیا اور تادم وفات تقریباً پونے صد نفوس آپ سے بیعت ہوئے۔ ۱۸-اگست ۲۰۰۴ء / ۳۰ جمادی الثانی ۱۴۲۵ھ کو آپ نے منڈھول (تحصیل ہجیرہ، ضلع پونچھ-آزاد کشمیر) میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے بیٹے جناب سلطان محمود آپ کے سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ (نقیبی، ڈاکٹر محمد اقبال، **ٹیلی فونک مکالمہ از راقم**، کوٹلی، یکم اکتوبر ۲۰۰۹ء)

۱۴۔ چودھری فضل حسین نوشاہی، چچا کے دست گرفتہ چودھری عبدالحسین کے برادر خرد ہیں۔ بابا گوہر علی شاہ نوشاہی (چک شنگر، فیصل آباد) کے مرید و خلیفہ ہیں۔ پنجابی زبان میں شعر کہتے ہیں۔ ان کے کلام کی ایک بیاض مخدوم مہامیر جان لائبریری میں محفوظ ہے۔ راقم الحروف، شاہ رضوان اختر سہروردی کی معیت میں ۱۵ نومبر ۲۰۱۲ء میں آپ سے ملا تھا اور کافی دیر تک ان کے احوال حیات و کلام سماعت کیا۔ ان کے کلام کی ایک بیاض مخدوم مہامیر جان لائبریری میں محفوظ ہے۔

۱۵۔ سہروردی، **گفتارِ شاہِ امین**، غیر مطبوعہ

۱۶۔ راقم الحروف نے اسی زمین میں ممتاز اشرفی مرحوم سے بھی ایک غزل کہلوائی تھی جو انھوں نے ۷ اگست ۱۹۹۴ء کو بذریعہ ڈاک ارسال کی تھی۔ ذیل میں ان کی غزل نقل کی جاتی ہے:

ہر اک در پر جو جھک جاتے ہیں وہ سر اور ہوتے ہیں
جہاں سر خود بخود جھکتے ہیں وہ در اور ہوتے ہیں
حضورِ حسن میں نظروں سے سجدے کرتے ہیں عاشق
حریمِ حسن کے آداب یکسر اور ہوتے ہیں
جبینِ عجز کی خود ان کا در تعظیم کرتا ہے
خلوصِ دل سے جو جھکتے ہیں وہ سر اور ہوتے ہیں
انھیں دیدار کرنا ہو تو آنکھیں بند کرتے ہیں
حضور! ان عاشقوں کے سارے چکر اور ہوتے ہیں
ہے سر پر یاد کی چادر بچھونا یار کی چوکھٹ
جو بندے عشق کے ہیں ان کے بستر اور ہوتے ہیں
تمنا یوں تو ہر اک دل میں ہے منصور بننے کی
مگر جو دار پر چڑھتے ہیں وہ سر اور ہوتے ہیں

کرم ہوتا ہے جن پر وہ سخن ور اور ہوتے ہیں

بہت ہی زاہدوں اور عاشقوں میں فرق ہے ممتاز
الگ ان کی قیامت ان کے محشر اور ہوتے ہیں

مطبوعہ مجموعے میں درج ذیل شعر شامل نہیں ہو پایا:

پڑھا حسان و خسرو اور بیدمؔ کو تو تب سمجھے
کرم ہوتا ہے جن پر وہ سخن ور اور ہوتے ہیں

(ہاشمی اشرفی، سید ممتاز، یادِ صنم دیدِ صنم، کراچی: محبوب حسن خان اخاطب پیر کرم علی شاہ اشرفی جیلانی [illegible] اول، ص ۱۶)

۱۷۔ سہروردی، شاہ رضوان اختر، گفتارِ شاہِ امین، غیر مطبوعہ

۱۸۔ ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی نے سہروردنامہ کے عنوان سے ایک طویل منقبت کہی تھی ان کی یہ منقبت سہروردی [illegible] جولائی - ستمبر ۱۹۹۹ء، شمارہ ۷، ص ۲۵-۲۹) میں شائع ہوئی تھی۔ کتاب ہٰذا میں شامل [illegible] اس منقبت سے لیا گیا ہے اور مطلع سے پہلے مزید اشعار انھوں نے ۲۹ جون ۲۰۰۳ء کو اپنے قلم سے [illegible] الحمد یہ ہے اور اپنی قلم سے تحریر کر کے مجھے عنایت کر دیے

۱۹۔ شجرہ طیبہ قادریہ، مندرجہ تحصیل ضلع [illegible] صوفی [illegible] احمد شاہ [illegible]

۲۰۔ مخزونہ مخدوم [illegible]

عارف ادیب یمانی (م ۱۲ نومبر ۲۰۱۱ء) نے یہ منقبت ۱۹۹۲ء میں [illegible]

[illegible]

اشعار یہاں نقل کیے جاتے ہیں:

دار القرار جب سے مزارِ نقیب ہے
جنت نما جہاں میں مزارِ نقیب ہے
دیکھی نقیب آباد میں بھینسوزی کی بہار
واللہ! کیا بہار بہارِ نقیب ہے
جس نے شہ نقیب کی آنکھوں سے پی لے
نشہ نقیب کا ہے خمارِ نقیب ہے

۲۱۔ آپ ۲۷ نومبر ۱۹۸۹ء کو جناب غلام فرید کے ہاں بہ مقام کلیاہ (ضلع: اسلام آباد) جنجوعہ راج پوت برادری میں پیدا ہوئے۔ اول تا سوم KRL ماڈل کالج کہوٹہ، چہارم تا پنجم گورنمنٹ ہائی سکول چراہ (ضلع: اسلام آباد) اور ششم تا دہم سلطانہ فاؤنڈیشن بوائز ہائی سکول لہتراڑ روڈ اسلام آباد میں پڑھا۔ ۲۰۰۵ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا اور ۲۰۰۷ء میں پنجاب کالج آف آئی ٹی راول پنڈی سے FSc کیا۔ ۲۰۰۸ء تا ۲۰۱۰ء BSc کے لیے سنٹر فار ایڈوانس سٹڈیز ان انجینئرنگ (CASE) اسلام آباد میں زیرِ تعلیم رہے مگر گھریلو مسائل کے سبب تعلیم جاری نہ رکھ پائے۔ ایک سال کے تعطل کے بعد ۲۰۱۱ء سے تا حال انٹرنیشنل اسلامک یونی ورسٹی اسلام آباد سے بی اے، ایل ایل بی (شریعہ اینڈ لا) کر رہے ہیں۔ ادبیات سے شغف لڑکپن سے ہی رہا۔ ۲۰۰۲ء میں جب آپ ساتویں جماعت میں تھے تو پہلی بار اپنی جماعت کے بارے میں نظم کہی۔ ابتدا میں کچھ وقت اردو میں طبع آزمائی کی اور ۲۰۰۴ء میں خود کو پنجابی شاعری اور پوٹھوہار میں پنجابی کی شعری روایت پہ تحقیق کے لیے وقف کر دیا۔ شاعری میں کسی کے آگے زانوئے تلمذ طے نہیں کیا البتہ خطۂ پوٹھوہار کے معروف شاعر سائیں محمد صدیق (م: ۲ دسمبر ۱۹۸۱ء، چراہ) کو آپ اپنا روحانی استاد سمجھتے ہیں۔ اب تک آپ کی دو کتب شائع ہو چکی ہیں: سانجھیاں سوچاں (۲۰۰۹ء) اور فقر و عشق (۲۰۱۱ء)۔ ان میں اول پوٹھوہار کے پنجابی شعرا کے تعارف اور منتخب کلام، جب کہ دوسری سائیں محمد صدیق کے احوال اور ان کے منتخب کلام پہ مشتمل ہے۔ خطۂ پوٹھوہار میں پنجابی کی شعری روایات کے آثار کی تلاش، جمع آوری اور تدوین آپ کی تحقیق و توجہ کا خصوصی مرکز ہیں۔ ان کے دو تحقیقی منصوبے: **چومصرعہ اور پوٹھوہار کے شعرا**، **اسلام، ریاست اور جہاد - اسلامی تحریکوں کے تناظر میں** تکمیل کے آخری مراحل میں ہیں۔ (جلالی، قاسم اقبال، **ٹیلی فونک مکالمہ از راقم**، کلیاہ، اسلام آباد، ۲۵ جنوری ۲۰۱۴ء)

۲۲۔ مدیراعلیٰ، ماہ نامہ **صبح بہاراں**، ملتان، تحصیل: گوجر خان

اختتامیہ

تذکرہ ہذا محض تذکرہ نہیں بل کہ اس سلسلے کی ماضی قریب اور عہد موجود میں علمی، عرفانی اور ادبی تاریخ کے انضباط کی بھی کوشش ہے۔ اس تذکرے میں چچا صاحب کی حیات کے تمام پہلوؤں کے احاطہ کرنے کا دعوا قطعاً نہیں لیکن چیدہ چیدہ بنیادی تمام معلومات ضرور جمع کر دی گئی ہیں۔

مقدمے میں ضلع بہاول نگر میں سلسلہ سہروردیہ کے آثار کی تلاش میں بھی کاوش کی گئی لیکن اب تک صرف شیخ شوق الٰہی کا اسم گرامی سامنے آیا ہے لیکن ان کی زندگی، ان کے زمانے کے تعین اور شجرہ طریقت کے بارے میں بہت سے اشکالات ہیں جنھیں حل کرنے کی ضرورت ہے۔ شیخ شوق الٰہی کے حوالے سے مزید کام کرنے والوں کے لیے ہدایت یہ ہے کہ سب سے پہلے ان کے زمانے کا تعین ضروری ہے اگر یہ طے ہو جائے تو پھر باقی امور خود بہ خود حل ہو جائیں گے۔ شیخ شوق الٰہی کے بارے میں میاں فضل فرید الایکا صاحب نے بہت تعاون و رہنمائی کی۔ اس دوران میں نے بارہا انھیں ٹیلی فون پہ زحمت دی اور کوئی بھی سوال یا اشکال ان کے سامنے رکھا تو انھوں نے نہ صرف بہ نہایت خندہ پیشانی سے میرے اشکالات سماعت کیے اور ہمیشہ تسلی بخش جوابات فراہم کیے۔ انھوں نے شیخ شوق الٰہی کی درگاہ سے متعلق محکمہ اوقاف [illegible] بخاری کے درمیان مقدمے کی [illegible] بھی بھجوائی اور خود اس کا [illegible] ۲۲-۰۶-۱۹۶۲ [illegible] ۱۳۱۰ھ سے شجرہ انساب مالکان موضع ماڑی شوق شاہ کی [illegible] اور شجرہ [illegible] میں [illegible] کر دیا۔

شاہ رخ [illegible] تاریخ منضبط کرنے کے لیے ایک روشن امید ہیں [illegible] میں انھوں نے دن رات ایک [illegible] مسندی صادق شیخ [illegible] فرد [illegible]

کے لیے کمر کس لیں تو یہ نہایت خوش آیند ہو۔ کیوں کہ ایک بھرپور علمی و تحقیقی تذکرے کے ترتیب دینے کی ضرورت تذکرہ ہذا کی ترتیب کے دوران نہایت شدت سے محسوس ہوئی۔ اگرچہ اس سلسلے میں ایک اولین کاوش جناب ارشاد احمد خان عباسی کا **تذکرہ بزرگانِ دین ضلع بہاول نگر** ہے لیکن اس تذکرے میں کئی غیر محقق باتیں بھی در آئی ہیں جو تا ثریا می رود دیوار کج کا مصداق بن سکتی ہیں۔ گو مجھے یہ اعتراف بھی ہے کہ ایک غلطی ہی نئے محقق کو جنم دیتی ہے اور پہلے پہل کسی کام کا بیڑا اٹھایا جائے تو بہت سی خامیاں اور کمزوریاں منابع کی کم یابی اور ناتجربہ کاری کے سبب سرزد ہو سکتی ہیں۔

ایک صوفی صرف روحانی آدمی ہی نہیں ہوتا وہ اور بھی بہت سے علایق سے بھی جڑا ہوتا ہے۔ پس ایک صوفی کی سوانح حیات محض فسانہ ہائے کرامات پر ہی مشتمل نہیں ہونی چاہیے بل کہ اس کی سوانح عمری میں اس کے ماحول، عوام اور عوامی رجحانات، طرز بود و باش، رسومات و رواجات، علمی و ادبی پہلوؤں کو بھی ملحوظ رکھنا نہایت ضروری ہے۔ ایک مثال یہاں دینا چاہوں گا کہ حضرت صاحب یعنی چچا صاحب اور بابا صاحب کے شیخ طریقت جہاں ایک نہایت بزرگ روحانی انسان تھے وہیں وہ ایک بہت بڑے مصلح بھی تھے۔ انھوں نے ذات پات کے فرسودہ نظریات کو عملاً توڑا۔ جغرافیائی حوالے سے لوگوں کے اندر تعصبات کی اصلاح فرمائی۔ انھوں نے بالکل عام سے آدمیوں پہ محنت کر کے انھیں لوگوں کا پیشوا بنا دیا۔ اس طرح کے اور بہت سے پہلوؤں سے ان کی خدمات پہ کلام کیا جا سکتا ہے لیکن نہایت افسوس کا مقام ہے کہ اب تک ان پہ کوئی قابل ذکر کام نہیں ہو پایا۔ اب تک جو مضامین شایع ہوئے بھی ہیں ان میں وہی روایتی پن ہے جو عموماً برصغیر میں صوفیہ کے تذکروں میں پایا جاتا ہے۔ سلسلے کے نوجوانان اگر ان میں سے کسی کو اپنے شیخ طریقت کے ارشادات و احوال کی جمع آوری کی توفیق مل جائے تو جہاں وہ اپنے شیخ طریقت کے احوال و تعلیمات کو قلم بند کریں وہیں اپنے شیخ کی زبانی، حضرت صاحب کے بارے میں جو کچھ سنیں وہ بھی اپنی تالیفات میں سلیقے سے ضرور محفوظ کریں۔ سلسلے کے مشایخ چاہے وہ حسنی مشایخ ہوں یا شکوری ان کے علمی آثار کی جمع آوری میں بھی مستعدی دکھائیں۔ علمی کاموں میں تعصب اور جانب داری زہر قاتل ہے۔ اس کے قریب بھی نہیں پھٹکنا چاہیے اور غیر جانب دارانہ انداز میں اپنے نتایج کو پیش کر دینا چاہیے۔ ایک محقق کا دوران تحقیق اور لکھتے وقت نہ تو کوئی دوست ہوتا ہے اور نہ مخالف۔ اسے ہمیشہ معیار کو ضرور ملحوظ رکھنا چاہیے۔ غلو سے حتی الامکان بچنا چاہیے کہ کہیں ان کی ساری محنت **پیراں نمی پرند، مریداں می پرانند** کا مصداق نہ بن جائے۔

اس اعتراف میں بھی کوئی پہلو نہیں کہ ہر کام میں کچھ نہ کچھ خامیاں رہ جاتی ہیں اور یہ تذکرہ بھی یقیناً اغلاط سے مبرا نہیں۔ علاوہ ازیں اختلاف نہ صرف تحقیق کا پہلا سنگ میل ہے بل کہ کئی الجھی ہوئی گتھیوں کے سلجھنے کا سبب بھی۔ میں اپنی غلطیوں کی نشان دہی نیز اختلاف کا خندہ پیشانی سے منتظر رہوں گا کہ اختلاف رہبر بھی ہے اور نیا راستہ بھی، جو مزید کئی نئی منازل تک رسائی کا موجب ہو سکتا ہے۔ سراج الدین ظفر نے کہا تھا:(۱)

کیا سنواریں گیسوئے تحقیق حق
اور کھل جاتے ہیں جوں جوں باندھیے

اسی سال ان شاء اللہ **تذکرہ لالا صاحب** (خواجہ صوفی ملک امان شاہ) **گلزار محبت** (عبداللہ سہام)، **اسناد سلاسل تصوف** اور **تذکرہ سائیں صاحب** (صوفی محمد اشرف شاہ معروف بہ سائیں صاحب) کی تکمیل و اشاعت کا ارادہ ہے۔ خدا تعالیٰ کرم کرے۔

میں ان تمام احباب کا ایک بار پھر شکر گزار ہوں جنھوں نے کتاب کی تکمیل میں معاونت کی بالخصوص قاسم اقبال جلالی (کلیہ [illegible] اسلام آباد) محمد رمضان معینی (تونسہ) مبشر سعید (ملتان)، آلوک سونی (دہلی)، پرواگ اگروال (دھار) اور عدنان بشیر (چیچہ وطنی) [illegible] اپنے اہل خانہ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں [illegible] وہ وقت بھی جو ان کے لیے مختص ہونا چاہیے [illegible] خندہ پیشانی سے [illegible] تحقیق کی نذر کر دیا جاتا ہے۔ آخر میں [illegible] سراج الدین ظفر [illegible] (۲)

اے حریفان [illegible] ہوش [illegible]
دامن [illegible] میں [illegible] ابھی باقی ہیں
[illegible]
[illegible] ابھی باقی ہیں
[illegible]
اور فہرست میں [illegible] ابھی باقی ہیں

حوالہ جات

۱۔ ظفر، سراج الدین، غزال و غزل، [illegible]
۲۔ ایضاً، ص ۲۲

مکتوبات

☆ خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ

بہ نام

خواجہ صوفی محمد امین شاہ

---

[۱]

(۱۹۷۴ء-۱۱-۱۰)

نقیب آباد قصور

برخوردار محمد امین، سلامت باشد

بعد از دعائے بسیار در دنیا و عقبیٰ بکار آید. ہم عرس مسہ کسوال (۱) کے بعد سفر سے کل ہی واپس ہوئے ہیں تم عرس شریف سے ۵، ۶ دن پہلے آنے کی کوشش کریں، کیوں کہ کام زیادہ ہے. ہمیشہ یاد بود میں رہو. ہوش بردم، نظر برقدم، سفر در وطن کا دھیان رہے. (۲) سب کو دعا کہو.

دعا گو/ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ

قادری ابوالعلائی جہانگیری حسنی

قدم بوسی عرض ہے اسلم (۳)

۱۔ مسہ کسوال تحصیل گوجر خان کا ایک گاؤں. یہاں ڈھوک کرم آباد میں حضرت صاحب کے خلیفہ صوفی عبد الرحمان شاہ (اپریل ۱۹۲۵ء- ۷ جولائی ۲۰۱۲ء، ۱۶ شعبان ۱۴۳۳ھ، مسہ کسوال) کے زیر اہتمام شاہ محمد عنایت حسن خان کا عرس ہوتا تھا. پہلا عرس ۱۹۶۶ء میں منعقد ہوا. (نقیبی، **گلزار نقیب**، ص ۱۹۵)

۲۔ "ہمیشہ یاد بود ... سفر در وطن کا دھیان رہے." یہ جملے صوفی اسلم کمال شاہ جو حضرت صاحب کے منشی تھے اپنی طرف سے لکھ دیا کرتے تھے

۳۔ صوفی اسلم کمال شاہ (مدفون شیخوپورہ)

[۲]

(۱۹۷۵ء-۱-۱۳)

مکہ معظمہ

برخوردار صوفی محمد امین، سلامت رہو

اسلام علیکم، ہم بہ فضل خداوند کریم خیریت سے مدینہ منورہ سے روانہ ہو کر جدہ کو مورخہ ۷-۱-۷۵[۱۹ء] کو پہنچے. وہاں سے مورخہ ۸-۱-۷۵ء کو پھر مکہ معظمہ آ گئے. اب یہاں بڑے آرام سے طواف کعبہ کر رہے ہیں اور نمازیں با جماعت پڑھتے ہیں. ان شاء اللہ ۱۸-۱-۷۵ء کو انگلینڈ روانہ ہو جائیں گے. اور اگر تم نے خط لکھنا ہو تو ہم کو انگلینڈ کے پتا پر روانہ کریں. سب وابستگان سلسلہ کو میری طرف سے دعا قبول ہو.

دعا گو صوفی محمد نقیب اللہ شاہ

[۳]

(۲۴-۹-۱۹۹۰ء)

حال وارد انگلینڈ

برخوردار صوفی محمد امین صاحب سلامت رہو

بعد از دعائے بسیار دینی و دنیوی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] صوفی محمد نقیب اللہ شاہ

[illegible]

صوفی محمد [illegible]

[illegible] ۱۹۹۳ء [illegible]

[illegible]

رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ [illegible]

[illegible] ۱۹۹۵ء [illegible]

(۲۹-۹-۱۹۹۴ء)

حال بارکنگ، یوکے

برخوردار صوفی محمد امین شاہ، سلامت رہو

بعد از دعائے بسیار در دنیا و عقبیٰ بکار آید. ہم خیریت سے ہیں اور آپ سب وابستگان سلسلہ عالیہ کی خیریت بارگاہ پیران عظام سے نیک خواہاں ہیں. احوال آں کہ ہماری دائیں آنکھ کا آپریشن ہماری سرکاروں کے کرم سے کامیابی کے ساتھ ۲۷ ستمبر ۹۴ء کو ہو گیا ہے. اور ہم ایک دن و رات ہسپتال رہ کر واپس گھر آ گئے ہیں صرف دو تین دن احتیاط کی ضرورت ہے. ابھی ہماری صحت پہلے سے بہت بہتر ہے. آپ وابستگان سلسلہ اپنی جگہ تسلی رکھیں. فی الحال ہم نے دورہ کرنا بند کیا ہوا ہے. ڈاکٹر صاحب کے دوبارہ چیک اپ کرنے اور سفر کے قابل ہونے کی تسلی دینے پر دورہ شروع کریں گے. ہم اپنے وطن پاکستان میں جلدی واپسی کا ارادہ بھی رکھتے ہیں. جیسے ہی پروگرام واپسی کے لیے بنا ہم پیشگی اطلاع کر دیں گے. جملہ وابستگان سلسلہ عالیہ علاقہ ہذا میں ہماری دعائیں کہیں.

دعا گو/فقیر صوفی محمد نقیب اللہ شاہ

نویسندہ: احقر، سلیم اللہ، آپ سب بھائیوں اور بہنوں کو سلام و آداب عرض ہے.

☆-سجادہ نشین، صوفی محمد عظمت اللہ شاہ

بہ نام

خواجہ صوفی محمد امین شاہ

---

[۱]

(۹-۳-۱۹۹۵ء)

نقیب آباد/قصور

محترم صوفی محمد امین شاہ صاحب

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بعدہٗ دعائے بسیار، ہم خیریت سے ہیں اور آپ کی خیریت بارگاہ بابا حضور سے نیک خواہاں ہیں. حامل رقعہ ہذا صوفی محمد صدیق ہمارا بھائی ہے. اسے فورٹ عباس ایریا میں زمین الاٹ ہوئی ہے، آپ کے پاس آتے رہیں گے، لہذا اس [کی] زمین کے بارے میں آپ ان کی ہر ممکن مدد کریں گے.

دوسرے ہم آج تک بہت مصروف رہے ہیں [illegible] آستانہ عالیہ پہنچ جائیں گے. پھر وہاں بھی عرس کے معاملات میں مصروفیت ہی ہوگی. آپ حسب سابق ۴ بوری بڑے چنے بھیجنے کا بندوبست بھی کریں اور اگر ہوسکے تو ہفتے کے اندر اندر یہاں آستانہ عالیہ کا چکر ہی لگا جائیں .... (نامکمل)

[۲]

(۲۴-۸-۱۹۹۶ء)

حال: بارکنگ، انگلینڈ

برادرم صوفی محمد امین صاحب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، بعداز دعاے بسیار در دنیا و عقبیٰ بکار آید. ہم خیریت سے ہیں اور آپ کی خیریت بارگاہ پیران عظام سے نیک خواہاں ہیں. احوال آں کہ، ہم ۱۶-اگست بروز جمعتہ المبارک مکہ مکرمہ بیت اللہ شریف پہنچے، عمرہ مبارک کی سعادت حاصل ہوئی اور جمعتہ المبارک کی نماز بھی خانہ کعبہ ہی میں ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی. اس پرانوار موقع (موقعے) پر آپ سب لوگوں کے لیے خصوصی دعائیں پیش کرنے کی سعادت اور گھڑی نصیب ہوئی. بڑا پرکیف اور رقعت آمیز منظر تھا. بابا حضور کے قدموں کی خاک کے صدقے میں حاضری کا بڑا ہی اچھا موقع نصیب ہوا. اسی روز شام کو بارگاہ رسالت مآب سرکار دو عالم فخر کون و مکاں، امام الانبیاء، وجہ تخلیق کائنات، حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی. یہ ایک ایسا موقع تھا جس کی شان اور عظمت الفاظ میں بیان کرنے سے قاصر ہیں. آپ یقینی نسبت رکھنے والے بہت ہی خوش قسمت لوگ ہیں. ہم نے یہاں بھی آپ لوگوں کے لیے خصوصی دعائیں کیں. اللہ تعالیٰ بابا حضور کے قدموں کی خاک کے صدقے میں ہماری دعائیں قبول فرمائے. آمین

۲۱ اگست شام کے وقت ہم جدہ شریف سے لندن پہنچے. یہاں سے بھائیوں نے [illegible] پر ہمارا عظیم الشان استقبال کرکے وہ عزت بخشی جس کی مثال نہیں ملتی. بابا حضور [illegible] آنکھوں میں آنسو آگئے. بڑا رقعت (رقت) آمیز منظر تھا. کیفیت کا ایک [illegible] کرم سے جلدی واپسی کا ارادہ رکھتے ہیں. آگے جیسے سرکار کی مرضی. یہاں بھی ہمارے بھائی ہیں ان کا بھی ہمارے اوپر کافی حق ہے. جملہ اہل آستانہ عالیہ ہماری دعائیں [illegible]

[illegible]

نویسندہ، احقر، سلیم اللہ عفی عنہ

۱۔ آپ نومبر ۱۹۴۴ء (یا: ۱۹۴۵ء) کو خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ کے ہاں بہ مقام بٹل (ضلع مانسہرہ) پیدا ہوئے۔ پرائمری تک بٹل میں پڑھا اور ۱۹۶۲ء میں گورنمنٹ سپیشل ہائی سکول کوئٹہ سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ بعد ازاں اسلامیہ کالج قصور سے ایف۔ اے کیا۔ ۱۱۶ اکتوبر ۱۹۶۶ء میں جب آپ بی۔ اے کے آخری سال میں تھے فوج میں کمیشن لے لیا اور ۱۹۹۲ء میں لیفٹیننٹ کرنل کے عہدے تک ترقی کی۔ (عثمان خان زادہ، **کرنل صوفی محمد عظمت اللہ شاہ**، مشمولہ **حق گو**، لاہور، س ن، ص ۳۱: اختر محمود، **سجادہ نشین صوفی محمد عظمت اللہ شاہ**، مشمولہ، **روزنامہ پاکستان**، لاہور، ۱۰ جنوری ۲۰۰۲ء) ۱۹۹۱ء میں آپ کو حضرت صاحب نے اپنا سجادہ نشین مقرر کیا۔ ۱۹۹۴ء میں آپ نے اپنے والدِ گرامی اور شیخِ طریقت کے حکم کی تعمیل میں فوج سے ریٹائرمنٹ لے لی۔ (عظمت اللہ شاہ، صوفی محمد، انٹرویو، مشمولہ **حق گو**، لاہور، ۱۹۹۸ء، ص ۳۱: اختر محمود، **سجادہ نشین صوفی محمد عظمت اللہ شاہ**، مشمولہ، **روزنامہ پاکستان**، لاہور، ۱۰ جنوری ۲۰۰۲ء) آپ اردو زبان میں شعر بھی کہتے ہیں اور ابتداے شعر گوئی میں کچھ عرصہ پرنم الہ آبادی (۱۹۴۲-۲۹ جون ۲۰۰۹ء، لاہور) سے اصلاح بھی لیتے رہے ہیں۔

[۳]

(۱۴۲۵ھ-۸-۷/۲۰۰۴ء-۹-۲۴)

نقیب آباد/قصور

محترم جناب صوفی محمد امین شاہ صاحب

السلام علیکم ورحمتہ اللہ، بعد از دعاے بسیار در دنیا و عقبیٰ بکار آید۔ کل ہی دورۂ یورپ سے واپس آستانہ عالیہ پر آئے ہیں۔ احمد یار صاحب کا بیٹا قتل ہو گیا ہوا ہے، ان کو آپ کے پاس بھیج رہے ہیں۔ ان کی ساری بات سن کر ان کے ساتھ جا کر ان کا مسئلہ حل کروائیں۔ ہماری طرف سے تمام وابستگان سلسلہ بھائیوں کو دعا کہیں۔ سگ درِ نقیب/عظمت

[۴]

(۲۰۰۴ء-۱۰-۱)

نقیب آباد/قصور

محترم صوفی محمد امین صاحب، سلامت رہیں

بعد از دعاے بسیار در دنیا و عقبیٰ بکار آید۔ احوال آں کہ ہمارے پاس حاجی احمد یار آئے ہیں ان کے بیٹے کے قتل کا مسئلہ ہے۔ آپ ان کے ساتھ جا کر ان کا مسئلہ حل کروائیں۔ پہلے بھی آپ

ضرور حل کروائیں۔ ہماری طرف سے تمام وابستگان سلسلہ بھائیوں کو دعا کہیں۔

سگ در نقیب/عظمت

☆-صاحب زادہ محمد حبیب اللہ شاہ

بہ نام

صوفی محمد امین شاہ

---

[۱]

(۱۰-۱۱-۱۹۷۴ء)

نقیب آباد قصور

جناب امین صاحب

خدا کرے کہ آپ خیریت سے ہوں۔ ایک بس کے حادثے میں میری ایک پسلی ٹوٹ گئی تھی جس کی وجہ سے آپ کے پاس نہ جا سکا۔ عرس شریف سے پہلے آنے کی کوشش کریں۔ ضروری تاکید ہے۔ اور جتنے بھی آپ کے پاس خطوط اختر (۱) کے، یوسف امان (۲) کے یا کسی اور کے ہوں ساتھ ضرور لاویں کیوں کہ ان لوگوں کو چھٹی دینے کا پروگرام ہے۔ (۳) تمام وابستگان سلسلہ بھائیوں کی خدمت میں سلام علیکم عرض کریں۔

والسلام محمد حبیب اللہ شاہ (۴)

۱۔ ہو سکتا ہے صوفی محمد اقبال جمیل شاہ ۲۔ خواجہ صوفی ملک امان شاہ عرف یوسف صاحب

۳۔ اکبر صاحب اور حضرت صاحب کے درمیان اختلافات ہو گئے تھے جو بعد ازاں پیر صاحب ... صاحب کی کوشش سے ختم ہوئے۔ خط میں انہی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ان اختلافات کی تفصیلات راقم نے اپنی تالیف گوجر خان کے سہروردی مشائخ میں درج کی ہیں۔

۴۔ خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ کے فرزند

[۲]

(۵-۲-۱۹۷۵ء)

نقیب آباد شریف

ظل مرشدی و مولائی جناب امین صاحب

ہم سب خیریت سے ہیں، اللہ تعالا پیران عظام کے طفیل آپ لوگوں کو خیریت سے رکھے. میں کل شام واپس آستانہ عالیہ پہنچا، گھر میں سب خیریت سے ہیں. حضرت صاحب لندن تشریف فرما ہیں، ۳۰ عدد شجرے منگوائے ہیں. ابھی واپسی کا کوئی پروگرام نہیں. میں راول پنڈی گیا تھا انھوں نے تسلی دی کہ ہم ہر ممکن کوشش کر کے آپ کو شفیع کی اطلاع دیں گے. میں نے آپ کا اور آستانہ عالیہ کا پتا دیا ہے، اگر ایف آئی یو ہیڈ کوارٹر اسلام آباد کا کوئی خط آئے تو مجھے اطلاع دیں. اسلم ابھی تک بھلوڑا ہے. جملہ اہل خانہ و وابستگان سلسلہ کی خدمت میں سلام علیکم عرض کریں.

والسلام/محمد حبیب اللہ شاہ

[پس تحریر]: میرا ملتان کا پروگرام ہے، پروگرام بننے کے بعد آپ کو اطلاع دوں گا.

☆ -صوفی محمد اقبال جمیل شاہ

بہ نام

صوفی محمد امین شاہ

[ا]

(۱۹۹۹ء-۳-۱۱)

بسم اللہ

[شورکوٹ]

جناب قبلہ صوفی صاحب

دلی محبت بھرا سلام، قدم بوسی. یہ خط تو محض آپ کو ۳ ذوالحج کی یاد دہانی کے لیے ہے. ویسے اطلاع تو میں نے گوش گزار کر دی تھی. اگر سعید بھائی(۱)، حشمت بھائی(۲) اور حافظ ارشد ولد صوفی بشیر صاحب قایم خوانی [خانی] ان کو دوبارہ اطلاع کر دیں تو مشکور ہوں گا.

اس کے علاوہ بہاول نگر کے قریب کوئی بیٹو قوم کا گانو ہے، وہاں کے ایک صاحب مقصود احمد بیٹو ٹوبہ ٹیک سنگھ میں اڈیشنل سیشن جج ہیں، اگر آپ کی کوئی واقفیت ان سے ہو سکے یعنی ان کے والدین سے رقعہ وغیرہ لیا جا سکے تو ذہن میں رکھیں. افضال بھائی نے دوبارہ کہا ہے آپ کو ایک اتوار فون کیا، آپ غالبًا فیصل آباد گئے تھے، اب تاریخ ۲۲ مارچ ہے. بہاول نگر کے قریب ہی کوئی

محفل میں......آپ کی شمولیت میرے لئے باعث برکت ہے. نینی خاص طور پر ٹوبہ سے آپ کو ملنے آئے گی، بل کہ اس نے مری حوصلہ افزائی کو محفل میں بھی حصہ ڈالا ہے.

سعید پارٹی کو اطلاع لازماً کریں، اس نے کوئی ۲ ساتھی بیعت کرانے ہیں. ارے صاحب، میرے نہیں کرنل صاحب کے مرید ہوں گے، ہمیں تو پہلے والے ہضم نہیں ہو رہے. ولی بھائی کو سلام.

آپ کا اپنا محمد اقبال جمیل

---

۱. صوفی سعید احمد نقیبی (منچن آباد) ۲. صوفی حشمت علی شاہ (بہاولپور)

[۲]

(۲۰۰۱ء-۰۵-۱۹)

[شورکوٹ]

جناب محترم صوفی محمد امین صاحب!

دلی محبت بھرا اسلام قبول ہو. کافی دنوں سے ایک خلش تھی کہ خط لکھوں مگر نہ لکھ سکا [illegible] اپنی کوتاہی. سعید نے کہا تھا کہ میں شورکوٹ آؤں گا مگر وہ نہ آ سکے. میں دکان شفٹ کر رہا ہوں. ریلوے اسٹیشن کے قریب گوجرہ بازار میں لے آیا ہوں. دکان کے سامنے ایک فون ہے. دن ۱۰ بجے سے ۲ بجے شام تک کسی وقت ملائیں. جمعہ والے دن کا ناغہ ہوتا ہے. آپ جب ملائیں تو [illegible] کہیں کہ فون کی گھنٹی پر وہ مجھے صرف آواز دیں گے. ۲۵۱-۲۶۰۰۰ [illegible] سعید (۱) [illegible] وہ مجھے خود فون کرتے تاکہ بات چیت ہو سکے. امید ہے آپ سے [illegible] [illegible] بھی اس کے بارے میں لکھیں تاکہ [illegible] ضرورت ہو تو [illegible] امید ہے آپ [illegible] ۲۵۱-۲۶۰۰ [illegible] فون [illegible] بات کرتے رہیں [illegible] [illegible] سبب اب ہاتھ بھی [illegible]

کل ہی [illegible] سے پاس [illegible] ایک خط ۳ [illegible] صاحب (۲)، شجیر صاحب (۳) [illegible] [illegible] آ رہے ہیں [illegible]

[illegible]

میرا مطلب ہے کیا وہ نقیبی ہونے کے ناطے سے اب بھی سرکار کا دم بھرتے ہیں یا صرف انگلینڈ سے آ کر انگلینڈ ہی کے نکلیں گے. ان کا نام نامی محمد صدیق ہے. یہ ۱۶ بلوچ میں اس دور میں تھے جب میں، نواز بھائی، شبیر صاحب بھی فورٹ سنڈیمن موجودہ نام ژوب میں تھے. اور لکھیں آپ کے تھیلے میں کوئی نئی تازی ہو.............. خط کا ایڈریس وہی ہے. خط اسی (نیا دواخانہ، مین بازار شورکوٹ کینٹ) کے پتے پہ لکھیں. بچے اکثر آپ کو یاد کرتے ہیں، شاہدہ کا سلام. آپ کو گندم کی وجہ سے کافی مصروفیت ہوگی. برادرم ولی محمد صاحب کو سلام. عزیزم زاہد کو پیار. خدا حافظ

آپ کی دعاؤں کا طلب گار

محمد اقبال جمیل

---

۱. صوفی سعید احمد نقیبی (منچن آباد)   ۲. بابا صاحب خواجہ صوفی محمد نواز شاہ

۳. آپ ۱۹۲۸ء کو رانا جمال دین کے ہاں بہ مقام موضع پر بھووالا (ضلع: حصار- بھارت)، پنوار راجپوت برادری میں پیدا ہوئے. قیام پاکستان کے بعد آپ بالترتیب بہاول پور، بورے والا میں مختصر قیام کے بعد گھمن کے (ضلع: قصور) میں آ کر رہائش پذیر ہوئے. آپ نے چوتھی جماعت تک موضع پر بھووالا میں تعلیم حاصل کی، بعدازاں فوج میں ملازمت کے دوران میٹرک کیا. آپ ۱۹۴۸ء میں فوج میں بھرتی ہوئے اور ۱۹۷۶ء میں بہ طور صوبے دار ریٹائر ہوئے. ۲۳ اپریل ۱۹۵۵ء/ ۲۹ شعبان ۱۳۷۴ھ بروز جمعرات بہ مقام فورٹ سنڈیمن (ژوب) بیعت ہوئے اور ۹ مئی ۱۹۵۹ء/ ۱۹ ذیقعد ۱۳۷۹ھ کو خلافت سے نوازے گئے. ۱۹۸۲ء میں بیعت لینے کا آغاز کیا اور ۳۱- اکتوبر ۲۰۰۵ء/ ۲۶ رمضان ۱۴۲۶ھ کو گھمن کے میں وفات پائی اور وہیں دفن بھی ہوئے. آپ کے چھوٹے فرزند محمد جعفر شاہ آپ کے سجادہ نشین ہیں. (جعفر شاہ، صاحب زادہ محمد [پ: یکم مئی ۱۹۸۶ء]، **ٹیلی فونک مکالمہ از راقم**، گھمن کے، ۱۲ اکتوبر ۲۰۰۹ء)

[۳]

(۲۰۰۳ء-۰۳-۰۶)

بسم اللہ

ھوالمرشدی

[شورکوٹ]

جناب محترم، برادرم صوفی امین صاحب!

قدم بوسی قبول ہو صوفی نواز صاحب کے عرس پر آپ کی آمد نہ ہو سکی، وجہ بھی معلوم ہوگئی.

بابی کی وفات کا دکھ ہوا، اللہ ان کو کروٹ کروٹ جنت میں جگہ دے۔

خیال تھا کہ عید کے بعد حاضر ہو کر افسوس کے لیے آؤں گا بلکہ نواز صاحب سے بھی یہی مشورہ کیا تھا مگر ۱۲ فروری کو عید تھی، ۱۶-۱۷ تک گھریلو مصروفیات میں [مصروف] رہا، پھر اچانک ۱۸ فروری کو صبح نماز فجر کے ساتھ سینے میں اس قدر شدید درد اٹھا، ٹیکے وغیرہ لگے مگر بے سود۔ صبح ہونے پر بچیاں مجھے شورکوٹ لے گئیں وہاں ڈاکٹر کو پہلے تو دل کا شک ہوا مگر پھر تجویز کی دوا دے دی، گھر آنے پر طبیعت خراب تھی، ڈرپ لگی تو سکون ہو گیا۔ دوسری صبح پھر افضال بھائی موٹر سائیکل پر آہستہ آہستہ شہر لے گیا، پھر اس ڈاکٹر نے دیکھا، ایکس رے کا مشورہ دیا، ایکس رے میں پھیپھڑے پر نمونیہ کا نشان بتایا کہ شاید سردی میں سفر کیا ہو [تو] سردی کا اثر ہوا ہو مزے کی بات بخار بھی نہیں تھا، کھانسی بھی نہیں تھی، سینہ میں نشان والی جگہ پر درد بھی نہ تھا پھر بھی ٹیکے، فی ٹیکہ ۵۵۰، دوائیں فی گولی ۴۰ روپے استعمال ہوئیں۔ آخر ۲ مارچ تک یہ حالت ہوئی کہ نیند ختم اور چند قدم چلنے سے سانس بند ہونا اور بے حد تکلیف، ۲ مارچ کی دوپہر حالت دگرگوں تھی محسوس ہو رہا تھا کہ اب سرکاری ٹکٹ کٹ چکا ہے۔ بچی اور داماد موٹر سائیکل پر آہستہ آہستہ پی اے ایف کے فوجی ہسپتال میں لے گئے، اتفاق سے ڈاکٹر حاضر تھے، جاتے ہی پہلے آکسیجن اور منہ کے راستے بھاپ دی، کچھ سانس کھلا تو خون ٹیسٹ کے لیے لینا تھا اور ای سی جی لیا تو کہنے لگے کہ حالت یہ ہے کہ تمام خون کی شریانیں سکڑ گئی تھیں، آدھا گھنٹہ کی کوشش میں [illegible] چار جگہ سے سوئیاں چبھنے تو نس ملی خون بھی لیا اور اسی سوئی کی جگہ ٹیکے لگے پھر دوبارہ ایکس رے، ای سی جی ہوئی ڈاکٹر نے دوائیاں لکھ دیں اور ساتھ ہی مشورہ دیا کہ کسی دل کے ماہر کو چیک کرائیں اب اتفاق ہے کہ شورکوٹ میں ہر اتوار کو دل کا ماہر ڈاکٹر آتا ہے اب نشتر [illegible] کا [illegible] ہو چکی ہے۔ [illegible] چیک اپ ہو گا اب جو نسخہ دیا گیا ہے اس میں ۲ سانس کی [illegible] کی گولیاں ایک ہفتہ اب آرام کمزوری ہو چکی ہے۔

محسوس ہوتا ہے کہ اب آپ کی ملاقات نصیب نہ ہو سکے گی، یہ تاریخ ہے جو اپنی منزل کو پہنچ جائے گی، اگر وقت ہو تو چند لمحوں کے لیے آ کر مل جائیں بعد میں شاید وقت نہ ملے [illegible] دوستوں سے معافیاں مانگ لیں، کل بھائی خصوصی قدم بوسی [illegible] سب [illegible]

والسلام

آپ کا بھائی محمد اقبال نجمی

-نامے میرے نام

☆-دکتر مختار الدین احمد

(۲۰۰۸ء-۰۱-۱۳)

علی گڑھ

مکرمی

اسلام علیکم ،اخبار الجمال (۱) کے اس قلمی نسخے کا عکس حاصل کرنے کے لیے مہینوں میں کوشش کرتا رہا. یہ بالائی قلعہ کے مشہور مدرسے کے سرپرست اور نگران کے کتب خانے میں ہے جو حضرت مولانا لطف اللہؒ (۲) کے اخلاف میں ہیں. ان کا نام مفتی عبدالقیوم ہیں [ہے] ، یہ مفتی شہر ہیں ، اور کچھ علیل. ان کے عزیز مفتی اسداللہ کے یہاں میں خود گیا ، انھوں نے کتاب لانے کا وعدہ کیا مہینوں گزر گئے ، میں ٹیلی فون پر ٹیلی فون کرتا رہا ، لیکن مقصد حاصل نہ ہوا. صاف انکار بھی نہیں کیا. کچھ دنوں بعد یعنی مفتی اسداللہ کا انتقال ہو گیا. میں مایوس ہو کر بیٹھ گیا.

مولانا آزاد لائبریری میں اس کا ایک نسخہ ہے لیکن اس کی عکسی نقل لینا بہت دشوار ہے. آپ کی طرف سے درخواست آئے ، یونی ورسٹی لائبریری کو پیشگی ڈالر کے ذریعہ اب حکومت سے اجازت لے کر بھجوائیں ، پھر آگے کی منزل طے ہو. اتفاق سے ایک دوست سے اس کا ذکر آیا ، انھوں نے اطلاع دی کہ نواب مزمل اللہ خان مرحوم کے کتب خانے میں اس کا ایک نسخہ ہے. ان کے صاحب زادے نواب رحمت اللہ خان صاحب سے میرے بھی تعلقات ہیں. انھوں نے اجازت دے دی. میرے دوست نے اپنی طرف سے عکس بنوانے کا انتظام کیا اور ایک دن سارے اوراق میرے پاس آ گئے.

اب آپ کو یہ کتاب بھیجنے کے لیے پتا ڈھونڈتا ہوں تو آپ کا خط نہیں ملتا. آپ اس عرصے میں بالکل خاموش رہے. یاد دہانی کا خط آتا تو آپ کا پتا معلوم ہوتا. (۳) بہر حال آپ کے خط آنے پر اب یہ کتاب بھیج رہا ہوں بذریعہ رجسٹری آپ اطلاع دیجے محمد راشد شیخ صاحب میرے کرم فرما ہیں ان کے وہاں کی ضروری کتابیں منگواتا رہتا ہوں. بعض مخطوطات کے عکس بھی وہ بھیج دیتے ہیں. ان پر کوئی چار سو روپے علاوہ محصول خرچ ہوئے ہیں. یہ رقم مجھے بھیجنے کا تکلف نہ کریں ، اس

کے پیچیدہ مسائل کیا پیدا ہو جاتے ہیں۔ آپ [illegible]

آپ کے لیے ہر طرح مفید ہو۔ والسلام مختار الدین احمد

عکس کے صفحات شاید ۲۶۳ ہیں۔ عکس بڑی تقطیع پر بنوایا گیا ہے کہ تحریر واضح ہو۔ دو صفحے ایک ساتھ نہیں بنوائے گئے، ان کا پڑھنا اور نقل کرنا مشکل ہوتا ہے۔ بعض اوراق دوبارہ بنوائے گئے۔

---

۱. **اخبار الجمال ملقب باشجار الجمال**، مولفہ، راجی محمد، مورخہ ۲۹ جنوری ۲۰۰۸ء کو بہ ذریعہ ڈاک مع **مکاتیب مفتی اعظم بنام ملک العلماء مولانا ظفر الدین قادری رضوی برکاتی** (مرتبہ پروفیسر مختار الدین احمد علی گڑھ، مدرسہ فیضان مصطفیٰ زہرہ باغ، ۱۴۲۸ھ ۲۰۰۷ء) وصول ہوئی۔

۲. مولانا لطف اللہ علی گڑھی معروف عالم اور کئی مشاہیر علما کے استاد

۳. رابطے کی صورت یوں ہوئی کہ ڈاکٹر مختار الدین احمد نے پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کو ایک خط (محررہ ۱ اپریل ۲۰۰۷ء) لکھا، اس میں راقم کے بارے میں پوچھا اور استفسار کیا: "کیا آپ حسن نواز شاہ (اسلام آباد) سے واقف ہیں؟ انھیں علی گڑھ کے ایک بزرگ شاہ [illegible] کے حالات پر مشتمل ایک فارسی مخطوطہ "اخبار الجمال" کی ضرورت تھی، متعدد خطوط ان سے آئے۔ میں نے ایک نقل [illegible] بنوا دیا۔ اب عکس بنا رکھا ہے [illegible] احمد فاروقی [illegible] مکتبہ نبویہ، ۲۰۱۱ء، ص ۳۰۹) پیرزادہ فاروقی نے [illegible] ماہنامہ جہان رضا [illegible]

☆ - ڈاکٹر محمد اختر چیمہ

(۲۹-۱۲-۲۰۰۳)

فیصل آباد

بخدمت [illegible]

جناب صاحب زادہ حسن نواز شاہ صاحب!

اسلام علیکم، خیریت موجود، خیریت مطلوب. جناب کا کیم اکتوبر ۲۰۰۳ کا محررہ، ۶ دسمبر ۲۰۰۳ کا پوسٹ کیا ہوا مرقومہ شریفہ مجھے ۹ دسمبر ۲۰۰۳ کو موصول ہوا جسب ارشاد درج ذیل کتب، رسائل ومقالات بہ ذریعہ .v.p پوسٹ ارسال خدمت ہیں:

۱-مقالات اختر (اصل)، قیمت	۱۰۰ روپے
۲-تجلیات غوثیہ (اصل)	۱۰۰
۳-انوار العاشقین (فوٹو کاپی)	۱۰۰
۴-وفیات الاخیار (فوٹو کاپی)	۱۰۰
پیکنگ وڈاک خرچ	۱۰۰
	۵۰۰

۵-احوال وآثار وعقاید عراقی (مقالہ)، اھدائی

۶-دو رسالہ از عراقی (عکس)، اھدائی

۷-امیر حسینی ہروی (عکس)، اھدائی

علاوہ ازیں

-مخزن چشت سر دست دست یاب نہیں ہو سکی۔

-''مقام شیخ عراقی در تصوف اسلامی'' کی بندہ نے جو تصحیح کی ہے وہ میرے اصل نسخہ کے ہمراہ consult کی جائے تو استفادہ کیا جا سکتا ہے. متاسفانہ ایرانی حکام نے تجدید اشاعت کے لیے اسے قبول نہیں فرمایا.(۱)

- شاہ صاحب! نسخہ جات اصل وعکسی کی .v.p قیمت بندہ نے اندازاً آپ کی آفر پر بندہ نے طلب کر لی ہے ورنہ میرے پیش نظر مالی منفعت قطعاً نہیں ہے. بندہ معافی کا خواستگار ہے.

-ماڈل ٹاؤن ہمک سہالہ روڈ اسلام آباد کے باسی دوست عزیزم ڈاکٹر عارف نوشاہی صاحب (۲) سے آپ کا تعارف ہوگا. ماشاءاللہ سکالر آدمی ہیں. انھیں بوقت ملاقات بندہ کا سلام پیش کیجیے گا.

-نسخہ جات کی رسید وصولی بواپسی ڈاک بندہ کو ضرور ارسال کیجیے تا کہ ترسیل سے اطمینان خاطر میسر آجائے. والسلام

محتاج دعا/ احقر، اختر چیمہ

۱۔ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد سے اس کی ترمیم شدہ دوسری اشاعت عمل میں آ چکی ہے۔

۲۔ معروف محقق و مخطوطہ شناس

☆ - ڈاکٹر منیر الدین احمد

(۱۵-۱-۲۰۰۸ء)

کمر فیلڈ

جناب حسن نواز صاحب

جو باتیں دادا جان کے بارے میں عوام میں مشہور ہیں اور جن کا ذکر کتابوں میں بھی آ چکا ہے، ان کے بارے میں آپ کو محتاط رہنا چاہیے، کیوں کہ اکثر و بیشتر ان کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ مثلاً یہ کہ دادا جان مرزا غلام احمد قادیانی کے رضوان (دربان) تھے جن کی اجازت کے بغیر کوئی شخص مرزا صاحب سے نہیں مل سکتا تھا۔ دادا جان کو قادیان میں بہت کم رہنے کا موقع ملا، جب کہ دربان کو ہمہ وقت مرزا صاحب کی خدمت میں رہنا چاہیے۔ یا یہ کہ اگر آپ آخری ایام میں مرزائیت سے منحرف نہ ہو جاتے، تو خلیفہ بنتے اور نور الدین خلیفہ اول نہ ہوتے۔ مولوی حکیم نور الدین مرزا صاحب کی وفات پر ۱۹۰۸ء میں خلیفہ منتخب ہوئے تھے۔ اور دادا جان ۱۹۳۶ء میں احمدیت سے تائب ہوئے تھے۔ دوسری طرف آپ نے ۱۹۰۱ء قادیان میں پہلی ہی ملاقات میں مولوی حکیم نور الدین صاحب سے کہہ دیا تھا کہ ان کو مرزا صاحب کی خلافت سے کوئی [illegible] اس چیز کا ذکر دادا جان کی سوانح حیات میں آ چکا ہے۔ یہ کہنا کہ اخبار "الفضل" کا نام دادا جان سے نام [illegible] منسوب کر کے رکھا گیا تھا۔ یہ دعویٰ بھی بے بنیاد ہے۔ مرزا صاحب کا ایک الہام میں یہ فقرہ آتا ہے "اس کے ساتھ فضل ہے، جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا" [illegible] مرزا بشیر الدین محمود احمد نے ۱۹۱۳ء میں اپنے اخبار کا نام "الفضل" [illegible] اس سے یہ [illegible] کہ یہاں پر دادا جان کی طرف اشارہ ہے۔ خود دادا جان کا [illegible] "الفضل" [illegible] تھا جس کو آپ استعمال کیا کرتے تھے۔

رہی یہ بات کہ دادا جان کے بیٹوں نے باپ کی [illegible] کے ایسا کرنے سے روک دیا تھا۔ یہ چیز بھی [illegible] بات کی پیش نظر کسی کو یہ جرأت نہ ہوتی تھی کہ ان کے بیٹوں [illegible] بھی دونوں [illegible] میں سے [illegible] رشتہ داروں [illegible] شخص ہے [illegible]

احمدی تھی، پہلی نماز جنازہ احمدیوں نے پڑھی تھی۔ ہو سکتا ہے کہ دوسری نماز جنازہ میں بیٹے اس لئے شامل نہ ہوئے ہوں کہ وہ غیر احمدی امام کے پیچھے نہیں پڑھ سکتے تھے۔

اگر آپ دادا جان کی سوانح حیات کو غور سے پڑھیں ("جماعت احمدیہ سے علاحدگی" ص ۱۰۸-۱۳۳)، تو اس میں آپ کے احمدیت کو چھوڑنے کی وجوہات سمجھنے میں دقت نہیں ہوگی۔ میں نے یہ تمام کوائف دادا جان کی اپنی تحریریوں میں سے نقل کئے ہیں اور ہر جگہ پر حوالہ جات دیئے ہیں، اس بارے میں مزید کچھ لکھنے کی گنجائش نہیں ہے۔

میں پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کے چنگا بنگیال میں دادا جان سے ملنے کے لئے آنے کے بارے میں اس سے قبل ایک مضمون میں تفصیل سے لکھ چکا ہوں۔ (حوالہ کے لئے دیکھیں: "ابن عربی، اقبال اور وحدت الوجود"، از منیر الدین احمد، "فنون"، لاہور، شمارہ ۳۵، جنوری - اپریل ۱۹۹۲، ص ۲۴۶-۲۵۳)۔ قصہ یہ تھا کہ علامہ اقبال نے ابتدائے کار ابن عربی کو ملحد جانتے ہوئے رد کر دیا تھا، مگر آگے چل کر انھیں ابن عربی کے بارے میں جاننے کا شوق پیدا ہوا۔ چناں چہ جب ان کو راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں شرکت کی خاطر انگلستان آنے کی دعوت ملی اور انھوں نے وہاں پر قیام کے دوران کچھ تقاریر کرنا چاہئیں، تو انھیں تحریک ہوئی کہ ابن عربی کے نظریات سے شدھ بدھ پیدا کی جائے۔ اس سلسلے میں انھوں نے پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کی خدمت میں رہنمائی کی خاطر لکھا۔ بالخصوص وہ ابن عربی کے نظریات "وحدت الوجود" اور "زمان" کو جاننے کے خواہش مند تھے، جس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ زمان اور خدا میں کوئی فرق نہیں رکھتے تھے۔ اس بارے میں ایک حدیث بھی روایت کی جاتی ہے: "لاتسب الزمان فهو الله" (زمان کو گالی نہ دو، کیوں کہ وہی اللہ ہے)۔ کہتے ہیں کہ پہلے تو پیر صاحب کی طرف سے یہ جواب دے دیا گیا کہ "اقبال پھر ایک بار دیر سے آیا ہے"، مگر پھر شاید یہ جانتے ہوئے کہ ابن عربی کی کتابوں کا خاص علم مولوی محمد فضل خان رکھتے ہیں، انھوں نے چنگا بنگیال جانے کا ارادہ کیا۔ مجھے ان کے چنگا میں آنے کے بارے میں چچا برکت حسین نے بتایا تھا۔ وہ اس وقت ۱۸-۱۹ برس کے نوجوان تھے۔ ایک روز گاؤں پر ایک کار آکر رکی، جس میں بیٹھے ہوئے بزرگ نے ان سے کہا کہ جاؤ اور مولوی محمد فضل خان سے جا کر کہو کہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی ان سے ملنے کے لئے آئے ہیں۔ وہ دوڑے ہوئے اپنے تایا کے پاس پہنچے، جو حسب معمول لکھنے پڑھنے میں مصروف تھے۔ پیر صاحب کی آمد کی خبر سن کر انھوں نے فرمایا: "پیر صاحب کو مسجد میں لے جا کر بٹھاؤ، میں کپڑے بدل کر حاضر ہوتا ہوں۔"

مجھے مولانا علی محمد صاحب کے بارے میں علم نہیں ہے۔ ہمارے گانو میں گوجر خان سے کلر

جانے والی شرح پر ایک جلد پائی جاتی ہے، جو لندن [illegible] زبان میں [illegible]

تھی جب پیر صاحب تشریف لائے تھے۔ امام مسجد غالباً پونچھ کے رہنے والے اور دادا جان سے کہیں چھوٹے اور ان کے بیٹوں کی عمر کے تھے۔ ان کے بیٹے مولوی سعید کا ذکر میرے ایک افسانے میں آتا ہے۔ اس کا دوسرا بھائی حفیظ (؟) انگلستان چلا گیا تھا، جہاں پر اس کے بچوں نے تعلیم پائی۔ ایک بیٹا میڈیکل ڈاکٹر ہے اور امریکہ کی ایک لیبارٹری میں کام کرتا ہے۔ چند برس ادھر اس نے مجھ سے رابطہ کیا اور بتایا تھا کہ اس کے دادا نے مصر کی الازہر یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کی تھی۔ انھوں نے کوئی کتاب نہیں لکھی۔ البتہ ایک مسودہ چھوڑا ہے، جس کو ان کا پوتا چھپوانا چاہتا تھا۔ کیا یہ صاحب مولانا علی محمد تھے؟ براہ کرم برادرم الطاف محمود سے اس بارے میں پوچھیں۔

والسلام منیر الدین احمد

☆-دکتر عارف نوشاہی

(۴-۱-۲۰۱۴ء)

اسلام آباد، ہمک

مکرمی صاحب زادہ حسن نواز شاہ صاحب!

میں ایک ایرانی انسائیکلو پیڈیا کے لیے شاہ دولہ گجراتی پر مقالہ لکھ رہا ہوں [illegible] حسب ذیل ماخذ ہیں: تذکرہ شاہ دولہ، محمد چراغ [illegible] معارج الولایت [illegible] خزینۃ الاصفیا مطبوعہ، صاحبیہ مطبوعہ۔ محمد چراغ نے انھیں شاہ [illegible] تک شجرہ پہنچایا ہے اور انھیں سلسلہ مجذوبیہ سے وابستہ [illegible] معارج الولایت [illegible] ذکر چشتیہ کے باب میں کیا ہے۔ خزینہ [illegible] تک شجرہ [illegible] بھی [illegible] سوال یہ ہے کہ ان کا اصل [illegible]؟

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ضمیمہ جات

☆ شجرہ ہائے طریقت

☆ مطبوعہ کتب میں چچا صاحب کا ذکر

☆ غزل، تضمین (میر قاتل شاہ، میر فرزند علی علوی)

☆ باباصاحب کے لیے (مبشر سعید)

☆ غزلیات (یوسف عسکری)

☆ مکتوب راقم

☆ استدراک

☆ کتابیات

☆ قطعہ تاریخ تالیف وطباعت

☆ عکس ہائے کتب ودستاویزات / تصاویر

ضمیمہ-الف

سہروردیہ غزنویہ-۱

خواجہ صوفی محمد امین شاہ

خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ

سلطان الاولیا خواجہ صوفی محمد حسن شاہ

حاجی الحرمین الشریفین شاہ محمد عنایت حسن خاں

شاہ محمد نبی رضا شاہ معروف بہ دادا میاں وملقب بہ اسد جہاں گیری

فخر العارفین شاہ محمد عبدالحئی جہاں گیری

شیخ العارفین شاہ مخلص الرحمان ملقب بہ جہاں گیر شاہ

شاہ امداد علی بھاگل پوری

شاہ محمد مہدی فاروقی

مخدوم حکیم مظہر حسین شاہ بن حکیم فرحت اللہ شاہ فاروقی

مخدوم حکیم فرحت اللہ شاہ فاروقی مخاطب بہ حسن دوست رحیم چشتی

مخدوم شاہ حسن علی

مخدوم شاہ محمد منعم بن امان بن عبدالکریم بن عبدالنعیم فاروقی

میر سید خلیل الدین بن ابوسعید ثانی سید محمد جعفر الحسینی

ابوسعید ثانی سید محمد جعفر القطبی بن میر سید اجمل الحسینی

میر سید اجمل الحسینی معروف بہ سید مبارک حسینی

میر سید نظام الدین الحسینی

میر سید تقی الدین بن سید نصیر الدین الحسنی

میر سید نصیر الدین بن سید ظہیر الدین محمود الحسنی

میر سید منیر الدین محمود بن میر سید فضل اللہ معروف بہ سید گسائیں

میر سید فضل اللہ بن نصیر الدین الحسنی معروف بہ سید گسائیں

شاہ قطب الدین فاروقی بینائے دل قلندر سر انداز غوثی

میر سید نجم الدین غوث الدہر قلندر

میر سید نظام الدین غزنوی

شیخ الاسلام میر سید نور الدین مبارک غزنوی معروف بہ میر دہلی

شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر بن محمد سہروردی

ضمیمہ۔ب

سہروردیہ ۔۲

خواجہ صوفی محمد امین شاہ

خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ

سلطان الاولیا خواجہ صوفی محمد حسن شاہ

حاجی الحرمین الشریفین شاہ محمد عنایت حسن خاں

شاہ محمد نبی رضا شاہ معروف بہ دادا میاں وملقب بہ اسد جہاں گیری

فخر العارفین شاہ محمد عبد الحیٔ جہاں گیری

شیخ العارفین شاہ مخلص الرحمان ملقب بہ جہاں گیر شاہ

شاہ امداد علی بھاگل پوری

شاہ محمد مہدی فاروقی

مخدوم حکیم مظہر حسین شاہ بن حکیم فرحت اللہ شاہ فاروقی

مخدوم حکیم فرحت اللہ شاہ فاروقی مخاطب بہ حسن دوست کریم چکی

مخدوم شاہ حسن علی

مخدوم شاہ محمد منعم بن امان بن عبدالکریم بن عبدالنعیم فاروقی

میر سید خلیل الدین بن ابوسعید دیوان سید محمد جعفر الحسینی

ابوسعید دیوان سید محمد جعفر القطبی بن میر سید ابل اللہ الحسینی

میر سید ابل اللہ الحسینی معروف بہ سید مبارک حسینی

میر سید نظام الدین الحسینی

میر سید تقی الدین بن سید نصیر الدین الحسنی

میر سید نصیر الدین بن سید منیر الدین محمود الحسنی

میر سید منیر الدین محمود بن میر سید فضل اللہ معروف بہ سید سائیں

میر سید فضل اللہ بن نصیر الدین الحسنی معروف بہ سید سائیں

شاہ قطب الدین فاروقی جینائے دل قلندر سر انداز غوثی

شیخ شمس الدین ظفر آبادی

سید اسد الدین الحسینی الواسطی ظفر آبادی

ابوالفتح شاہ رکن الدین عالم ملتانی

شیخ صدر الدین عارف

شیخ الاسلام بہاء الدین ابو محمد زکریا اسدی قرشی

شیخ الشیوخ سیدنا شہاب الدین ابو حفص عمر بن محمد السہروردی

ضمیمہ۔ج

قادریہ

خواجہ صوفی محمد امین شاہ

خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ

سلطان الاولیا خواجہ صوفی محمد حسن شاہ

حاجی الحرمین الشریفین شاہ محمد عنایت حسن خاں

شاہ محمد نبی رضا شاہ معروف بہ دادامیاں وملقب بہ اسد جہاں گیری

فخر العارفین شاہ محمد عبدالحیٔ جہاں گیری

شیخ العارفین شاہ مخلص الرحمان ملقب بہ جہاں گیر شاہ

شاہ امداد علی بھاگل پوری

شاہ محمد مہدی فاروقی

مخدوم حکیم مظہر حسین شاہ بن حکیم فرحت اللہ شاہ فاروقی

مخدوم حکیم فرحت اللہ شاہ فاروقی مخاطب بہ حسن دوست کریم چکی

مخدوم شاہ حسن علی

مخدوم شاہ محمد منعم بن امان اللہ بن عبدالکریم بن عبدالنعیم فاروقی

میر سید خلیل الدین بن ابوسعید دیوان سید محمد جعفر الحسینی

ابوسعید دیوان سید محمد جعفر القطبی بن میر سید اہل اللہ الحسینی

میر سید اہل اللہ الحسینی معروف بہ سید مبارک حسینی

میر سید نظام الدین الحسینی

میر سید تقی الدین بن سید نصیر الدین الحسنی

میر سید نصیر الدین بن سید منیر الدین محمود الحسنی

میر سید منیر الدین محمود بن میر سید فضل اللہ معروف بہ سید گسائیں

میر سید فضل اللہ بن نصیر الدین الحسنی معروف بہ سید گسائیں

شاہ قطب الدین فاروقی بینائے دل قلندر سرانداز غوثی

میر سید نجم الدین غوث الدہر قلندر

میر سید نظام الدین غزنوی

شیخ الاسلام میر سید نور الدین مبارک غزنوی معروف بہ میر دہلی

شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر بن محمد سہروردی

غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی

ضمیمہ-د

کبرویہ فردوسیہ

خواجہ صوفی محمد امین شاہ

خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ

سلطان الاولیا خواجہ صوفی محمد حسن شاہ

حاجی الحرمین الشریفین شاہ محمد عنایت حسن خاں

شاہ محمد نبی رضا شاہ معروف بہ دادا میاں وملقب بہ اسد جہانگیری

فخر العارفین شاہ محمد عبدالغنی جہانگیری

شیخ العارفین شاہ مخلص الرحمان ملقب بہ جہانگیر شاہ

شاہ امداد علی بن کل پوری

شاہ محمد مہدی فاروقی

مخدوم حکیم مظہر حسین شاہ بن حکیم فرحت اللہ شاہ فاروقی

مخدوم حکیم فرحت اللہ شاہ فاروقی مخاطب بہ حسن دولت [illegible]

مخدوم شاہ حسن علی

مخدوم شاہ محمد منعم بن امان بن عبدالرحیم بن عبدالکریم فاروقی

میر سید مبارک حسین

میر سید اشرف عرف میر سید میر

شاہ رکن الدین عبدالوہاب نظامیہ بن ابوالفتح ہدایت اللہ سرمست

شاہ ابوالفتح ہدایت اللہ پیر سرمست نظامیہ بن محمد علا تیغ لرزاں

مخدوم شاہ فیض اللہ محمد علا عرف شیخ قاضن منیری

شیخ محمد ایوب کاہی

مخدوم محمد بہرام بہاری

مخدوم حسین بن معز فاروقی بلخی معروف بہ نوشہ توحید

مخدوم مظفر بن شمس الدین فاروقی بلخی

مخدوم شرف الدین احمد بن یحییٰ منیری

شیخ نجیب الدین فردوسی

شیخ رکن الدین فردوسی

شیخ بدرالدین سمرقندی

شیخ سیف الدین باخرزی

ابوالجناب شیخ نجم الدین احمد بن عمر کبریٰ الخیوقی

ضمیمہ-ہ

چشتیہ صابریہ

خواجہ صوفی محمد امین شاہ

خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ

سلطان الاولیا خواجہ صوفی محمد حسن شاہ

حاجی الحرمین الشریفین شاہ محمد عنایت حسن خاں

شاہ محمد نبی رضا شاہ معروف بہ دادا میاں و ملقب بہ اسد جہاں گیری

فخر العارفین شاہ محمد عبد الحیٔ جہاں گیری

شاہ امداد حسین معروف بہ حاجی شاہ محمد امداد اللہ فاروقی مہاجر مکی

میاں جیو سید نور محمد علوی جھنجھانوی

الحاج سید عبد الرحیم الحسینی شہید ولایتی

شاہ عبد الباری بن شیخ ظہور اللہ صدیقی امروہوی

شاہ عبد الہادی بن شیخ ظہور اللہ صدیقی امروہوی

سید محمد عضد الدین متوکل بن سید محمد امروہوی

سید محمد مکی جعفری امروہوی

شاہ محمدی اکبرآبادی عرف شاہ فیاض

شاہ محب اللہ صدیقی الہ آبادی ملقب بہ شیخ کبیر

شاہ ابو سعید بن نور الدین نعمانی گنگوہی

شاہ نظام الدین بن عبد الشکور فاروقی بلخی

شیخ جلال الدین بن محمود فاروقی تھانیسری

شیخ عبد القدوس گنگوہی نعمانی

شیخ محمد فاروقی ردولوی

شیخ احمد عارف فاروقی ردولوی

شیخ احمد عبد الحق فاروقی ردولوی

شیخ جلال الدین محمد کبیر الاولیا

شیخ شمس الدین ترک پانی پتی

شیخ علاء الدین علی بن احمد صابر کلیری

شیخ فرید الدین مسعود اجودھنی

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی

خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین حسن سجزی چشتی اجمیری

خواجہ عثمان ہرونی

خواجہ حاجی محمد شریف زندنی

خواجہ قطب الدین مودود چشتی

خواجہ ناصر الدین ابو یوسف بن سمعان چشتی

خواجہ ابی محمد بن احمد چشتی

خواجہ قدوۃ الدین ابواحمد ابدال چشتی

خواجہ شرف الدین ابواسحاق شامی

ضمیمہ-و

چشتیہ نظامیہ

خواجہ صوفی محمد امین شاہ

خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ

سلطان الاولیا خواجہ صوفی محمد حسن شاہ

حاجی الحرمین الشریفین شاہ محمد عنایت حسن خاں

شاہ محمد نبی رضا شاہ معروف بہ دادامیاں وملقب بہ اسد جہاں گیری

فخر العارفین شاہ محمد عبدالحیٔ جہاں گیری

شاہ امداد حسین معروف بہ حاجی شاہ محمد امداداللہ فاروقی مہاجر مکی

میاں جیو سید نور محمد علوی جھنجھانوی

الحاج سید عبد الرحیم الحسینی شہید ولایتی

شاہ عبد الباری بن شیخ ظہور اللہ صدیقی امروہوی

شاہ عبد الہادی بن شیخ ظہور اللہ صدیقی امروہوی

سید محمد عضد الدین متوکل بن سید حامد امروہوی

سید محمد مکی جعفری امروہوی

شاہ محمدی اکبر آبادی عرف شاہ فیاض

شاہ محب اللہ صدیقی الہ آبادی ملقب بہ شیخ کبیر

شاہ ابو سعید بن نور الدین نعمانی گنگوہی

شاہ نظام الدین بن عبد الشکور فاروقی بلخی

شیخ جلال الدین بن محمود فاروقی تھانیسری

شیخ عبد القدوس گنگوہی نعمانی

شیخ درویش بن محمد قاسم اودھی

سید بڈھن شاہ علوی بہرائچی

سید اجمل بن حامد الحسینی بہرائچی

سید جلال الدین حسینی معروف بہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت

خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی

خواجہ نظام الدین محمد اولیا محبوب الٰہی

شیخ فرید الدین مسعود اجودھنی

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی

خواجہ معین الدین حسن سجزی چشتی اجمیری

ضمیمہ-ز

شطاریہ

خواجہ صوفی محمد امین شاہ

خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ

سلطان الاولیا خواجہ صوفی محمد حسن شاہ

حاجی الحرمین الشریفین شاہ محمد عنایت حسن خاں

شاہ محمد نبی رضا شاہ معروف بہ دادا میاں وملقب بہ اسد جہاں گیری

فخر العارفین شاہ محمد عبدالحئی جہاں گیری

شیخ العارفین شاہ مخلص الرحمان ملقب بہ جہاں گیر شاہ

شاہ امداد علی بھاگل پوری

شاہ محمد مہدی فاروقی

مخدوم حکیم مظہر حسین شاہ بن حکیم فرحت اللہ شاہ فاروقی

مخدوم حکیم فرحت اللہ شاہ فاروقی مخاطب بہ حسن دوست کریم چکی

مخدوم شاہ حسن علی

مخدوم شاہ محمد منعم بن امان بن عبدالکریم بن عبدالنعیم فاروقی

میر سید مبارک حسین

میر سید اشرف عرف میر سید میر

شاہ رکن الدین عبدالوہاب نظامیہ بن ابوالفتح ہدایت اللہ سرمست

شاہ ابوالفتح ہدایت اللہ پیر سرمست نظامیہ بن محمد علا تیغ لرزاں

ضمیمہ-ح

مخدوم شاہ فیض اللہ محمد علا عرف شیخ قاضن منیری

شاہ عبداللہ شطار صدیقی

ابوالعلائیہ نقش بندیہ

خواجہ صوفی محمد امین شاہ

خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ

سلطان الاولیا خواجہ صوفی محمد حسن شاہ

حاجی الحرمین الشریفین شاہ محمد عنایت حسن خاں

شاہ محمد نبی رضا شاہ معروف بہ دادا میاں وملقب بہ اسد جہاں گیری

فخر العارفین شاہ محمد عبدالحی جہاں گیری

شیخ العارفین شاہ مخلص الرحمان ملقب بہ جہاں گیر شاہ

شاہ امداد علی بھاگل پوری

شاہ محمد مہدی فاروقی

مخدوم حکیم مظہر حسین شاہ بن حکیم فرحت اللہ شاہ فاروقی

مخدوم حکیم فرحت اللہ شاہ فاروقی ملقب بہ حسن [illegible]

مخدوم شاہ حسن علی

مخدوم شاہ محمد نعیم بن [illegible] فاروقی

میر سید [illegible] اللہ شاہ

میر [illegible] شاہ محمد [illegible] دہلوی

سید دوست محمد برہان پوری

میر سید ابوالعلا اکبرآبادی

میر سید عبداللہ احراری

خواجہ محمد یحیا احراری

محی الدین خواجہ عبدالحق احراری

خواجہ ناصرالدین عبیداللہ بن محمود احرار

خواجہ یعقوب بن عثمان چرخی

خواجہ بہاءالدین محمد نقش بند

ضمیمہ-ط

مجددیہ نقش بندیہ

خواجہ صوفی محمد امین شاہ

خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ

سلطان الاولیا خواجہ صوفی محمد حسن شاہ

حاجی الحرمین الشریفین شاہ محمد عنایت حسن خاں

شاہ محمد نبی رضا شاہ معروف بہ دادا میاں وملقب بہ اسد جہاں گیری

فخر العارفین شاہ محمد عبدالحیٔ جہاں گیری

شاہ امداد حسین معروف بہ حاجی شاہ محمد امداد اللہ فاروقی مہاجر مکی

شاہ محمد اسحاق فاروقی محدث دہلوی

شاہ عبدالعزیز فاروقی محدث دہلوی

شاہ قطب الدین معروف بہ ولی اللہ فاروقی محدث دہلوی

شاہ عبدالرحیم فاروقی محدث دہلوی

سید عبداللہ

سید آدم بنوری

شیخ احمد فاروقی سرہندی معروف بہ مجدد الف ثانی

خواجہ موید الدین محمد باقی باللہ

خواجہ محمد مقتدا امکنگی

خواجہ درویش محمد

خواجہ محمد زاہد وخشی

خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار

خواجہ یعقوب بن عثمان چرخی

خواجہ علاء الدین عطار

خواجہ بہاء الدین محمد نقش بند

ضمیمہ-ی

شاذلیہ

خواجہ صوفی محمد امین شاہ

خواجہ صوفی محمد نجیب اللہ شاہ

سلطان الاولیاء خواجہ صوفی محمد حسن شاہ

حاجی الحرمین الشریفین شاہ محمد عنایت حسن خان

شاہ محمد نبی رضا شاہ معروف بہ بادشاہ میاں ملقب بہ [illegible]

[illegible] شاہ محمد [illegible]

شاہ امداد حسین معروف بہ حاجی شاہ محمد [illegible]

شاہ محمد اسحاق فاروقی [illegible] شاہ [illegible]

شاہ عبدالعزیز فاروقی محدث دہلوی

شاہ قطب الدین معروف بہ ولی اللہ فاروقی محدث دہلوی

شیخ ابوطاہر محمد بن ابراہیم کردی مدنی

شیخ ابراہیم کردی مدنی

شیخ احمد قشاشی

شیخ احمد بن قاسم

شیخ کمال الدین

علامہ محمد بن محمد بن جرزی

علامہ تاج سبکی

شیخ احمد بن عطاء اللہ اسکندری

شیخ ابوالعباس المرشی

شیخ نورالدین ابوالحسن علی بن عبداللہ الشاذلی

ضمیمہ-ک

عیدروسیہ مدنیہ

خواجہ صوفی محمد امین شاہ

خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ

سلطان الاولیا خواجہ صوفی محمد حسن شاہ

حاجی الحرمین الشریفین شاہ محمد عنایت حسن خاں

شاہ محمد نبی رضا شاہ معروف بہ دادا میاں وملقب بہ اسد جہاں گیری

فخر العارفین شاہ محمد عبدالحئ جہاں گیری

شاہ امداد حسین معروف بہ حاجی شاہ محمد امداد اللہ فاروقی مہاجر مکی

شاہ محمد اسحاق فاروقی محدث دہلوی

شاہ عبدالعزیز فاروقی محدث دہلوی

شاہ قطب الدین معروف بہ ولی اللہ فاروقی محدث دہلوی

ابوطاہر محمد بن ابراہیم کردی مدنی

شیخ الحرم احمد نخلی المکی

شیخ عبدالرحمان بن علوی الحداد

شیخ عبداللہ بن علوی الحداد

شیخ محمد بن علوی الحداد

شیخ عبداللہ بن علی صاحب الوھط

شیخ ابن عبداللہ عیدروس الحسینی الحضرمی

شیخ عبداللہ بن الشیخ

شیخ ابوبکر العیدروس الحضرمی صاحب عدن

شیخ القطب العفیف الدین عبداللہ عیدروس الکبیر

شیخ عمر المحضار

شیخ عبدالرحمان بن محمد السقاف

شیخ محمد بن علی مولی الدویلہ

شیخ علی بن علوی

شیخ علوی بن محمد

شیخ الفقیہ المقدم محمد بن علی

شیخ عبداللہ الصالح المغربی

شیخ قطب الشیخ المقتدا ابومدین شعیب بن حسن المغربی

ضمیمہ-ل

قلندریہ

خواجہ صوفی محمد امین شاہ

خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ

سلطان الاولیا خواجہ صوفی محمد حسن شاہ

حاجی الحرمین الشریفین شاہ محمد عنایت حسن خاں

شاہ محمد نبی رضا شاہ معروف بہ دادامیاں وملقب بہ اسد جہاں گیری

فخر العارفین شاہ محمد عبدالحیٔ جہاں گیری

شیخ العارفین شاہ مخلص الرحمان ملقب بہ جہاں گیر شاہ

شاہ امداد علی بھاگل پوری

شاہ محمد مہدی فاروقی

مخدوم حکیم مظہر حسین شاہ بن حکیم فرحت اللہ شاہ فاروقی

مخدوم حکیم فرحت اللہ شاہ فاروقی مخاطب بہ حسن دوست کریم چکی

مخدوم شاہ حسن علی

مخدوم شاہ محمد منعم بن امان بن عبدالکریم بن عبدالنعیم فاروقی

میر سید خلیل الدین بن ابوسعید دیوان سید محمد جعفر الحسینی

ابوسعید دیوان سید محمد جعفر القطبی بن میر سید اہل اللہ الحسینی

میر سید اہل اللہ الحسینی معروف بہ سید مبارک حسینی

میر سید نظام الدین الحسینی

میر سید تقی الدین بن سید نصیر الدین الحسنی

میر سید نصیر الدین بن سید منیر الدین محمود الحسنی

میر سید منیر الدین محمود بن میر سید فضل اللہ معروف بہ سید گسائیں

میر سید فضل اللہ بن نصیر الدین الحسنی معروف بہ سید گسائیں

شاہ قطب الدین فاروقی بینائے دل قلندر سر انداز غوثی

میر سید نجم الدین غوث الدہر قلندر

سید خضر رومی کھپر داری

ضمیمہ-۴

مداریہ

خواجہ صوفی محمد امین شاہ

خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ

سلطان الاولیا خواجہ صوفی محمد حسن شاہ

حاجی الحرمین الشریفین شاہ محمد عنایت حسن خاں

شاہ محمد نبی رضا شاہ معروف بہ دادا میاں ملقب بہ اسد جہانگیری

فخر العارفین شاہ محمد عبدالغنی جہانگیری

شاہ امداد حسین معروف بہ حاجی شاہ محمد امداد اللہ فاروقی مہاجری

میاں جیو سید نور محمد جھنجھانوی

اخی جی سید عبدالرحیم الحسینی شہید مداری

شاہ عبدالباری بن شیخ ظہور اللہ صدیقی امروہوی

شاہ عبدالہادی بن شیخ ظہور اللہ صدیقی امروہوی

سید محمد ضمد الدین متوکل بن سید حامد امروہوی

سید محمد مکی جعفری امروہوی

شاہ محمدی اکبرآبادی عرف شاہ فیاض

شاہ محب اللہ صدیقی الہ آبادی ملقب بہ شیخ کبیر

شاہ ابو سعید بن نورالدین نعمانی گنگوہی

شاہ نظام الدین بن عبدالشکور فاروقی بلخی

شیخ جلال الدین بن محمود فاروقی تھانیسری

شیخ عبدالقدوس گنگوہی نعمانی

شیخ درویش بن محمد قاسم اودھی

سید بڈھن شاہ علوی بہرائچی

سید اجمل بن امجد الحسینی بہرائچی

شاہ بدیع الدین مدار مکن پوری

ضمیمہ-ن

رفاعیہ

خواجہ صوفی محمد امین شاہ

خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ

سلطان الاولیا خواجہ صوفی محمد حسن شاہ

حاجی الحرمین الشریفین شاہ محمد عنایت حسن خاں

شاہ محمد نبی رضا شاہ معروف بہ دادا میاں وملقب بہ اسد جہاں گیری

فخر العارفین شاہ محمد عبدالحیٔ جہاں گیری

شاہ امداد حسین معروف بہ حاجی شاہ محمد امداد اللہ فاروقی مہاجر مکی

میاں جیو سید نور محمد علوی جھنجھانوی

الحاج سید عبدالرحیم الحسینی شہید ولایتی

شاہ عبدالباری بن شیخ ظہور اللہ صدیقی امروہوی

شاہ عبدالہادی بن شیخ ظہور اللہ صدیقی امروہوی

سید محمد عضد الدین متوکل بن سید حامد امروہوی

سید محمد مکی جعفری امروہوی

شاہ محمدی اکبر آبادی عرف شاہ فیاض

شاہ محب اللہ صدیقی الہ آبادی ملقب بہ شیخ کبیر

شاہ ابوسعید بن نور الدین نعمانی گنگوہی

شاہ نظام الدین بن عبدالشکور فاروقی بلخی

شیخ جلال الدین بن محمود فاروقی تھانیسری

شیخ عبدالقدوس گنگوہی نعمانی

شیخ درویش بن محمد قاسم اودھی

سید بڈھن شاہ علوی بہرائچی

سید اجمل بن امجد الحسینی بہرائچی

سید جلال الدین حسین معروف بہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت

بطریق اویسیہ

شیخ احمد کبیر رفاعی

ضمیمہ-س

مطبوعہ کتب میں چچا صاحب کا ذکر

حضرت صاحب کی حیات میں ان کے بارے میں جو مختصر کتابچے تحریر کیے گئے تھے ان میں سے جن میں چچا صاحب کا ذکر خیر آیا ہے، نیز چچا صاحب سے متعلق دیگر حوالہ جات کی ذیل میں نشان دہی کی جاتی ہے:

☆ - اسلم حیات، محمد، **عرس مبارک حضرت شاہ مخلص الرحمان جہانگیر ہدا قادری**، لاہور، مئی ۱۹۹۲ء، ص ۷

☆ - **جمال قطب عالم**، اردو ترجمہ، حافظ شاہ خدا بخش مینائی، ترتیب جدید و تدوین، خواجہ دلبر علی شاہ وارثی، کراچی، مکتبہ علیمیہ، اکتوبر ۲۰۱۰ء، ص ۲۳۲

☆ - حسن نواز شاہ، **بابا سید روشن علی شاہ، ضلع بہاول نگر میں سلسلہ مداریہ کی ایک کڑی**، مشمولہ، ماہ نامہ **روہتاس رنگ**، جہلم، جنوری ۲۰۱۱ء، ج ۴: ش ا، ص ۱۰

☆ - حسن نواز شاہ، **گوجر خان کے سہروردی مشائخ**، نزالی / تحصیل گوجر خان، مخدومہ امیر جان لائبریری، دسمبر ۲۰۱۳ء، اول، ص ۴۲۳ - ۴۲۵

☆ - لعل محمد شاہ، صوفی، **نقیبی اقتباسات ساعت**، حیدرآباد، مولف خود، ۱۹۹۰ء، ص ۲۳

☆ - نقیبی، قادری محمد طفیل، **مجموعۂ تصوف فی مشاہدات نقیبی**، قصور، مؤلف خود، ۱۹۹۱ء، ص ۱۸

☆ - وٹو، پروفیسر میاں محمد طفیل اختر، **وٹو قوم کا تاریخی ورثہ**، لاہور، دار الشعور، اگست ۲۰۱۰ء، اول، ص ۱۳۹ - ۱۴۰

ضمیمہ-ع

آن نور دین غزنوی سید حسینی دھلوی
باشد خلیفه اولین در حضرت شیخ الشیوخ

خورشید و ماه آسمان روشنگر راه خدا
در وصف و مدح شیخ ما وز حرمت شیخ الشیوخ

(ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی "رہا")

غزل

بے خودی کھوئی گئی محو جمال یار میں
ہوشیاری جلوہ گر ہے طالب دیدار میں

ہے کمی کس بات کی اس در پہ اس دربار میں
ہاتھ پھیلا کر کوئی دیکھے تری سرکار میں

اور کیا ہے کیسہ ہائے طالبان یار میں
نقد دل لے لے کے آئے ہیں ترے دربار میں

زندگی اور موت دونوں ہیں تری سرکار میں
اک تری رفتار میں ہے اک تری گفتار میں

محویت سی جو نہیں ہے مجھ کو دیدار میں
صورت حق دیکھتا ہوں مصحف رخسار میں

ہو گا اک طوفان بپا دیدۂ خوں بار میں
پھول نرگس کے نہ گوندھے جائیں ان سے ہار میں

ق

تشنگی بادۂ پنہاں کی ہے [illegible]
ساقی [illegible] خم [illegible] میں

[illegible] پہ میں [illegible]
شعر سے [illegible] میں

[illegible] پڑتے ان کے قدموں میں [illegible] ہوتا ہے [illegible]
بے خودی تھی ہم سے [illegible] ہے [illegible] میں

کار زار حشر سے کیا کام اے دیوانگی!
قبر سے اٹھے تو چل بیٹھیں گے کوئے یار میں
زندگی اور موت دونوں تیرے در کے ہیں غلام
تو وہ یوسف ہے کہ تیری دھاک ہے بازار میں
تو نے جب دیکھا تھا مجھ کو، تھی، محبت کی نظر
میں نے جب دیکھا تو برچھی تھی نگاہِ یار میں
نا خدائی قلزم عرفاں ہے اپنا ناخدا
اپنی کشتی ڈوب سکتی ہے کہیں منجدھار میں؟
گر پڑی جس دل پہ رشک طورِ سینا کر دیا
واہ! کیا اعجاز ہے برق جمال یار میں
شور بختی کے اترتے دور ہو جاتا ہے [درد]
آج تم ٹانکے لگا دو زخم دامن دار میں
میرا مضموں ہر بشر پر آئینہ ہو جائے گا
وصف روئے یار ہے **قاتل** مرے اشعار میں
(میر قاتل شاہ لکھنوی شکوری)(۱)

تضمین

رفعت سینا ہے شامل اوج بام یار میں
طور پر مدہوشیاں جو تھیں کلیم زار میں
ہو بھلا کب وہ تمھاری نرگس بیمار میں
بے خودی کھوئی گئی محو جمال یار میں
ہوشیاری جلوہ گر ہے طالب دیدار میں

دو جہاں وابستہ تار گیسوئے خم دار میں
عیسوی اعجاز ہیں لب ہائے گوہر بار میں
دولت کونین بستہ ہے نظر کے تار میں
ہے کمی کس بات کی اس در پہ اس دربار میں
ہاتھ پھیلا کر کوئی دیکھے تری سرکار میں

قبر سے اٹھ کر کے جاؤں گا میں داور کے حضور
اہل محشر دیکھ کر پوچھیں گے مجھ سے یہ غرور
صاف بتلاؤں گا ان کو ہوں نشے میں چور چور
ہے رگ و پے میں سرور بادۂ حبِّ شکور
شکر کے سجدے کروں گا حسن کی سرکار میں

ہائے ہم کو قدر ہے جوش بے سر و سامانی!
ہے ازل سے جب جنوں ہم پایۂ فرزانگی
بانیٔ محشر نے ہی رکھی نہ [illegible] اب [illegible]
کار زار حشر سے کیا کام اے دیوانگی!
قبر سے اٹھے تو چل بیٹھیں گے کوئے یار میں

تم نے غرق بے خودی دل کا سفینہ کر دیا
خود نما ہو کر مجھے بھی اہل بینا کر دیا
مرنے تو دیا جینے ہے دشوار جینا کر دیا
گر پڑی جس دل پہ رشک طور سینا کر دیا
واہ! کیا اعجاز ہے برق جمال یار میں

میری پیشانی کہاں ہے اور ان کا سنگ در
ان کی چشم فیض کا ہے ایک یہ ادنا اثر
یوں تو قسمت میں مری رسوائی لکھی تھی مگر
گرتے پڑتے ان کے قدموں میں پہنچ جاتا ہے سر
بے خودی بھی کام دے جاتی ہے بزم یار میں

نام الفت لب پہ آتا ہے الٰہی! الحذر
یار کی نظارہ بازی نے دکھایا یہ اثر
آخرش زخمی ہوا اپنا دل شوریدہ سر
اس نے جب دیکھا تھا مجھ کو تھی محبت کی نظر
میں نے جب دیکھا تو تھی برچھی نگاہِ یار میں

ابر چھا جاتا ہے، چھُپ جاتی ہے سورج کی ضیا
بوئے گل بھی رہتی ہے گلشن میں محتاجِ صبا
کیوں نہ علوی حضرت قاتل نے سچ ہے یہ کہا
میرا مضموں ہر بشر پر آئینہ ہو جائے گا
وصف روئے یار ہے قاتل مرے اشعار میں

(سید فرزند علی علوی قاتلی اجمیری)(۲)

۱۔ راتی، شاہ محمد، مرتب، دیوان قاتل، قلمی، حیدرآباد، شاہ محمد نظر رضا، ص ۴۲-۴۳

۲۔ خزینہ مخدومہ امیر جان اجمیری، قلمی

ضمیمہ-ص

باباصاحب کے لیے

میں نے دیکھا ہے اس کی آنکھوں میں
کوئی رہتا ہے اس کی آنکھوں میں

اس کی آنکھوں پہ لوگ مرتے ہیں
کچھ تو ایسا ہے اس کی آنکھوں میں

آنکھ کھلتی نہیں ہے دیکھے سے
وہ اجالا ہے اس کی آنکھوں میں

اپنے ہونے پہ ناز کرنے کو
رقص دیکھا ہے اس کی آنکھوں میں

سب کی آنکھوں سے حل نہیں ہوتا
کیا معمہ ہے اس کی آنکھوں میں

رات زلفوں میں ڈوب جاتی ہے
دن نکلتا ہے اس کی آنکھوں میں

عشق ہونے کا خوش نما منظر
جیتا جاگتا ہے اس کی آنکھوں میں

شام جیسا مجبتی منظر
دیکھا بھالا ہے اس کی آنکھوں میں

وہ سمندر مثال ہے تب ہی
چاند ڈوبا ہے اس کی آنکھوں میں

کون تعبیر اس کی بتلائے
خواب دیکھا ہے اس کی آنکھوں میں

میں کنارے سے دیکھ سکتا ہوں
کوئی دریا ہے اس کی آنکھوں میں

باغ بھی اب تو اس سے جلتے ہیں
ایسا سبزہ ہے اس کی آنکھوں میں

ایک دنیا جو اس پہ مرتی ہے
کون جیتا ہے اس کی آنکھوں میں

وہ جو منزل کی اُور جاتا ہے
ایسا رستہ ہے اس کی آنکھوں میں

سب کو اپنے قریب کرنے کا
وصف رکھا ہے اس کی آنکھوں میں

شام ڈھلنے کا خوش نما منظر
میں نے دیکھا ہے اس کی آنکھوں میں

سب لگے ہیں تلاش کرنے میں
کیا خزانہ ہے اس کی آنکھوں میں

گر اجازت ہو ایک بات کہوں
فخر چھپا ہے اس کی آنکھوں میں

حرف در حرف یاد ہے مجھ کو
جو بھی دیکھا ہے اس کی آنکھوں میں

میرے جیسے ہزار لوگوں کا
دل دھڑکتا ہے اس کی آنکھوں میں

یہ مبشر بھی دھیان جینے کا
بھول آیا ہے اس کی آنکھوں میں

جاؤ دیکھو سعید [illegible] جب [illegible]
شعر کہتا ہے اس کی آنکھوں میں

(مبشر سعید ملتان)

ضمیمہ-ق

غزلیات

سرِ نیاز کو ہم جب بھی قبلہ رو کرتے
تمھارے نقشِ کفِ پا کی جست جو کرتے

نہ روبرو کبھی ہوتے نہ روبرو کرتے
ہمیشہ ان سے تصور میں گفت گو کرتے

دیارِ عشق میں کیا اور آرزو کرتے
تمام عمر سے اپنی ہی جست جو کرتے

ہمارے چاروں طرف جب کہ موسمِ گل تھا
ہم اپنے چاکِ گریباں کو کیا رفو کرتے

جبینِ شوق جو سجدوں سے آشنا ہوتی
ہم اپنے خونِ تمنا سے کیوں وضو کرتے

رموزِ عشق سے واقف جو ہوتے دیوانے
تمھارے حسن کا چرچا نہ کو بہ کو کرتے

رسائی جن کی فلک تک ترے کرم سے ہے
وہ چاند تاروں کی کس دل سے آرزو کرتے

ہماری عرضِ تمنا کی بات رہ جاتی
اگر حضور کبھی پاسِ آرزو کرتے

طواف ساقیِ محفل کا عسکری کرتا
طواف عسکری پیمانہ و سبو کرتے

(یوسف عسکری)

اک ہجوم مے کشاں تھا رقص میں پیمانہ تھا
جس کو دیکھا مست تھا اور ہوش سے بیگانہ تھا

تیری چشم لطف تھی یا خود فراموشی کا جرم
ہاتھ میں دامان ساقی سامنے میخانہ تھا

تیرے ہر نقش قدم پر جھک گئی میری جبیں
مجھ کو اس سے کیا غرض کعبہ ہے یا بتخانہ تھا

اپنی ہستی کو مٹا کر پا لیا رازِ حیات
میرا ہر ہر سانس تیری یاد میں افسانہ تھا

اپنی ہستی ختم کر بیٹھی ہے عرفانِ عشق
اک قدم اور اس سے آگے جلوۂ جانانہ تھا

دل میں تھی تعمیر [illegible] ہے اب [illegible] اگر [illegible] ہے
ہر مرا سجدہ تھا اور دل مرا بت خانہ تھا

تیرے پائے ناز پہ میری جبیں وقت نماز
میں ہی سجدہ ریز ہوں میں ہی در جانانہ تھا

لذت شوق شہادت کھینچ لائی تھی اسے
شمعِ محفل تھے وہی اور عسکری پروانہ تھا

(یوسف عسکری)(۲)

۱ نواز شاہ، خواجہ صوفی محمد، بیاض، نزالی، مخدوم امیر جان لائبریری، ۱۹۸۵ء

۲ نواز شاہ، خواجہ صوفی محمد، بیاض، نزالی، مخدوم امیر جان لائبریری، ۱۹۵۵ء

ضمیمہ-ر

مکتوب راقم
بہ نام
صاحبزادہ شہزاد فرید شاہ
شاہ رضوان اختر سہروردی

اسلام آباد　　　　　　　　　　　　حوالہ نمبر: ۲۰۱۱، ۱

۲۵ دسمبر-۲۰۱۱ء

عزیزی شہزاد و برادرم رضوان، سلامت باشد

سلام مسنون! برصغیر میں رائج وہ سلاسل جن میں سماع کا رواج ہے، ان کے ہاں سماع اور اس کی رسومات زیادہ تر چشتیہ سلسلے سے ماخوذ ہیں۔ برصغیر میں اب تک رواج پذیر سماع کے اکثر اصول، رسومات اور آداب خواجہ نظام الدین اولیا کے دور میں امیر خسرو کی بدولات طے پائے اور اب تک کسی نہ کسی صورت رائج ہیں۔

ہمارا سلسلہ جو کتابوں میں ''سہروردیہ غوثیہ'' کے نام سے معروف ہے، میں سماع کا رواج کب ہوا اس پہ کبھی اور وقت گفتگو ہوگی۔ البتہ ہمارے ہاں رائج سماع کی اکثر رسومات افتتاحی، چادر پوشی (قوالوں کے ساتھ چادر کا اٹھایا جانا)، محفل رقص وغیرہ چشتیہ سلسلے سے لی گئی ہیں۔ ذیل میں حضرت صاحب (خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ) اور ان کے بعد ابتک ان سے رائج رسومات عرس کے بارے میں اب تک کی تحقیق میں سامنے آنے والی معلومات درج کی جاتی ہیں

گروہوں کی آمد

بقول صوفی غلام سالار احمد شاہ، سالانہ عرس پہ مختلف علاقوں سے جتھوں کی آمد کا سلسلہ پہلی بار ۱۹۷۰ء میں انھوں نے شروع کیا اور پہلی بار وہ لاہور سے زائرین جتھوں کی شکل میں لے کر آئے۔ انھوں نے یہ خیال مرزا تحصیل میں اپنے قیام کے دوران وہاں کے ایک [illegible] سے [illegible] موقع پہ بیس سے پچاس کی تعداد میں زائرین مختلف علاقوں سے ٹولیوں کی شکل میں [illegible] پڑھتے ہوئے حاضر ہوتے اور ہر ٹولی میں ایک آدمی جھنڈا ہاتھ میں لیے ہوتا تھا۔ (جھنڈے کا رنگ مخصوص نہیں تھا لیکن سبز رنگ کا جھنڈا زیادہ [illegible]

نے جھنڈا بنالیا)۔انہی کا فرمانا ہے کہ اگلے سال صوفی ولایت علی شاہ (چنام/تحصیل: کلر سیداں) بھی راول پنڈی کے زایرین کا جلوس لائے جس میں لڈی والوں کی پارٹیاں شامل تھیں نیز آتش بازی کا سامان بھی تھا یعنی ان جلوسوں میں پنجاب و پوٹھوہار کا ثقافتی رنگ بھی شامل ہو گیا۔اس بارے میں حضرت صاحب سے سوالات بھی ہوئے۔حضرت صاحب کی حینِ حیات شایع ہونے والے ہفت روزہ **حق گو** (لاہور) میں اس کی تفصیلات ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

رسم افتتاح

افتتاح کی موجودہ رسم سلطان الاولیا صوفی محمد حسن شاہ کے پاکستان سے تعلق رکھنے والے خلفائے کرام میں صرف حضرت صاحب کے اور ان کے خلفا کے ہاں رائج ہے۔موجودہ رسم بھی ۱۹۷۱ء کے بعد ہی شروع کی گئی اس سے قبل نہ تو پانچوں جھنڈے تھے اور نہ ہی قوال افتتاحی کلام پڑھتے تھے۔موجودہ جھنڈے اور ان کے لیے رنگوں کا انتخاب بہ قول بابا صاحب (خواجہ صوفی محمد نواز شاہ): صوفی بشیر احمد شاہ (لاہور) چوں کہ فوجی تھے اور ان کا کہنا تھا کہ ہر پلاٹون کا اپنا جھنڈا ہوتا ہے سو چاروں سلاسل کے لیے ایک ایک جھنڈا ہونا چاہیے،اس تجویز کو حضرت صاحب نے بھی قبول کیا اور اس طرح یہ پانچوں جھنڈے (مع کلمہ طیبہ کے جھنڈے کے) رائج ہو گئے''۔

اب رہا سلاسل کی نسبت سے جھنڈوں کے رنگوں کا انتخاب تو قادری سلسلے کے لیے سبز رنگ معروف ہے اور اسی طرح چشتیہ صابریہ سلسلے میں بھی پیلا رنگ رائج ہے۔اب سلسلہ سہروردیہ کے لیے سرخ یا کلیجی اور سلسلہ نقش بندیہ ابوالعلائیہ کے لیے کالے رنگ کے انتخاب کا پس منظر کیا ہے یہ معلوم نہیں ہو پایا۔اسی طرح افتتاح کے موقع پہ قوالوں کا مخصوص کلام پڑھنا یہ رسم بہ قول بابا صاحب: ان کی تجویز پہ حضرت صاحب نے اسے رائج کر دیا اور بابا صاحب نے یہ رسم بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کے سالانہ عرس پہ یکم محرم کو شام کے وقت ہونے والی رسومات سے اخذ کی۔ جس کی تفصیلات بابا فرید کی مختلف سوانح عمریوں میں درج عرس کی رسومات کے ضمن میں مرقوم ہیں۔عرس کے افتتاح پہ تلاوت کے بعد جھنڈے کھولے جاتے ہیں اور اس کے بعد پانچ گولے داغے جاتے ہیں (جیسا کہ فوج میں توپوں سے سلامی دی جاتی ہے اور گولے داغنے کی روایت بھی یقیناً صوفی بشیر احمد شاہ کی ہی تجویز ہو گی) اور اس کے بعد قوال حضرات مزامیر کے ساتھ درج ذیل کلام پیش کرتے ہیں،ان میں سے پہلا کلام خواجہ مسعود بک کا ہے نہ کہ بابا فرید الدین مسعود اجودھنی کا،جب کہ دوسرا شیخ احمد جام کا ہے۔یہاں یہ یاد رہے کہ یہ خواجہ مسعود بک وہی ہیں جن کی

تصنیف **مرآۃ العارفین** کو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب کر دیا گیا. حالاں کہ **اخبار الاخیار** میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے صاف لکھا ہے کہ **مرآۃ العارفین** خواجہ مسعود بک کی تصنیف ہے اور **اخبار الاخیار** میں **مرآۃ** سے اقتباسات بھی نقل کیے گئے ہیں:

من نیم واللہ یارا من نیم
سر سرم جان جانم تن نیم
نور پاک آمدہ در مشت خاک
کور چشماں را ولے روشن نیم
نور نورم نور نورم نور نور
من چراغ پنبہ و روغن نیم
من ولیم من علیم من نبی
جم نیم رستم نیم بہمن نیم
امت اندر سر من ختم شدہ
من نیم **مسعود** واللہ من نیم

منزل عشق از مکان دیگر است
مرد معنی را نشان دیگر است
عشق را در مدرسہ تعلیم نیست
کاینچنیں علم از بیان دیگر است
شنیدن [illegible] تعلیم را
ہر زماں از غیب جان دیگر است
احمدا! تو [illegible] درویشی ہوش دار
کاین جرس از کاروان دیگر است

اس کلام میں قوال حضرات ایک اور شعر بھی پڑھتے ہیں جو دیوان احمد جام (دیوان **حضرت احمد جام زندہ پیل**، جان پور، نقش نول کشور، لکھنؤ ۱۹۹۱، ص ۱۲۱-۱۲۲) میں نہیں ہے۔ شاید کسی ہندی شاعر کا ہے جس کا تعلق چشتیہ سلسلے سے ہے

عاشقان خواجگان چشت را
از قدم تا سر نشان دیگر است

جوڑے کی پیشگی

جوڑے کی رسم بھی چشتیہ سلسلے میں رائج ہے اور ہمارے ہاں بھی وہیں سے آئی ہے قوال منظوم جوڑا پڑھتا ہے اور مریدین اپنے شیخ کا جوڑا دونوں ہاتھوں سے تھامے ہوئے کچھ وقت عقیدت میں رقص کرتے ہیں اور بعد ازاں جوڑے کی نذر شیخ کے حضور پیش کر دی جاتی ہے۔

کملی کا اٹھانا

محفل سماع کے باقاعدہ آغاز سے پہلے کملی جو عموماً کالے رنگ کی ہوتی ہے کا مریدین کی طرف سے میر محفل کو اوڑھانا، یہ رسم بالعموم پنجاب کے قادری صوفیہ کے ہاں رائج ہے اور ہمارے ہاں بھی انہی سے آئی ہے۔ محفل سماع کے باقاعدہ آغاز سے پہلے قوال جوڑا پڑھتا ہے، اس کے بعد کملی کے بارے میں کوئی منظومہ قوال گاتا ہے، کملی سروں پر تان لے جاتی ہے اور آہستہ آہستہ مسند نشین بزرگ کی طرف بڑھائی جاتی ہے۔ جب کملی کا اگلا سرا صاحب مسند کے پاس پہنچتا ہے تو مریدین اسے صاحب مسند کو اوڑھا دیتے ہیں۔

محفل رنگ

عرس کے دوسرے ختم خواجگان کے بعد محفل سماع کا دوبارہ انعقاد ہوتا ہے اور محفل سماع کے اختتام پہ قوال امیر خسرو کا کہا ہوا رنگ پڑھتے ہیں جس کے ٹیپ کا مصرعہ ہے:

آج رنگ ہے ری مہا رنگ ہے

رنگ کی محفل کے بعد اختتامی دعا ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ہی عرس کی رسومات اختتام کو پہنچتی ہیں۔ یاد رہے کہ محفل رنگ کی رسم چشتیہ نظامیہ سلسلے سے ماخوذ ہے۔ یہ تھا عرس کی رسومات کا مختصر پس منظر جو مختلف ذرائع سے اب تک کی تحقیق میں سامنے آیا، اس پہ تفصیلاً کلام کسی اور وقت پہ اٹھا رکھتے ہیں، امید ہے اتنا کفایت کرے گا۔ والسلام/ ح س ن

استدراک

دسمبر ۲۰۱۳ء کو راقم کی تالیف: **گوجر خان کے سہروردی مشائخ** شائع ہوئی۔ اس میں سے چند اغلاط کی ذیل میں نشان دہی کی جاتی ہے:

☆: **مقدمہ**

-حوالہ و حاشیہ نمبر ۱۹۸ تا ۲۰۰، ترتیب میں تقدم و تأخر ہو گیا ہے۔ (ص ۵۷-۵۸، ۱۱۶+۱۲۰)

☆: **صوفی محمد اقبال جمیل شاہ**

-انھیں کوئٹہ میں خلافت پانے والوں کی فہرست میں شامل کیا گیا تھا۔ (ص ۳۰۹)

=انھیں ۱۲ ذیقعد ۱۳۸۱ھ ۱۷-اپریل ۱۹۶۲ء کو بہ مقام نقیب آباد خلافت ملی۔

☆: **صوفی مسکین محمد شاہ**

-انھیں کوئٹہ میں خلافت والوں کی فہرست میں شامل کیا گیا تھا۔ (ص ۳۱۰)

=اس بارے میں مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔

☆: **صوفی نذیر احمد شاہ عاصی**

-صوفی نذیر احمد شاہ عاصی سیالکوٹ (ص ۳۱۰)

=درست نام و سکونت: صوفی محمد نذیر شاہ عاصی چونڈہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ

مزید تفصیلات:

آپ ۱۹۳۶ء میں جناب مارہ خان کے ہاں بہ مقام جموں (مقبوضہ کشمیر) میں راجپوت برادری میں پیدا ہوئے۔ ابتدا میں چند عرصہ فوج میں ملازمت کی۔ ۱۹۵۶ء میں حضرت صاحب سے بیعت اور ۱۹۶۰ء میں خلافت سے سرفراز ہوئے۔ فوج کی ملازمت ترک کرنے کے بعد پولیس میں بھرتی ہوئے اور بطور SHO ریٹائر ہوئے۔ حضرت صاحب کی وفات کے بعد بیعت لینے کا آغاز کیا۔ شعر گوئی کے سبب عاصی بطور تخلص ان کے نام

کا حصہ ہے۔کلام میں خاصے فنی مسائل ہیں البتہ ان کا ایک شعر یہاں نقل کیا جاتا ہے جو تاریخی اعتبار سے اہم ہے:

کہاں بٹل کے حضرت اور کہاں جموں کا یہ عاصی
تری رحمت نے کتنی دور سے مجھ کو پکارا ہے

(عاصی،صوفی محمد نذیر،**مجموعہ کلام**،چونڈہ،جہاں زیب نذیر عاصی،۲۰۰۸ء،ص ۷)

☆:صوفی محمد سہیل شاہ

-صوفی محمد سہیل شاہ لندن(ص ۴۳۲)

= یہ اصل میں صوفی محمد صہیب شاہ لندن، ہیں۔دونوں اسما میں صوتی مناسبت کے سبب صہیب کو سہیل سمجھا گیا اور یوں دونوں کا الگ الگ اندراج ہو گیا۔

☆:سمن مشرا

-حاشیہ نمبر ۱۸،۲۸۴:''سمن مشرا جو بریہا (پٹنہ-بہار) کے رہنے والے ہیں۔''(ص ۴۶۴،۵۰۳)

= بریہا،بہار میں ہے،پٹنہ میں نہیں۔

☆:صوفی محمد حنیف شاہ

-حاشیہ نمبر ۲۶۳:''یہ صوفی محمد اسلم شاہ،صوفی مسعود احمد شاہ اور صوفی محمد فیصل شاہ کے بہنوئی ہیں۔''(ص ۵۰۱)

=صوفی محمد حنیف شاہ مذکورہ بالا حضرات کے ماموں زاد بھائی ہیں،بہنوئی نہیں۔

☆:صوفی مراد حسین شاہ

-حاشیہ نمبر ۲۶۷:''آپ ۱۲ ذیقعد ۱۴۰۸ھ/۲۷ جون ۱۹۸۸ء کو خلافت سے سرفراز ہوئے۔''(ص ۵۰۱)

= خلافت یابی کی درست تاریخ ۷ ذی الحجہ ۱۴۰۸ھ/۲۱ جولائی ۱۹۸۸ء ہے۔

☆:صوفی اظہر امین شاہ

-حاشیہ نمبر ۲۶۹:''۱۲ ذیقعد ۱۴۱۱ھ/۲۷ مئی ۱۹۹۱ء کو خلافت سے نوازے گئے۔''(ص ۵۰۲)

= خلافت یابی کی درست تاریخ ۷ ذی الحجہ ۱۴۱۱ھ/۲۰ جون ۱۹۹۱ء ہے۔

-حاشیہ نمبر ۲۸۲: ''آپ ۲۴ نومبر ۲۰۰۹ء کو جناب صوفی ظفر اقبال شاہ کے ہاں پیدا ہوئے۔'' (ص ۵۰۳)

=درست تاریخ ولادت ۲۴ نومبر ۱۹۹۰ء ہے۔

-''آپ اس وقت تک خلافت پانے والے کم عمر پیر بھائی ہیں۔'' (ایضاً)

=جس وقت انھیں خلافت عطا کی گئی اس وقت یہی سب سے کم عمر خلیفہ تھے لیکن اب سب سے کم عمر خلیفہ صوفی بلال احمد شاہ (راول پنڈی) ہیں۔ ان کی تاریخ ولادت ۵ فروری ۱۹۹۲ء ہے۔ آپ ۱۰ جنوری ۲۰۱۰ء کو بیعت ہوئے اور ۷ ذی الحجہ ۱۴۳۲ھ ۲۹ مئی ۲۰۱۱ء کو ان کی خلافت کا اعلان ہوا۔ یہ صوفی زاہد خان شاہ (پشاور) کے برادر خرد ہیں

☆: صوفی محمد شکور شاہ

-حاشیہ نمبر ۲۹۷: ''آپ ۷ ذی الحجہ ۱۴۱۱ھ ۱۵ اپریل ۱۹۹۱ء کو خلافت سے سرفراز کیے گئے۔'' (ص ۵۰۶)

=درست تاریخ ۷ ذی الحجہ ۱۴۱۱ھ ۱۵ اپریل ۱۹۹۱ء۔

☆: صوفی رئیس خاں شاہ

-حاشیہ نمبر ۳۰۳: ''آپ ۱۸ مارچ ۲۰۰۳ء کو بیعت ہوئے۔'' (ص ۵۰۷)

=بیعت ہونے کی درست تاریخ ۱۸ نومبر ۲۰۰۳ء۔

☆: صوفی محمد عظیم شاہ

-حاشیہ نمبر ۳۰۴: ''آپ ۲۶ مارچ ۲۰۰۳ء کو بیعت ہوئے۔'' (ص ۵۰۷)

=بیعت ہونے کی درست تاریخ ۲۶ نومبر ۲۰۰۳ء۔

☆: صوفی عبدالغنی شاہ

-حاشیہ نمبر ۳۱۳: ''آپ ۲۱ نومبر ۲۰۱۱ء کو بیعت ہوئے۔'' (ص ۵۰۹)

=بیعت ہونے کی درست تاریخ ۷ اپریل ۲۰۰۱ء۔

کتابیات

مخطوطات

اردو

۱۔ رجسٹر داخل خارج، گورنمنٹ ایلیمنٹری مڈل سکول بہن والا

۲۔ روحی، شاہ محمد عمر، مرتب، دیوان قاتل، قلمی، حیدرآباد، شاہ محمد ظفر رضا، فوٹو کاپی مخزونہ [illegible] نڑالی تحصیل گوجرخان

۳۔ ریفرنس بک، گورنمنٹ ایلیمنٹری مڈل سکول بہن والا

۴۔ سہروردی، شاہ رضوان اختر، علماء ومشائخ منڈی صادق گنج، غیر مطبوعہ

۵۔ سہروردی، شاہ رضوان اختر، گفتارِ شاہ امین، غیر مطبوعہ

۶۔ عباسی، ارشاد احمد خاں، آئینہ منڈی صادق گنج، غیر مطبوعہ

۷۔ نوازش، خواجہ صوفی محمد، بیاض، نڑالی، مخزونہ [illegible] ۱۹۵۵ء

۸۔ نوازش، خواجہ صوفی محمد، بیاض، نڑالی، مخزونہ [illegible] ۱۹۶۵ء

عربی

۱۔ القادری، السید علی، الشجرۃ القادریۃ، [illegible]

فارسی

۱۔ بدخشی، عبدالفتاح بن میر محمد نعمان، مقامات العارفین، [illegible] ۱۳۰۱ھ، ۱۲۱۳، ۲۲۶۳ [illegible] مخزونہ [illegible]

۲۔ تراب علی، مولانا شاہ، اصول المقصود، [illegible] مخزونہ [illegible]

۳۔ چشتی، شیخ عبدالرحمان، مراۃ الاسرار، [illegible] مخزونہ [illegible]

۴۔ دولت آبادی، قاضی شہاب الدین بن شمس الدین بن عمر، شرف السادات، [illegible]

لائبریری، میاں محمد زمان سکنہ موضع مستالہ محرم ۱۳۰۳ھ
۵۔ دولت آبادی، قاضی شہاب الدین بن شمس الدین بن عمر، **شرف السادات**، فوٹو کاپی، لاہور، سید اویس علی سہروردی
۶۔ راجی محمد، **اخبار الجمال ملقب باشجار الجمال**، علی گڑھ، مزمل اللہ خاں لائبریری: فوٹو کاپی، مخدومہ امیر جان لائبریری، نزالی
۷۔ سلطان پوری، تاج الدین احمد سیاہ پوش، مرتب، **مقرر نامہ**، خطی، حیدرآباد دکن، آصفیہ سنٹرل لائبریری، ۱۴ رجب ۱۱۵۹ھ، ۵۷۷ تصوف
۸۔ قادری، سید محمد جعفر، **اوراد مطلوب العارفین**، برقی عکس، نزالی مخدومہ امیر جان لائبریری

مطبوعات

اردو

۱۔ ابوالکلام رحمانی، **تذکرۂ مشاہیر ادب شیخوپورہ، ۱۷۴۰ء تا ۱۹۶۰ء**، نظر ثانی و ترتیب محمد الیاس نوناروی، کلکتہ، زینب نوناروی، ستمبر ۲۰۰۵ء
۲۔ احمد دہلوی، سید، **فرہنگ آصفیہ**، لاہور، اسلامیہ پریس، جنوری ۱۸۹۸ء، اول، جلد ۳
۳۔ احمد سعید، مولوی، **تاریخ اولیاے دہلی معروف بہ تحفۂ سعید**، دہلی، محبوب المطابع برقی پریس، مارچ ۱۹۳۶ء
۴۔ اسلام آبادی، محمد بدیع العالم، **یادگار جہاں گیری مع آئینۂ جہاں گیری**، دہلی، عبدالقدیر قادری جہاں گیری، ربیع الاول ۱۳۳۵ھ، اول
۵۔ اسلام آبادی، مولانا شاہ مخلص الرحمان ملقب بہ جہاں گیر شاہ، **تنقید تقویت الایمان خلاصہ شرح الصدور**- ملخص اردو ترجمہ- **شرح الصدور**، مترجم، حافظ مقبول احمد کوکب بنارسی، کراچی، سلسلۂ قادری جہانگیری ٹرسٹ، جولائی ۱۹۸۲ء/ شوال ۱۴۰۲ھ، سوم
۶۔ افضل حیدر، سید، **ذکر درویش**، اسلام آباد، دوست پبلی کیشنز، ۲۰۰۷ء
۷۔ اقبال مجددی، محمد، **تذکرہ علماء و مشائخ پاکستان و ہند**، لاہور، پروگریسو بکس، ۲۰۱۳ء، جلد ۱
۸۔ الٰہی بخش، خواجہ، خواجہ عبدالحلیم، **تذکرہ مشائخ توگیرہ**، توگیرہ/ضلع بہاول نگر، انجمن فخریہ توگیرویہ، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۵ء، اول
۹۔ امام مسلم، جامع **تفہیم المسلم مترجم مع شرح صحیح مسلم شریف**، ترجمہ و شرح، مولانا محمد زکریا اقبال، کراچی، دارالاشاعت، [۱۴۲۶ھ]، جلد ۱
۱۰۔ امروہوی، شفاء الملک حکیم رشید احمد خان، **حیات اجمل**، دہلی، حکیم عطاء الرحمان، [۱۹۳۷ء]، اول
۱۱۔ امیر خسرو، **احسن الشواہد**- اردو ترجمہ- **افضل الفواید**، مترجم، مولا بخش ابن اللہ بخش حنفی چشتی نظامی سلیمانی،

دہلی، [illegible] رضوی، ۱۳۱۴ھ، اول

۱۲۔ کھلر چشتی، ماسٹر امانت علی، **عرفان (خدا دی پہچان)**، مصطفا آباد قصور، مولف خود، [۱۹۸۰ء]

۱۳۔ پھلواروی، شاہ حسن میاں، **تذکرۂ حضرت ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی**، لکھنؤ، مطبع مولوی فتح محمد تائب، ۱۵، جنوری ۱۹۱۱ء، اول

۱۴۔ **تذکرہ حضرت سید نورالدین مبارک غزنوی**، [دہلی، ماہ نور پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء]

۱۵۔ **تصوف برصغیر میں**، پٹنہ، خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، ۱۹۹۲ء، اول

۱۶۔ تقی حیدر، مولانا مولوی شاہ محمد، نفحات العنبریہ من انفاس القلندریہ موسوم باسم تاریخی اذکار الابرار، لکھنؤ، شاہی پریس، ۱۳۵۷ھ

۱۷۔ تھانوی، مولانا شاہ اشرف علی، **الکشف عن مہمات التصوف**، کراچی، کتب خانہ مظہری، س ن

۱۸۔ جعفری، رئیس احمد، **انوار اولیا**، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، س ن

۱۹۔ [جمیل شاہ، صوفی محمد اقبال] **صوفی محمد نقیب اللہ شاہ قادری ابوالعلائی جہانگیری**، لاہور، [illegible] ۱۹۹۵ء

۲۰۔ چشتی، حاجی محبوب احمد، **افضل المناقب**، [illegible]، مولف خود، ۲۰۰۶ء

۲۱۔ چشتی سلیمانی، پروفیسر افتخار احمد، **تذکرہ خواجگان تونسوی**، فیصل آباد، چشتیہ [illegible] ۱۹۸۵ء، جلد ۱

۲۲۔ حسن نوازش، **گوجر خان کے سہروردی مشائخ** [illegible] ۲۰۱۳ء [illegible]

۲۳۔ حمید شاہ قلندر، **سراج المجالس**۔ اردو ترجمہ۔ **خیر المجالس**، مترجم [illegible]

۲۴۔ دانا پوری، سید شاہ محمد [illegible] ابوالعلائی، **تذکرۃ الکرام تاریخ خلفائ عرب و اسلام** [illegible] جنوری ۱۹۳۰ء، شعبان ۱۳۶۹ھ، [illegible]

۲۵۔ [illegible] **تصور شیخ** [illegible] س ن

۲۶۔ [illegible] **ضیائے نقش بند** [illegible] س ن

۲۷۔ رشید [illegible]، **وادی شمال کی کہکشاں**، راولپنڈی [illegible] ۱۹۹۹ء

۲۸۔ [illegible] سید، **سیرت فخر العارفین** [illegible] ۱۳۵۶ھ، اول، جلد ۱

۲۹۔ [illegible] سید، **سیرت فخر العارفین** [illegible] ۱۳۵۶ھ [illegible] جلد ۳

۳۰۔ [illegible] **تاریخ بہاول نگر معدوم سے معلوم تک** [illegible]

۳۱۔ [illegible] صوفی [illegible] احمد [illegible] **نگار** [illegible] ۱۹۹۶ء [illegible]

۳۲۔ سہیل زیبائی، سید شہاب الدین شکوری متخلص بہ، **ضیاء الاولیا**، کراچی، مولف خود، س ن

۳۳۔ شانتی سیٹھی، **کبیر صاحب**، امرت سر، رادھا سوامی ست سنگ بیاس، ۱۹۹۳ء، اول

۳۴۔ **شجرہ طیبہ**، قادی وِنڈ / تحصیل و ضلع قصور، صوفی بشیر احمد شاہ، س ن

۳۵۔ شکوری، مستان شاہ، **ذکر تاج الاولیا**، لاہور، قاضی سنز پبلشرز، فروری ۱۹۷۶ء، اول

۳۶۔ شہاب، مسعود حسن، **اولیائے بہاول پور**، بہاول پور، اردو اکیڈمی، ۱۹۸۴ء، دوم

۳۷۔ صابر براری، **تاریخ رفتگاں، ۱۹۴۸-۱۹۹۸ء**، کراچی، ادارہ فکرِ نو، جولائی ۱۹۹۸ء، جلد ۲

۳۸۔ صدیقی، منصور احمد، **انسابِ صدیقی**، اسلام آباد، سن رائز پبلی کیشنز، دسمبر ۱۹۹۵ء

۳۹۔ صدیقی وارثی، مولوی شیخ فضل حسین، **مشکوٰۃ حقانیت المعروف معارف وارثیہ**، بانکی پور / پٹنہ، مطبع اخلاق، ۱۹۱۹ء، اول

۴۰۔ ظفر، سراج الدین، **غزال و غزل**، لاہور، فیروز سنز لمیٹڈ، مارچ ۱۹۶۸ء، اول

۴۱۔ ظفر مسعود، **عزیز میاں**، راول پنڈی، ٹیمکو انٹرنیشنل، یکم اگست ۱۹۹۵ء

۴۲۔ عاصی، صوفی محمد نذیر، **مجموعہ کلام**، چونڈہ، جہاں زیب نذیر عاصی، ۲۰۰۸ء

۴۳۔ عباسی، ابوالممتاز ارشاد احمد خاں، **بزرگانِ دین ضلع بہاول نگر**، فتح گڑھ، عباسی لائبریری، ۱۹۹۲ء

۴۴۔ عبدالحئی چشتی، محمد، مرتب، **مکتوبات طیبات معروف بہ مہر چشتیہ**، گولڑہ، غلام معین الدین شاہ، س ن

۴۵۔ عبدالغفار شاہ، صوفی ڈاکٹر، **حقیقت سماع**، کراچی، مولف خود، ۱۹۹۰ء، اول

۴۶۔ عرفان رضوی، **سحاب فیضاں**، راول پنڈی، بزم نعت پبلی کیشنز، ۱۹۹۱ء، اول

۴۷۔ علوی، سید نایاب اختر، **حضرت خواجہ صوفی محمد یعقوب علی شاہ**، کراچی، مولف خود، [۱۹۹۶ء]

۴۸۔ علوی، سید نایاب علی، **شان یعقوبی**، کراچی، مولف خود، [۲۰۱۰ء]

۴۹۔ علی محمود بن جاندار، مولانا، **گفتار محبوب** - اردو ترجمہ - **درر نظامی**، مترجم، صاحب زادہ محمد یاسین علی نظامی، دہلی، کتب خانہ نذیریہ، [۱۹۶۵ء]

۵۰۔ عنایت حسن شاہ، حاجی الحرمین الشریفین، **اعجاز جہاں گیری**، لکھنؤ، فصاحت حسن شاہ، دسمبر ۱۹۸۴ء

۵۱۔ عنایت حسین خان، شاہ محمد، **اعجاز جہاں گیری**، بریلی، مطبع محمود المطابع، س ن، اول

۵۲۔ غلام آسی پیا حسنی، مولانا شاہ، **چراغ ابو العلائی**، لاہور، تصوف فاؤنڈیشن، ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۹ء

۵۳۔ فاروق احمد، ڈاکٹر، **بلوچستان میں اردو زبان و ادب**، ترتیب، منیر احمد منیر، لاہور، بولان اکیڈمی، ۱۹۹۸ء

۵۴۔ فریدی، سائیں نذیر حسین، **آفتاب بسی شریف**، گیمبر اوکاڑہ چھاؤنی، مکتبہ چشتیہ فریدیہ، ۱۲ محرم ۱۴۲۸ھ

۵۵۔ فریدی، سائیں نذیر حسین، **تذکرہ فرید العصر**، گیمبر اوکاڑہ چھاؤنی، مکتبہ چشتیہ فریدیہ، ۱۴ محرم ۱۴۲۳ھ

۵۶۔ فنا بلند شہری، **دیوان فنا**، مرتبہ، امان اللہ نقیبی، کراچی، مظفر آرٹ پرنٹرز، اپریل ۱۹۹۲ء

۵۷۔ فیضی، محمد سعید، **تحفہ کیمیا فیضو یہ اہل ذکر**، بہاول نگر، مولف خود، ربیع الاول ۱۴۱۴ھ

۵۸۔ [اکمل محمد]، جامع، **مجالس نوری**، ترتیب و تدوین، صاحب زادہ مقصود احمد صابری، لاہور، مکتبہ اسلامیہ،

۲۰۰۹ء، اول

۵۹۔ لعل محمد شاہ، صوفی، **نقیبی اقتباسات ساعت**، حیدر آباد، مولف خود، ۱۹۹۰ء، اول

۶۰۔ للہی، ڈاکٹر صاحب زادہ محمد حسین، **فیض المشائخ**، للہ شریف ضلع جہلم، خانقاہ چشتیہ نظامیہ سلیمانیہ، ۱۹۸۵ء

۶۱۔ مختار، مولوی حبیب اللہ، **تذکرۃ الصالحین**، ترتیب و تدوین، سید نعمت اللہ، کراچی، بساط ادب (پاکستان)، شعبان ۱۴۲۰ھ/ نومبر ۲۰۰۰ء

۶۲۔ مختار حق، محمد عالم، مرتب، **مکتوبات ڈاکٹر مختار الدین احمد بنام پیرزادہ اقبال احمد فاروقی**، لاہور، مکتبہ نبویہ، ۲۰۱۱ء

۶۳۔ مراد آبادی، صوفی محمد صدیق حسن شاہ، **فرمان مرشد**، جڑولی ضلع بھمبر، مرتب خود، س ن، جلد ۲

۶۴۔ مظفر اقبال، ڈاکٹر، **بہار میں اردو نثر کا ارتقا (۱۸۵۷ء سے ۱۹۱۴ء تک)**، پٹنہ، جنوری ۱۹۹۰ء

۶۵۔ میرانی، محمد حسن خان، **قندیل تواریخ**، بہاول پور، اردو اکیڈمی، ۱۹۹۱ء، اول

۶۶۔ نارنگ، ڈاکٹر گوپی چند، **اردو غزل اور ہندستانی ذہن و تہذیب**، دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، جولائی ۲۰۰۲ء، اول

۶۷۔ نارنگ، ڈاکٹر گوپی چند، **اردو غزل اور ہندستانی ذہن و تہذیب**، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۵ء

۶۸۔ نظامی، خلیق احمد، **سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات**، دہلی، ندوۃ المصنفین، اپریل ۱۹۵۸ء، اول

۶۹۔ نظامی، پروفیسر خلیق احمد، **تاریخ مشائخ چشت**، اسلام آباد، [illegible] ندوۃ المصنفین، س ن، جلد ۵

۷۰۔ نظامی، سید قیام الدین، **شرفا کی نگری**، کراچی، نظامی اکیڈمی، اپریل ۲۰۰۲ء، صفحہ ۲۲۵، جلد ۲

۷۱۔ نعیمی، سید انور سعید، **گلزار نقیب** [illegible]

۷۲۔ نور، پروفیسر سید محمد [illegible]، **دو قوم کا تاریخی ورثہ** [illegible] ۲۰۰[illegible]

۷۳۔ [illegible] شرقی، **ماہ دل نشیں** [illegible] ۱۹۹[illegible]

۷۴۔ ہاشمی اشرفی، سید [illegible]، **صنم و صنم** [illegible]

۷۵۔ [illegible] کیرو چناولی [illegible] ۱۹۹[illegible]

۷۶۔ [illegible] مرتب، **فیوضیات سجانیہ** [illegible]

پشتو

۱۔ [illegible] روحانی رابطہ او روحانی تړون [illegible]

پنجابی

۱۔ [illegible] **معارف شوق** [illegible]

۲۔ [illegible] **کلیات حاجی محمد عالم** [illegible] ۲۰۰[illegible]

۳۔ الالیکا، فضل فرید، **چھچھ پتر**، لاہور، سانجھ پبلی کیشنز، فروری ۲۰۱۱ء
۴۔ معصومی، محمد عبداللہ، **گلدستہ سلطان الاولیا**، لاہور، اظہار سنز، نومبر ۲۰۱۲ء
۵۔ نوری، محمد عبدالحکیم، **بہجۃ الرضوان نوترمیم**، جالندھر، جنرل برقی پریس، س ن، دوم
۶۔ نوری، خواجہ محمد عبدالحکیم، **دردِ دل**، منڈی صادق گنج، صاحب زادہ محمد فخر الحق نوری، س ن، حصہ ۱، ۲
۷۔ نوری، خواجہ محمد عبدالحکیم، **دردِ دل**، منڈی صادق گنج، صاحب زادہ محمد فخر الحق نوری، یکم محرم ۱۴۱۶ھ، حصہ ۳
۸۔ نوری، خواجہ محمد عبدالحکیم، **دردِ دل نوری**، منڈی صادق گنج، پیر محمد حسن نوری، س ن

فارسی

۱۔ احمد العلوی، سید کریم الدین، **مخزن الانساب فی نسب السادات الفاطمیہ**، مراد پور پٹنہ، محمودی پریس، ۱۳۴۲ھ
۲۔ احمد برنی، **سراج الہدایہ**، مرتبہ، قاضی سجاد حسین، دہلی، انڈین کونسل آف ہسٹاریکل ریسرچ، ۱۹۸۳ء
۳۔ احمد جام ژندہ پیل، شیخ، **دیوان حضرت احمد جام ژندہ پیل**، کانپور، منشی نول کشور، جنوری ۱۸۹۸ء، سوم
۴۔ احمد شاہ، حکیم، مؤلفہ و مرتبہ، **مظہر الاسرار**، کراچی، حاجی سردار محمد شیخ منصوری، مارچ ۲۰۰۰ء، اول
۵۔ اکبرآبادی، شیخ احمد بن محمود محمدی، **تذکرۃ السادات**، الہ آباد، مطبع نور الانصار، ۱۸۸۰ء
۶۔ برنی، ضیاء الدین، **تاریخ فیروز شاہی**، بہ تصحیح شیخ عبدالرشید، علی گڑھ، شعبۂ تاریخ مسلم یونی ورسٹی، ۱۹۵۷ء، اول، جلد ۱
۷۔ تراب علی، مولانا شاہ، **اصول المقصود**، لکھنؤ، اصح المطابع، ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء، اول
۸۔ حبیب اللہ (اکبرآبادی)، **ذکر جمیع اولیای دہلی**، بہ تصحیح و تعلیقات، ڈاکٹر شریف حسین قاسمی، ٹونک، عربک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان، ۸۸-۱۹۸۷ء، اول
۹۔ حسن دہلوی، امیر حسن علاء سجزی معروف بہ خواجہ، **فوائد الفواد**، بہ تصحیح ملک عبداللطیف، لاہور، ملک سراج الدین اینڈ سنز، ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء، اول
۱۰۔ حمید قلندر، مولانا، **خیر المجالس**، تصحیح و مقدمہ و تعلیقات، خلیق احمد نظامی، علی گڑھ، شعبۂ تاریخ مسلم یونی ورسٹی، ۱۹۵۹ء
۱۱۔ دہلوی، شیخ عبدالحق، **اخبار الاخیار فی اسرار الابرار**، دہلی، مطبع مجتبائی، ۱۳۳۲ھ
۱۲۔ زیدی، سید نور الدین، **تجلی نور**، جون پور، مطبع جادو، ۱۸۹۹ء، جلد ۱
۱۳۔ قلندر، شاہ مسعود علی، **فصول مسعودیہ**، بہ تصحیح سید شاہ محمد حبیب حیدر قلندر، لکھنؤ، اصح المطابع، ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۲ء
۱۴۔ قوام محمد جمال، **قوام العقاید**، تصحیح و تحقیق، پروفیسر نثار احمد فاروقی، مشمولہ، **قند پارسی**، نئی دہلی، شمارہ ۷
۱۵۔ کاکوروی، شاہ علی انور قلندر، **الانتصاح عن ذکر اھل الصلاح**، لکھنؤ، مطبع مجمع العلوم، ۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء
۱۶۔ - **الانتصاح عن ذکر اھل الصلاح**، لکھنؤ، اصح المطابع، ۱۹۰۹ء، دوم

۱۷. لاہوری، [illegible] غلام سرور، خزینۃ الاصفیا، [illegible]

۱۸. ۔خزینۃ الاصفیا، کان پور، منشی نول کشور، جون ۱۹۰۲ء، دوم، جلد ۲

۱۹ مودودی سہسوانی، سید نورالحسن، **نغمات سماع موسوم باسم تاریخی انوار نغمہ مع مجلس انس**، بدایوں، نظامی پریس، ۱۹۳۵ء، اول

ہندی

۱ ریختگی، مولانا مولوی محمد انور علی، **پوتھی لا الٰہ الا اللہ**، لاہور، ملک فضل الدین وچنن الدین وتاج الدین تاجران کتب، ۱۳۴۰ھ، پنجم

۲ وارثی، اوگھٹ شاہ، **وارث گن پرکاش**، بانکی پور پٹنہ، برقی پریس [illegible]

مجلّات/ ویب سائٹس

۱. **انوار الاسلام**، چنیوٹ، ۲۰۰۹ء، شمارہ ۱

۲. **تماہی پنجابی ادب**، لاہور، جنوری - مارچ ۱۹۹۳ء، [illegible] ۲۵

۳. **روزنامہ اوصاف**، اسلام آباد، ۳۰ جون ۱۹۹۹ء

۴. **روزنامہ ایکسپریس**، سنڈے میگزین، اسلام آباد، ۲۸ [illegible] ۲۰۰

۵. **روزنامہ ایکسپریس**، اسلام آباد، ۱۹ مئی ۲۰۱۰ء

۶. **روزنامہ پاکستان**، لاہور، ۱۰ جنوری ۲۰۰۲ء

۷. **روزنامہ نوائے ملتان**، ملتان، ۵ مارچ ۱۹۷ [illegible] ۲۵ [illegible] ۲۰۱ [illegible]

۸. **روزنامہ نوائے وقت**، راولپنڈی، ۱۲ مارچ ۱۹۸۵ء

۹. **روزنامہ نوائے وقت**، راولپنڈی، ۲۹ [illegible] ۱۹۹ [illegible]

۱۰. سہروردی، [illegible] ۱۹۱۱ء، شمارہ [illegible]

۱۱ **سہ ماہی سوز و گداز**، [illegible] اپریل - جون ۲۰۰۱ء، [illegible]

۱۲ **قند پارسی**، [illegible]

۱۳ **ماہنامہ احساس**، رقص و موسیقی نمبر (حصہ اول)، [illegible]

۱۴ **ماہنامہ باوا**، [illegible] ۱۹۹ [illegible]

۱۵ **ماہنامہ جہان رضا**، [illegible] ۱۴۲۱ [illegible] ۲۰۰ [illegible]

۱۶ **ماہنامہ روہتاس رنگ**، [illegible] ۲۰۱ [illegible]

۱۷ **ماہنامہ گلستان نقیب**، [illegible] ۲۰۰ [illegible]

۱۸ **ماہنامہ منہاج القرآن**، [illegible] ۱۹۹۵ء [illegible]

[illegible] **مجلہ علوم اسلامیہ**، [illegible] ۱۹۹۹ء، [illegible]

[illegible] **النقیب**، [illegible] ۱۹۹۰ء، [illegible]

۲۱۔ ہفت روزہ حق گو، لاہور، ۱۲اپریل ۱۹۹۵ء، ج ۶، ش؟

۲۲۔ ہفت روزہ حق گو، لاہور، ج ۸، ش ۴۳

23.http://www.maizbhandarmainia.org/sajraekaderia.php

24.http://en.wikipedia.org/wiki/Abohar

مکالمے/مکتوبات

۱۔ امیر بیگم، مکالمہ از راقم، بہن والا، یکم دسمبر ۲۰۱۰ء

۲۔ امیر حمزہ، میاں، مکالمہ از شاہ رضوان اختر سہروردی، بستی کھوکھراں، یکم دسمبر ۲۰۱۳ء

۳۔ امین شاہ، صوفی محمد، مکالمہ از راقم، منڈی صادق گنج، یکم دسمبر ۲۰۱۰ء

۴۔ امین شاہ، صوفی محمد، مکالمہ از شاہ رضوان اختر سہروردی، منڈی صادق گنج، ۲۴ نومبر ۲۰۱۳ء

۵۔ بہادر علی، میاں، مکالمہ از شاہ رضوان اختر سہروردی، بھولے والا، ۷ دسمبر ۲۰۱۳ء

۶۔ جعفر شاہ، صاحب زادہ محمد، ٹیلی فونک مکالمہ از راقم، کھمن کے قصور، ۱۲ اکتوبر ۲۰۰۹ء

۷۔ جلالی، قاسم اقبال، ٹیلی فونک مکالمہ از راقم، کیاد اسلام آباد، ۲۵ جنوری ۲۰۱۴ء

۸۔ جلیل الرحمان شاہ، صوفی، ٹیلی فونک مکالمہ از راقم، لاہور، ۱۲ نومبر ۲۰۰۹ء

۹۔ رشید نثار، مکالمہ از راقم، راول پنڈی، بر خانہ رشید نثار، ۱۳ جولائی ۲۰۰۸ء

۱۰۔ سخی محمد، حاجی، مکالمہ از شاہ رضوان اختر سہروردی، بھولے والا، ۴ جنوری ۲۰۱۳ء

۱۱۔ سردار علی، میاں، مکالمہ از شاہ رضوان اختر سہروردی، بھولے والا، ۷ دسمبر ۲۰۱۳ء

۱۲۔ شمس نشرا، برقی پیغام بہ نام راقم، دہلی، ۱۰ مارچ ۲۰۱۱ء، ۲۳ مارچ ۲۰۱۱ء، ۱۳ اگست ۲۰۱۱ء

۱۳۔ سہروردی، شاہ رضوان اختر، ٹیلی فونک مکالمہ از راقم، منڈی صادق گنج، ۱۳ دسمبر ۲۰۱۳ء

۱۴۔ غلام لال شاہ، صاحب زادہ محمد، ٹیلی فونک مکالمہ از راقم، کوٹلی، ۱۵ فروری ۲۰۱۴ء

۱۵۔ ظہیر احمد، ٹیلی فونک مکالمہ از راقم، کراچی، ۵ جنوری ۲۰۱۳ء

۱۶۔ ظہیر شاہ، صوفی محمد، ٹیلی فونک مکالمہ از راقم، ۷ فروری ۲۰۱۴ء

۱۷۔ غوری، رشاد احمد خاں، ٹیلی فونک مکالمہ از راقم، فتح گڑھ، ضلع بہاول نگر، ۱۲ دسمبر ۲۰۱۳ء

۱۸۔ فیضی، شمشاد احمد، ٹیلی فونک مکالمہ از راقم، موکل کرم الٰہی، ۴ جنوری ۲۰۱۳ء

۱۹۔ قریشی، صوفی احمد حسین، ٹیلی فونک مکالمہ از راقم، دہلی، ۱۷ مارچ ۲۰۱۱ء

۲۰۔ گیلانی، ڈاکٹر سید عبدالقادر، ٹیلی فونک مکالمہ از راقم، کراچی، ۱۱۶ اکتوبر ۲۰۰۹ء

۲۱۔ لالیکا، میاں فضل فرید، ٹیلی فونک مکالمہ از راقم، بہاول نگر، ۱۲، ۲۵ دسمبر ۲۰۱۳ء تا ۷، ۸ جنوری ۲۰۱۴ء

۲۲۔ لعل محمد شاہ، خواجہ صوفی، ٹیلی فونک مکالمہ از راقم، حیدر آباد، ۲۴، ۲۵ ستمبر ۲۰۰۹ء

۲۳۔ مبشر سعید، ٹیلی فونک مکالمہ از راقم، ملتان، ۲۵ جنوری ۲۰۱۴ء

۲۴. محمد حسین قوال، ٹیلی فونک مکالمہ از شاہ رضوان اسعد سہروردی، بہاول نگر، ۲۲ دسمبر ۲۰۱۱ء

۲۵. ممتاز اشرفی، مکتوب بہ نام راقم، کراچی، ۲۴ اکتوبر ۱۹۹۴ء/ ۵ جنوری ۱۹۹۵ء

۲۶. منیب لعل شاہ، برقی مکتوب بہ نام راقم، کوٹلی/ آزاد کشمیر، ۶ جنوری ۲۰۱۴ء

۲۷. نقیبی، ڈاکٹر محمد اقبال، ٹیلی فونک مکالمہ از راقم، کوٹلی، یکم اکتوبر ۲۰۰۹ء

۲۸. نقیبی، صوفی شاہد علی، ٹیلی فونک مکالمہ از راقم، چک p-۱۰۰ ضلع رحیم یار خان، ۲۳ ستمبر ۲۰۰۹ء

قطعۂ تاریخ تالیف وطباعت

یہ تذکرہ ہے اصل میں تفسیر طریقت
رقصاں ہے ہر اک برگ پہ تنویر طریقت
دل کش ہے بہت حسنِ عقیدت کا مرقع
لاریب! بڑھی اس سے ہے ''توقیر طریقت''

۱۴۳۵ھ

میاں فضل فرید لالیکا / بہاول نگر

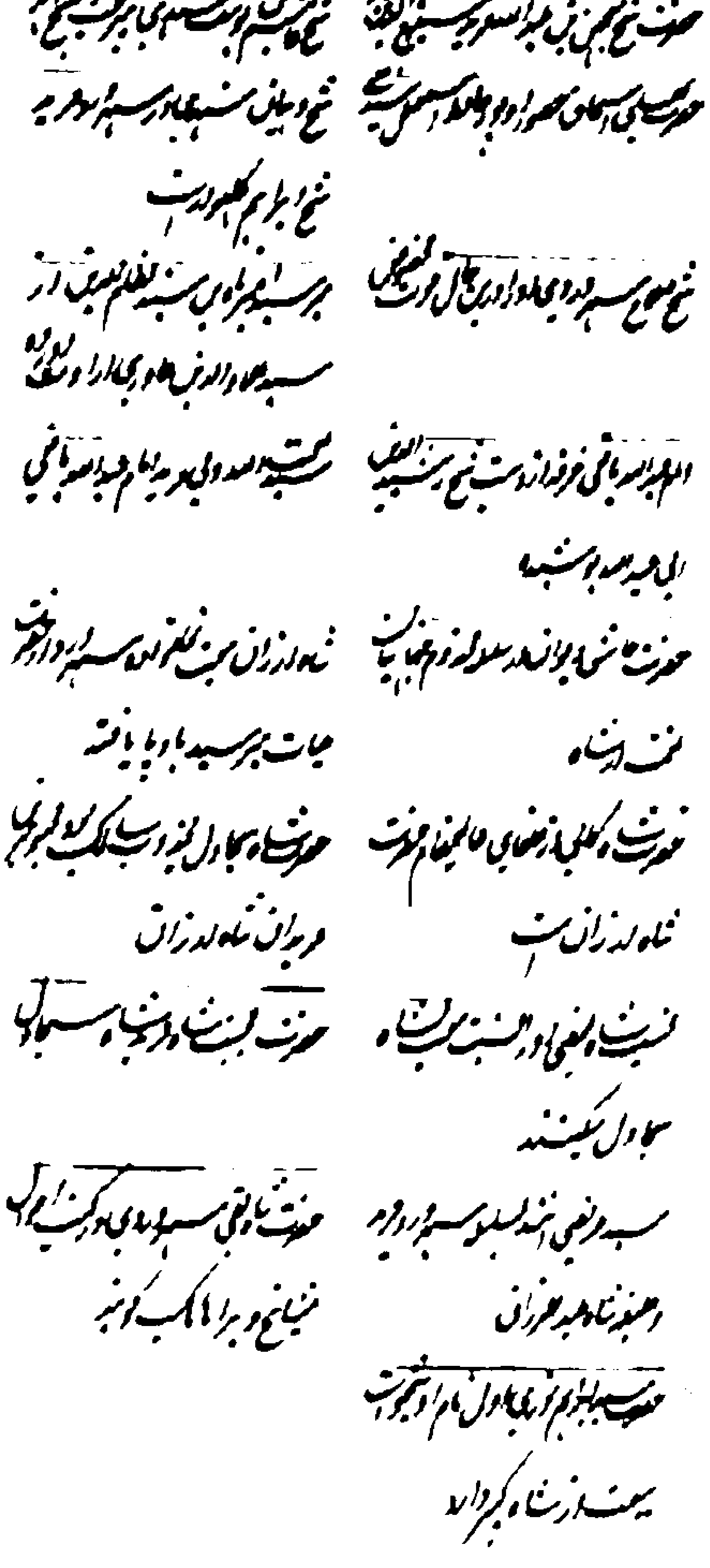

اشرف، شیخ وجیہ الدین، بحر زخار، لندن، برٹش لائبریری، OR۱۸۴۹، ۳۲الف

شجرۂ طریقت سہروردیہ فیضویہ

حضور سید محمد فیض علی بخاری۔ سید مخدوم جلال الدین سرخپوش بخاری اوچ شریف
رکن عالم ملتانی۔ بہاؤ الحق ملتانی۔ قبلۂ عالم شیخ شہاب الدین سہروردی بغداد شریف

۱۔ حضور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولادت ۱۲ ربیع الاول عمر ۶۳ سال مدینہ منورہ
۲۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ولادت ۱۳ رجب عمر ۶۳ سال شہادت ۲۱ رمضان [illegible]
۳۔ سیدنا حضرت امام حسین ولادت ۳ شعبان عمر ۵۷ سال [illegible] محرم کربلا
۴۔ حضرت امام زین العابدین عمر ۵۷ سال [illegible] جنت البقیع
۵۔ امام محمد باقر وفات [illegible] صفر عمر ۵۷ سال مدفن مدینہ منورہ
۶۔ امام جعفر صادق عمر ۶۵ سال وفات ۱۵ رجب مدفن مدینہ منورہ
۷۔ امام موسیٰ کاظم عمر ۵۵ سال وفات ۲۵ رجب [illegible]
۸۔ امام علی رضا عمر ۵۵ سال وفات ۲۱ رمضان مدفن مشہد مقدس
۹۔ خواجہ معروف کرخی وصال ۲ محرم [illegible]
۱۰۔ خواجہ ابوالحسن سری سقطی ۳ رمضان [illegible]
۱۱۔ خواجہ ابوالقاسم جنید بغدادی ۲۷ رجب [illegible] بغداد
۱۲۔ خواجہ احمد شاد علی دینوری ۲۹۹ھ دینور
۱۳۔ ابو محمد بن عبداللہ
۱۴۔ وجیہ الدین عبدالقاہر سہروردی
۱۵۔ شیخ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی ۱۷ جمادی الآخر [illegible]
۱۶۔ شیخ الشیوخ خواجہ شہاب الدین سہروردی یکم محرم ۶۳۲ھ عراق
۱۷۔ شیخ بہاء الحق زکریا ملتانی عمر ۱۰۰ سال ۷ صفر ۶۶۵ھ ملتان
۱۸۔ شیخ صدر الدین عارف ملتانی ۳ ذی الحجہ [illegible] ملتان
۱۹۔ رکن الدین عالم ابوالفتح ۷۳۵ھ ملتان
۲۰۔ فیض الشائخ سید جلال الدین حسین سرخپوش بخاری اوچ
۲۱۔ سید جلال الدین مخدوم جہانیاں جہاں گشت ۱۰ ذی الحجہ [illegible] اوچ
۲۲۔ سید صدر الدین راجن قتال ۲۹ جمادی الآخر [illegible] اوچ
۲۳۔ حضرت سید داؤد عطائے
۲۴۔ حضرت اسحٰق امین

۲۵۔ حضرت سید گنج نشین
۲۶۔ سلطان احمد سخن گوشہ نشین
۲۷۔ پیران بندگی
۲۸۔ اللہ داد عارفین
۲۹۔ سید عبدالرزاق
۳۰۔ سید انند نگین
۳۱۔ سید اسماعیل شاہ
۳۲۔ سید محمد اسماعیل شاہ
۳۳۔ سید حبیب اللہ
۳۴۔ لطیف اللہ شاہ
۳۵۔ سید محی شاہ جمال — دربار شاہ جمال، [illegible]
۳۶۔ سید محی شوق الٰہی ——— مدفن شوق الٰہی
۳۷۔ سید لسان اللہ ——— مدفن شوق الٰہی
۳۸۔ سید تعلیم اللہ شاہ ——— مدفن شوق الٰہی
۳۹۔ سید مسلم اللہ شاہ
۴۰۔ سید تصدق حسین
۴۱۔ سید گلزار حسن
۴۲۔ سید محمد علی شاہ
۴۳۔ میر نشین شاہ
۴۴۔ امام علی شاہ
۴۵۔ سید محمد شاہ
۴۶۔ سید چراغ علی شاہ۔ اجمیر پہاڑ [illegible]
۴۷۔ سید محمد فیض علی بخاری — دربار فیض عالم شوق الٰہی
۴۸۔ سید محمد مظہر علی بخاری ۴۹۔ سید محمد شبیر علی بخاری
۵۰۔ [illegible]
[illegible]

فیضوی، محمد سعید، تحفہ کیمیا فیضویہ اہل ذکر، بہاول نگر، مولف خود، ربیع الاول ۱۴۱۴ھ، ص ۵۰۶

اگر من چهار چیز ترا میسر نیاید از جد ایشان بگرد و کفر پیش کن تا ترا حق ایشان
نگیرد و جای خنده و محل طعنه و عیب نباشد عجب ترین اعجاب آنست که گبران از
زشتی معامله ایشان خود را شستی تر دانند پس سلطان ویرا در کنار گرفت و نعره
زد و گفت در اینچنین دلی که گبر چه کند و با این معامله که داریم دین چه کند در حال
کلمه بگفت و آن گبر مسلمان شد و یکی از واصلان حق گشت برکت رعایت اولاد
رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم حکایت می آرند که بعد از آن سلطان شمس الدین
انار الله برهانه در حق سادات اعتباری راسخ و عقیده صادق داشت و بارها
میگفت فردا مارا از شیخ و دانشمند مخلص نباشد روز قیامت کار ما با سید
انبیاست صلی الله علیه و آله وسلم هر که مخالف رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم
باشد نه هیچ نبی ویرا رهاند و نه هیچ ولی بر خود خواند هر بار سید السادات
سید مبارک غزنوی را ببار خاص و عام متصل خود نشاندی و سید قطب الدین
را استان خود نشاندی بارها دست در دامن سید مبارک غزنوی زدی و بمواضع
و شکستگی

دولت آبادی، قاضی شهاب الدین بن شمس الدین بن عمر، شرف السادات، بزالی مخدوم امیر جان
لائبریری میاں محمد زمان سلنه، وضع مستاله بحرم ۱۳۰۲ھ ص ۱۲۳

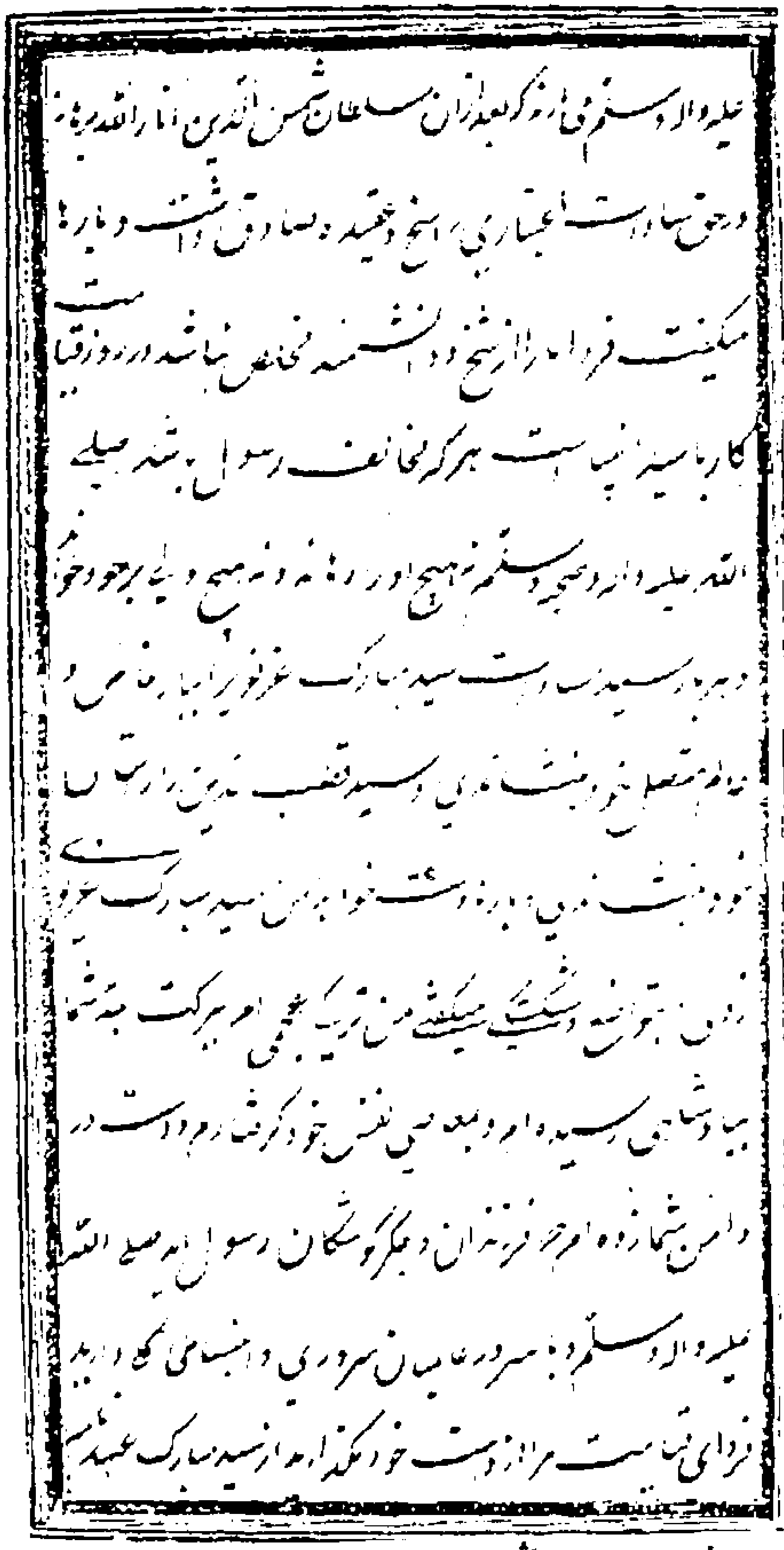

دولت آبادی، قاضی شہاب الدین بن شمس الدین بن عمر، شرف السادات، فوٹو کاپی، لاہور، سید ادریس علی سہروردی، ص ۱۵۰

رقت پیدا ہوگئی اور حالت متغیر ہوگئی اور آپ کی روحانیت ظاہر ہوئی - وہ صحبت جو عالم ارواح میں دونوں روحوں کے درمیان تھی یاد آئی اور وجودِ عنصری کا حجاب دور ہوگیا - حضرت سالار مسعود غازی قدس سرہٗ کی روحانیت کو بھی وہاں موجود پایا اور عجیب احوال و اسرار رونما ہوئے - اور وہ صحبت محرمانہ جو ہمارے درمیان عالم ارواح میں تھی اس جہان میں میسر ہوگئی - غرضیکہ جو کچھ دیکھا عالم تحریر و تقریر سے باہر ہے - آپ کے اشارہ کے مطابق رات وہیں بسر کی - اور ساری رات روضۂ اقدس پر حاضر رہا حق تعالیٰ نے آپ کی برکت سے مجھ پر عالم ارواح کی حقیقت یعنی قبل از خلق و بعد از خلق اور حقیقت دوزخ و بہشت منکشف فرمائی - دل بے آرام کو تسکین حاصل ہوئی اور تمام ظاہری و باطنی شکوک رفع ہوگئے - حق تعالیٰ کی نوازش اور اس سید پاک نہاد اور سالار مسعود غازیؒ کی مہربانی کا کس زبان سے شکر ادا کیا جائے - ۵

آفتاب اندر بدخشاں لعل سازد سنگ ‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏ جز بخاموشی چہ گوید لعل شکر آفتاب

(آفتاب کی مہربانی سے بدخشاں کے ملک میں پتھر لعل بن جاتا ہے اب لعل خاموشی کے سوا کس طرح آفتاب کا شکر ادا کر سکتا ہے)

آپ کا سن شہادت معلوم نہیں ہو سکا لیکن یہ واقعہ سلطان قطب الدین ایبک کی وفات کے فوراً بعد ظہور پذیر ہوا اور سلطان ایبک کی وفات ۶۰۷ھ اور دوسری روایت کے مطابق ۶۱۰ھ میں ہوئی اور دہلی میں دفن ہوئے (لیکن عام مشہور یہ ہے کہ قطب الدین ایبک کی وفات لاہور میں چوگان کھیلتے ہوئے ہوئی اور وہیں ان کا مزار ہے - جس شاہراہ پر سلطان مذکور کا مزار ہے اسے ایبک روڈ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے - واللہ اعلم بالصواب -)

حضرت شیخ نور الدین مبارک غزنوی قدس سرہٗ

آں سید عالی مقام، آں متکلم بکلام و الہام آں ناظر جمالِ معنوی پیر وقت شیخ نور الدین مبارک غزنوی قدس سرہٗ سلطان شمس الدین کے عہد حکومت میں مقتدائے روزگار و شیخ الاسلام دہلی تھے - لوگ آپ کو میر دہلی کہتے تھے آپ شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے اکابر خلفاء میں سے تھے آپ صاحب شانِ عظیم تھے اور تصوف قوی رکھتے تھے حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ آپ

۵ چشتی، شیخ عبد الرحمان، مراۃ الاسرار، اردو ترجمہ، مولانا الحاج واحد بخش سیال ربانی چشتی، لاہور، بزم اتحاد المسلمین، رجب ۱۴۱۲ھ، ص ۶۷۵

تذکرہ

حضرت سید نورالدین مبارک غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ نگرانی

خواجہ خوشحال چیریٹیبل ٹرسٹ

منجانب

منتظمہ کمیٹی آستانہ عالیہ حضرت سید نورالدین مبارک غزنوی

تذکرہ حضرت سید نورالدین مبارک غزنوی، [دہلی، ماہ نور پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء]

نفحۂ سوم

ذکر حضرت قبلۃ الاولیا کعبۃ الاصفیا سید السادات

سید نجم الدین غوث الدہر قلندر

بن سید نظام الدین غزنوی بن سید نور الدین مبارک غزنوی معروف بمیر پیران دہلوی بن سید عبداللہ ابوالفضل ملقب بمیر حاج بن سید شرف الدین محدث مکہ ابن سید ابو ... ابن محمد مالوی ابن سید محمد فارسی بن ابوالحسن سید یحییٰ بن ابو عبداللہ سید حسین بن سید عمر ابن سید احمد محدث شاعر ابن سید یحییٰ بزرگ ابن سید حسین ابن زید الشہید بن حضرت امام ... زین العابدین بن حضرت امام حسین علیہ السلام بن حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

آپ کے جد امجد حضرت سید نور الدین مبارک حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے بھانجے اور خلیفہ تھے بی بی سارہ والدہ حضرت شیخ نظام الدین ابو المؤید ان کی ہمشیر تھیں جب حضرت سید مبارک پیدا ہوئے تو اُن کے والد ان کو حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی خدمت میں لے گئے حضرت نے دیکھ کر فرمایا کہ ... چند روز کے بعد وہ بیمار ہوئے ایک روز ایسی حالت ... ہوئی کہ سب کو نا امیدی ہوگئی ... والد روتے ہوئے حضرت شیخ کے پاس گئے انہوں نے فرمایا کہ شاید سکتہ ہوگیا ہو ... تشریف لے گئے دیکھ کر فرمایا کہ کچھ ... اچھا ... اُس وقت سے صحت ہونا شروع ہوگئی ... روز میں اچھے ہوگئے جب ہوش دار ہوئے تو حضرت شیخ نے تعلیم و تلقین کی ...

تقی حیدر، مولانا مولوی شاہ محمد، نفحات العنبریہ من انفاس القلندریہ موسوم باسم تاریخی ... الابرار، لکھنؤ، شاہی پریس، ۱۳۵۷ھ، ص ۴۷

۶۳۷

حضرت قطب الدین قطب بنادل قلندر قدس سرہٗ

آپ نسباً فاروقی ہیں۔ شیخ جنید بن شیخ بایزید بن شیخ سدو بجنیال سیر ملک ہند معہ اپنے قبائل کے مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اور اثنائے راہ میں انتقال کر گئے۔ جہانگیر بن شیخ جنید سب کو لے کر بغداد پہونچے۔ اور وہاں قیام کیا پھر شیخ منور بن شیخ محمد بن شیخ طاہر بن شیخ جہانگیر اجمیر تشریف لائے۔ پھر شیخ احمد موسیٰ وہاں سے برخواست ہو کر دہلی آئے۔ اور شاہ وقت کے اصرار سے وہاں مقیم ہوئے۔ ان کے بعد علاء الدین شیخ الاسلام جو درویش کامل و عالم فاضل تھے جونپور آئے۔ اور موضع سرہر پور میں مقیم ہوئے۔ آپ کی ولادت ۸۲۶ھ میں ہوئی اور سرہرپور جونپور میں پیدا ہوئے[1]

حضرت مخدوم سید نجم الدین غوث الدہر قلندر ۸۲۶ھ میں بعہد ابراہیم شاہ شرقی ہندوستان تشریف لائے۔ اور سرہرپور میں قیام کر کے آپ کو مرید کیا۔ اذکار و افکار۔ ریاضات و مراقبات تعلیم کر کے خرقہ و خلافت کبریٰ عنایت فرمایا ــــــ مناقب قلندریہ میں ہے کہ حضرت غوث الدہر قلندر جس سال کہ سلطان ابراہیم شاہ شرقی نے کوہ کنتنتا میں قلعہ بنایا اور جنت آباد نام رکھا۔ سرہرپور میں تشریف لائے تھے۔ جب کوہ مانڈو کا ارادہ مصمم ہو گیا جونپور تشریف لائے۔ اور تیرہ روز قاضی ارشد کے یہاں قیام فرمایا۔ عارف سوداگر ماندو میں [illegible] رہے تھے۔ انھوں نے حضرت غوث الدہر کا سامان بار کرایا اور آپ کے ساتھ مانڈو کا سفر کیا۔ حضرت مخدوم قطب بنادل چند روز اذکار

---

[1] بیاض شاہ پیر محمد قلندر۔
اقبال احمد، سید، تاریخ شیراز ہند جون پور، جون پور، ادارہ شیراز ہند پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۶۳ء، اول، ص ۶۳۷

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ

تنقید تقویت الایمان

خلاصہ ترجمہ شرح الصدور

از افادات و فیوضات شیخ العارفین حضرت سیدنا و مولانا شاہ مخلص الرحمن الملقب بہ جہانگیر شاہ اسلام آبادی قدس سرہ

(بہ بشر جناب مولانا محبوب الرحمن صاحب قبلہ اسلام آبادی)

اسلام آبادی، مولانا شاہ مخلص الرحمان ملقب بہ جہاں گیر شاہ۔ تنقید تقویت الایمان خلاصہ شرح الصدور۔ ملخص اردو ترجمہ۔ شرح الصدور۔ مترجم، حافظ مقبول احمد نوب بناری۔ کراچی، سلسلہ قادری جہانگیری ٹرسٹ۔ جولائی ۱۹۸۲، شوال ۱۴۰۲ھ۔ سوم

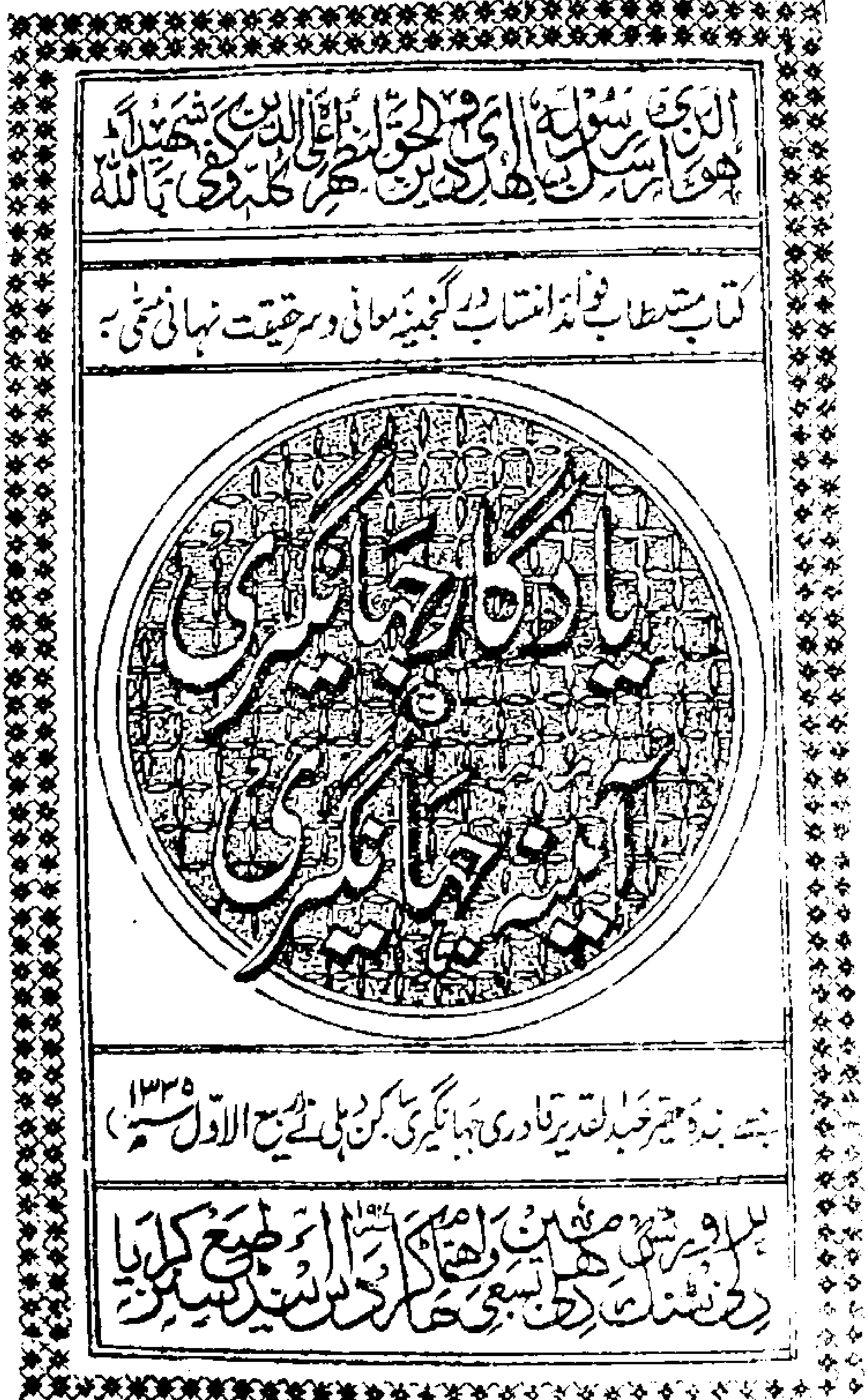

هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله وکفیٰ بالله شهیدا

کتاب مستطاب فوائد انتساب در گنجینۂ معانی در حقیقت نہانی مسمّٰی بہ

یادگارِ جہانگیری

آئینۂ جہانگیری

(نتیجۂ بندۂ حقیر عبد القدیر قادری جہانگیری ساکن دہلی تصنیف ربیع الاول ۱۳۳۵ھ)

دلی پرنٹنگ ورکس دہلی [illegible] ۱۹۱۷ء [illegible] طبع کرایا

حسب ایما سیدنا و مولانا حضرت سید رحمت علی شاہ صاحب قبلہ مدظلہٗ ۱۰۰۰ جلدیں بار دگر ربیع الاول ۱۳۸۲ھ ایجوکیشنل پریس کراچی میں طبع ہوئیں۔

اسلام آبادی، محمد بدیع العالم، یادگار جہاں گیری مع آئینۂ جہاں گیری، دہلی، عبد القدیر قادری جہاں گیری، ربیع الاول ۱۳۳۵ھ، اول

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

سیرت فخر العارفین

حصہ اوّل

حضرت بدر الملۃ والدین سیدنا و مولانا و مرشدنا و [illegible]

فخر العارفین حضرت سید شاہ محمد عبد الحق

سرور آبادی کے

حالات حیات و ارشادات و تعلیمات و کرامات کا بیان ہے

مؤلفہ

حضرت آقا حضرت مولانا حکیم سید سکندر شاہ صاحب

مرتبہ حضرت مولانا شاہ عبد القدیر صاحب قبلہ

شمع بک ڈپو آصف علی روڈ نئی دہلی

[illegible] دہلی میں چھاپ کر — قیمت ۶ روپے

سکندر شاہ، حکیم سید، سیرت فخر العارفین، مرتب مولانا شاہ عبد القدیر، دہلی، شمع بک ڈپو، ۱۳۵۲ھ [illegible]

جلد اول

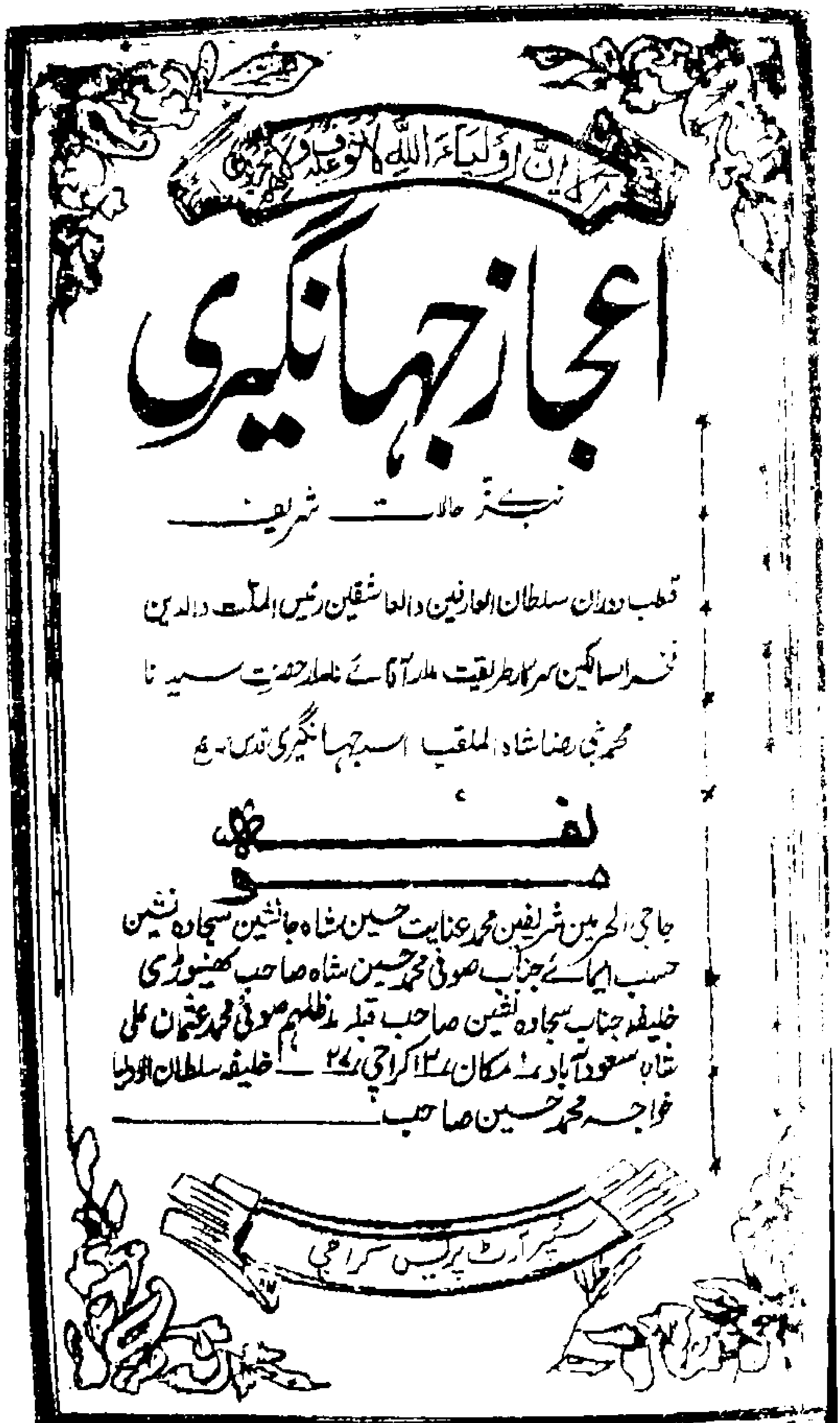

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

اعجاز جہانگیری

نبذۂ حالات شریف

قطب دوران سلطان العارفین والعاشقین رئیس الملت والدین
فخر السالکین سرکار طریقت مدار آقائے نامدار حضرت سیدنا
محمد نبی رضا شاہ الملقب اسم جہانگیری قدس سرہ

مؤلفہ

حاجی الحرمین شریفین محمد عنایت حسین شاہ جانشین سجادہ نشین
حسب ایمائے جناب صوفی محمد حسین شاہ صاحب کھنوڑی
خلیفہ جناب سجادہ نشین صاحب قبلہ مدظلہم صوفی محمد عثمان علی
شاہ مسعود آباد مکان ۱۳/۲ کراچی ۲۷ خلیفہ سلطان الاولیا
خواجہ محمد حسین صاحب

سیر آرٹ پریس کراچی

عنایت حسین خان، شاہ محمد، اعجاز جہاں گیری، کراچی، صوفی عثمان علی شاہ، س ن، دوم

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

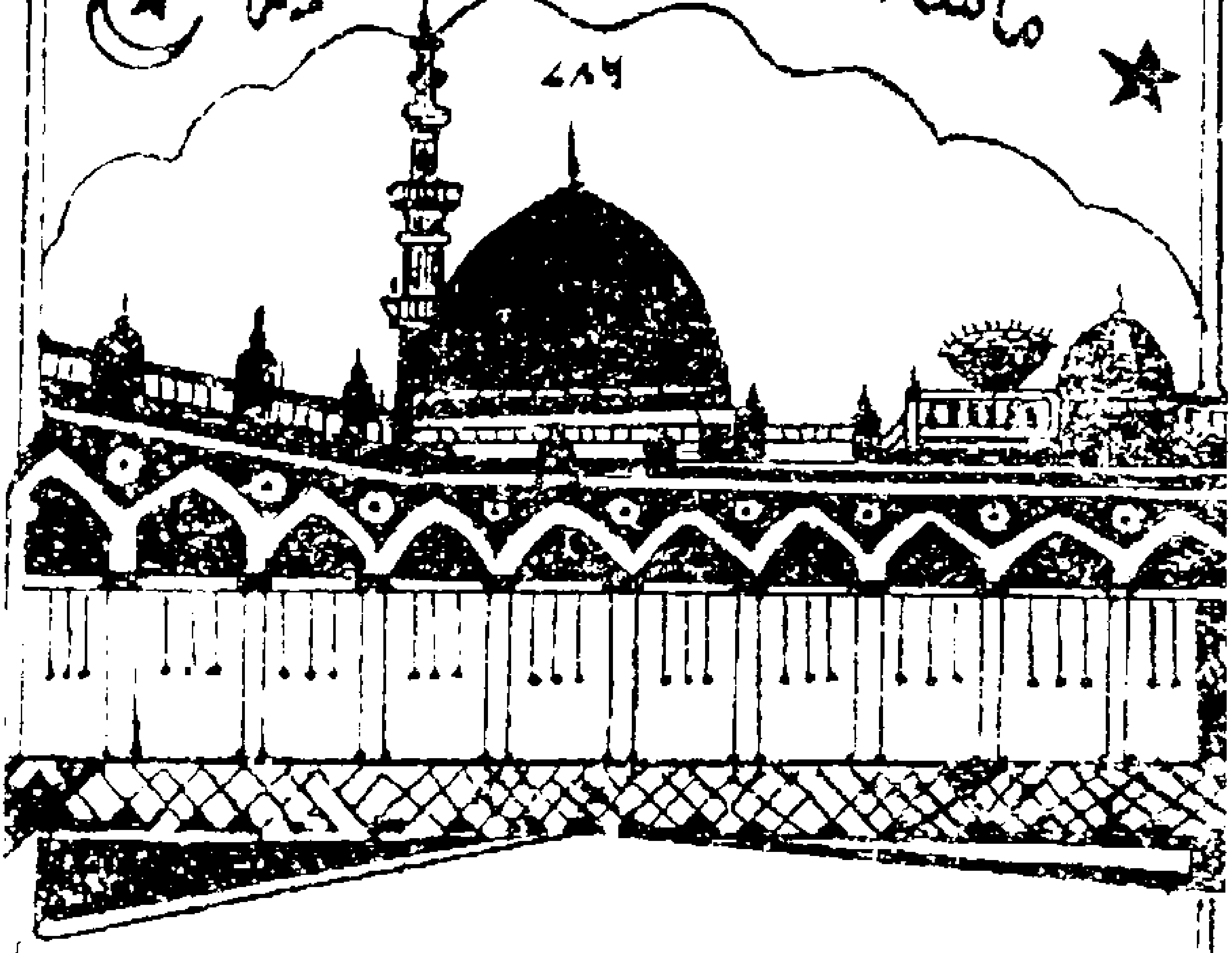

فرمان مرشد

مرتبہ

محمد صدیق حسن شاہ مرادآبادی خادم خانقاہ دربار خانی قادری چشتی
نقشبندی ابوالعلائی

حسب منشا بکسیر حافظ عبدالرؤف ملک کرانہ قصبہ جرول ضلع بہرائچ

باہتمام لیکھراج پریس مرادآباد میں طبع 539

مرادآبادی، صوفی محمد صدیق حسن شاہ، فرمان مرشد، جرول ضلع بہرائچ، مرتب خود، س ن، ۲

۷

تلاشِ مقصد میں گھر چھوٹنے کا ولولہ

تذکارات آقا کی تلاش کی لگن میں آپ نے گھر بار چھوڑ دیا۔ اُن دنوں دوسری جنگ عظیم شروع ہو چکی تھی۔ چنانچہ آپ بھی فوج میں بھرتی ہوگئے۔ دو ماہ کے اندر ہی آپ فوج کے اصول و ضوابط سے واقف ہوگئے۔ جولائی ۱۹۴۵ء میں آپ کی یونٹ بریلی میں چلی گئی۔ اگرچہ آپ فوج میں بھرتی ہوگئے تھے مگر اپنی پیاس بجھانے کی تلاش جاری تھی۔ بریلی میں آپ کی یونٹ کے پاس ہی پولیس لائن تھی۔ آپ کے آقا حافظ شبیر احمد صاحب کے پاس آکر پولیس لائن میں ٹھہرے ہوئے تھے جو کہ پہلے ہی خواجہ محمد حسن شاہ صاحب سلطان الاولیاء کے عقیدت مند تھے۔ چنانچہ خواجہ صاحب یونٹ میں تشریف لائے۔ جونہی آپ نے خواجہ صاحب کو دیکھا۔ فوراً دل نے گواہی دی کہ یہ وہی ہیں جن کی تلاش پندرہ سال سے ہے۔ اتنے میں خواجہ صاحب قریب آگئے۔ آپ نے آگے بڑھ کر دست بوسی کی۔ حضرت خواجہ سلطان العارفین نے فرمایا: بیٹا! ہم بہت دن سے تمہارے انتظار میں تھے۔ آپ نے عرض کیا حضور! میں بہت دنوں سے آپ کی تلاش میں ہوں۔ وہیں پر آپ اپنے آقا سے بیعت ہوئے اور عبادت و ریاضت شروع کی۔

[illegible]:

آج کل آپ قصبہ نقیب آباد تحصیل قصور ضلع لاہور میں دعوت حق دے رہے ہیں۔ آپ کے ہاں عقیدت مندوں کے علاوہ غریبوں اور محتاجوں کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ اس کے علاوہ دنیاوی مرادیں حاصل کرنے والے بھی حاضر خدمت ہوتے ہیں اور شفا پاتے ہیں اور خدا تعالیٰ حضرت مندوں کی مرادیں پوری کر دیتے ہیں۔

~~~~~~~~~~

[جمیل شاہ، صوفی محمد اقبال]، صوفی محمد نقیب اللہ شاہ قادری ابوالعلائی جہاں گیری، لاہور، [۱۹۶۵ء]
~~~~~~~~~~

جملہ حقوق محفوظ ہیں

— مضامین —

اداریہ

حمد باری تعالیٰ

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

منقبت :-

سوانح حیات حضرت صوفی نقیب اللہ شاہ صاحب

نماز مومن کی معراج ہے -

ذکر اطمینان قلب

پانی پینے کی سنتیں اور آداب

غلبۂ نفس اور شیطان

[illegible] خیال

[illegible]

سہ ماہی النقیب

شمارہ ۱	جون سنہ ۱۹۹۰ء	جلد ۱

مدیر اعلیٰ :-

میجر سید ناصر حسین شاہ

مجلس ادارت

• محمد راسب نقیبی
• میجر دوست محمد
• نصیر احمد اعوان
• خطیب محمد اشرف ریاض نقشبندی مجددی کمالی

منیجر اشتہارات :-

مشتاق احمد شیروانی

سرورق :-

صوبیدار محمد اقبال - نائب صوبیدار محمد سیال

انچارج :- محمد نذیر

کتابت : فرشتہ کتابت نیا بازار جہلم

ترسیل پتہ : چوہدری غلام رسول آصف ۲ ۔ ۔ نیا بازار کھاریاں ضلع گجرات

نقیبی اقتباسات سماعت

محتاجِ کرم :

صوفی لعل محمد شاہ

حیدرآباد ۔

دفعہ : یکم] سال : ۱۹۹۰ء [تعداد دو ہزار

ناشر :

صوفی لعل محمد شاہ حیدرآباد (سندھ)

قیمت :

مطبع : حیدرآباد پرنٹنگ پریس ۔ حیدرآباد سندھ ۔

لعل محمد شاہ، صوفی، نقیبی اقتباسات سماعت، حیدرآباد، مولف خود، ۱۹۹۰ء، اول

مجموعۂ تصوف

فی

مشاہداتِ نقیبی

اشاعت بموقع عرس پاک

سلطان العارفین والعاشقین وارث علوم نبیین حضرت سیدنا

شاہ مخلص الرحمٰن جہانگیر بدا

قادری سہروردی ابوالعلائی

بتاریخ

۱۰، ۱۱، ۱۲ ذیقعد ۱۴۱۱ھ بمطابق ۲۵، ۲۶، ۲۷ مئی ۱۹۹۱

نقیب آباد شریف ضلع قصور پاکستان

نقیبی، قادری محمد طفیل، مجموعہ تصوف فی مشاہدات نقیبی، قصور، مولف خود، مئی ۱۹۹۱ء

یا اللہ
ہو المرشد

۷۸۶

یا رسول اللہ
ہو النقیب

الٰہی خیر گردانی بحق شاہ جیلانی

گلزار نقیب

مصنف
سید انور سعید نقیبی قادری

ملنے کا پتہ
سید انور سعید نقیبی قادری آستانہ عالیہ فیضان نقیب
مدینہ کالونی نقیبی روڈ سوئی گیس لاٹن بانوالہ ضلع شیخوپورہ

نقیبی، سید انور سعید، گلزار نقیب، مانانں والا/شیخوپورہ، مولف خود، ۸ ذیقعد ۱۴۱۵ھ/ ۱۹ اپریل ۱۹۹۵ء، اول

[illegible] Inspector of [illegible]
EAST CIRCLE SECTION
[illegible]NAGAR

رجسٹر داخل خارج

طلبا 2

تاریخ داخلہ	نمبر سلسلہ	طالب علم کا نام	تاریخ پیدائش لفظوں اور ہندسوں میں	باپ کا نام	قوم یا ذات
[illegible]	۱	محمد جہانگیر خان	[illegible]	[illegible]	[illegible]
//	۲	محمد ادریس [illegible]	[illegible]	[illegible] بخش	
//	۳	محمد اسمٰعیل	[illegible]	[illegible]	[illegible]
//	۴	محمد حمید	[illegible]	[illegible]	[illegible]
//	۵	حسین محمد	[illegible]	[illegible]	
[illegible]	۶	محمد ادریس [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
//	۷	عبدالغفور	[illegible]	عبداللطیف	[illegible]
//	۸	محمد امین	[illegible]	[illegible]	[illegible]

رجسٹر داخل خارج، گورنمنٹ ایلیمنٹری مڈل سکول ہیرن والا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Mohammad Amin & Co.
COMMISSION AGENTS
Ghallah Mandi, Sadiq Gunj

محمد امین اینڈ کو کمیشن ایجنٹس
غلہ منڈی صادق گنج

Ref. No .... Dated ۱۳ ـــ ۳ ـــ ۱۹۸۰

بحضور قبلہ صوفی محمد نواز صاحب
لاکھ لاکھ قدم بوسی قبول فرمائیں آپ کا خط ملا حالات
سے آگاہی ہوئی جو کچھ بھی آپ نے خط میں لکھا ہے الحمدللہ
آپکی علم سے ویسے دل میں کوئی بات نہیں صرف آپکی بے رخی کی
وجہ سے خط میں لکھا باقی کوئی بات نہیں اور مجھے یقین اسی
بات سے ہوگیا کہ کراچی والا جاتی دشمن بن گیا تھا کہ کراچی سے
ضرور خط لکھوں گا مگر آپنے مشورہ سے آگے بھی خط
لکھے — مجھ جس طرح بھی ہے ٹھیک ہے اللہ کا فضل آیا ہے
مگر کام کی زیادتی کی وجہ سے شامل نہ جا سکوں
باقی میری طرف سے سب کو سلام عرض کریں

امین

مکتوب خواجہ صوفی محمد امین شاہ بنام خواجہ صوفی محمد نواز شاہ

نادر عکس صوفی محمد امین شاہ مدظلہ العالی (عکاس: راز شمعون اختر سہروردی)

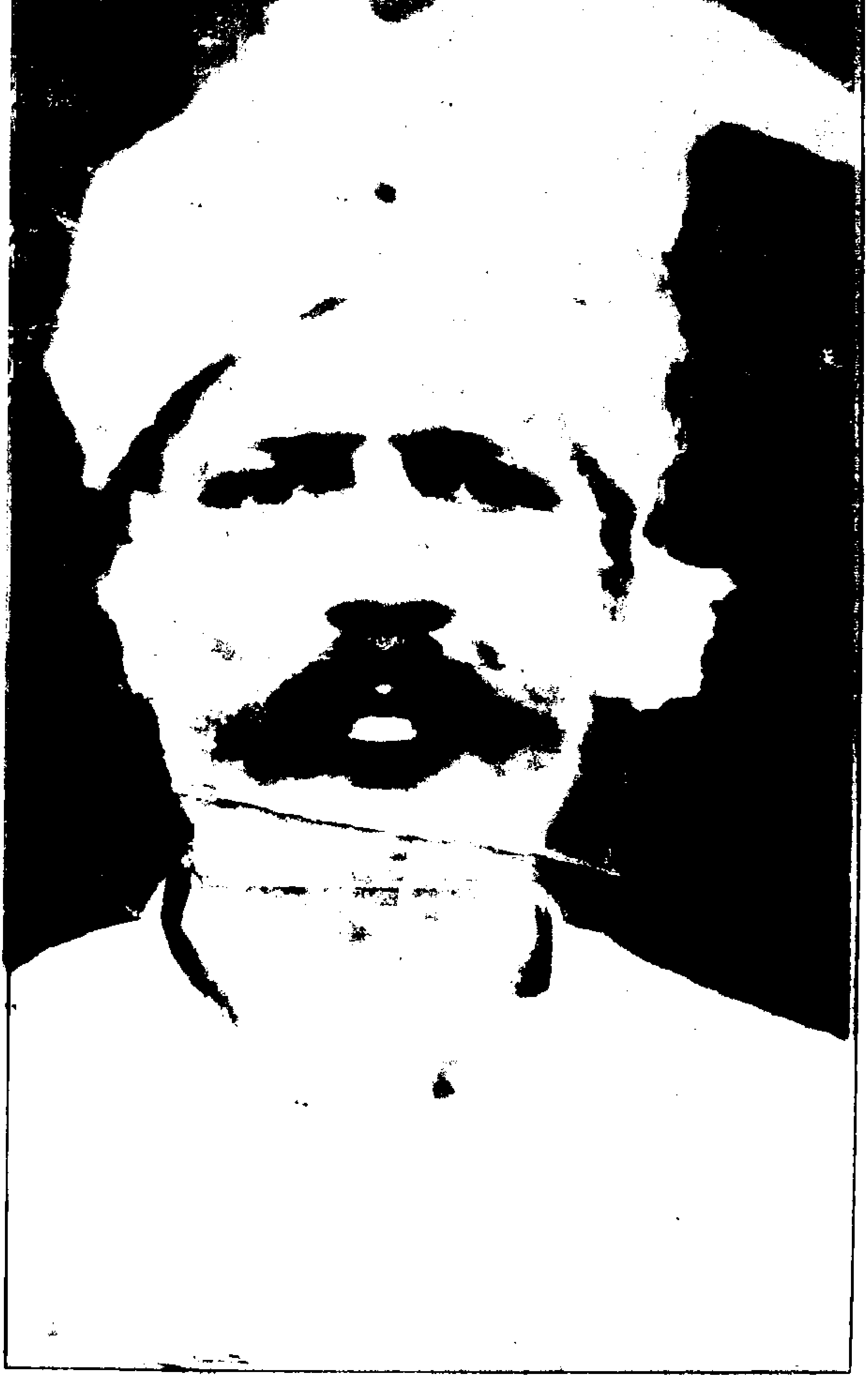

میاں نور حسن (خواجہ صوفی محمد احسن شاہ مدظلہ العالی کے والد گرامی)

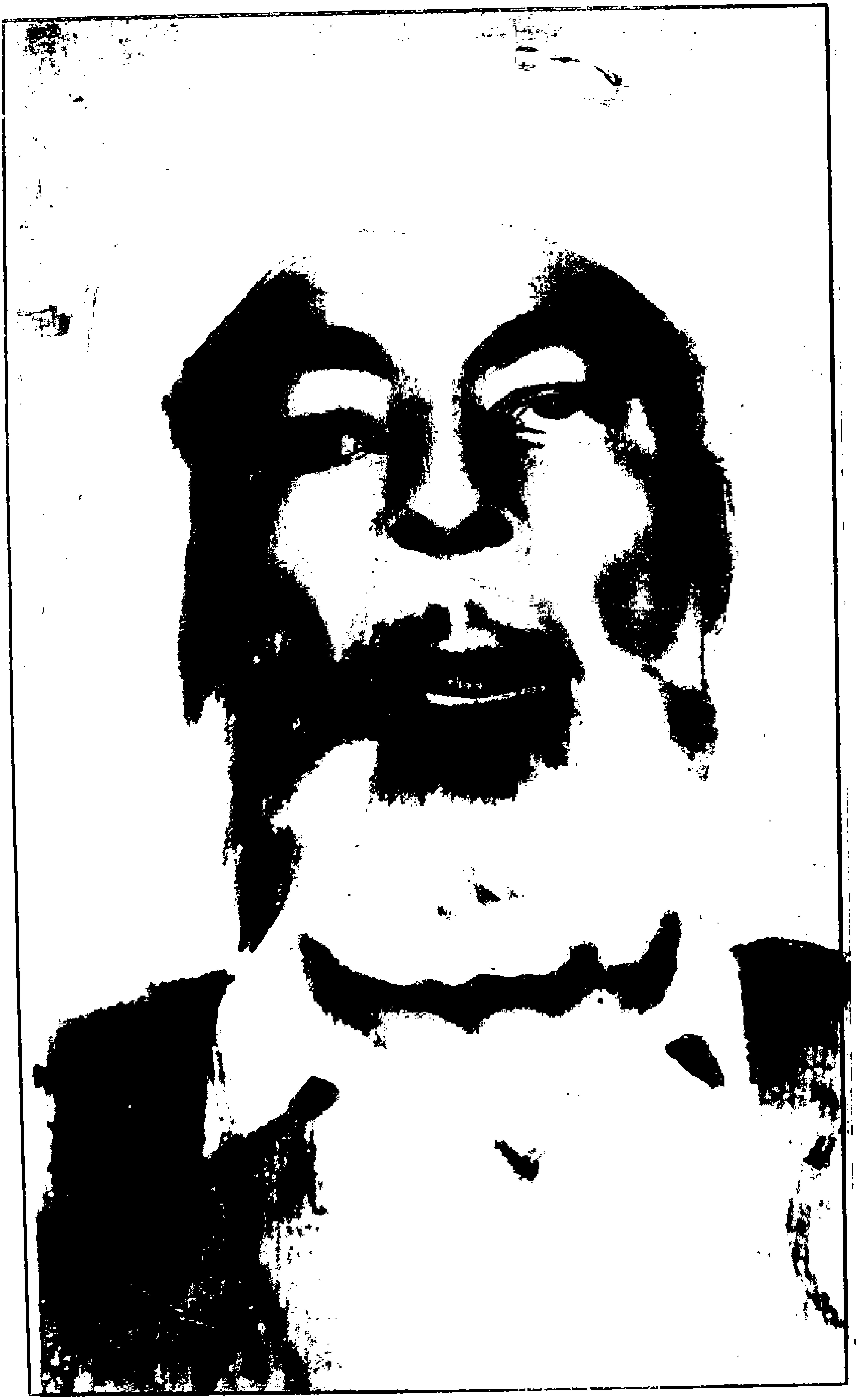

میاں ناصح الدین (خواجہ صوفی محمد امین شاہ مدظلہ العالی کے برادر بزرگ)

خواجہ صوفی محمد امین شاہ مدظلہٗ العالی (عکاسی [illegible])

حضرت صاحب، صوفی لعل محمد شاہ، لالا صاحب، چچا صاحب (داڑھی کے بغیر)، صوفی اسلم [illegible]

... سے صوفی نور محمد ... [illegible]

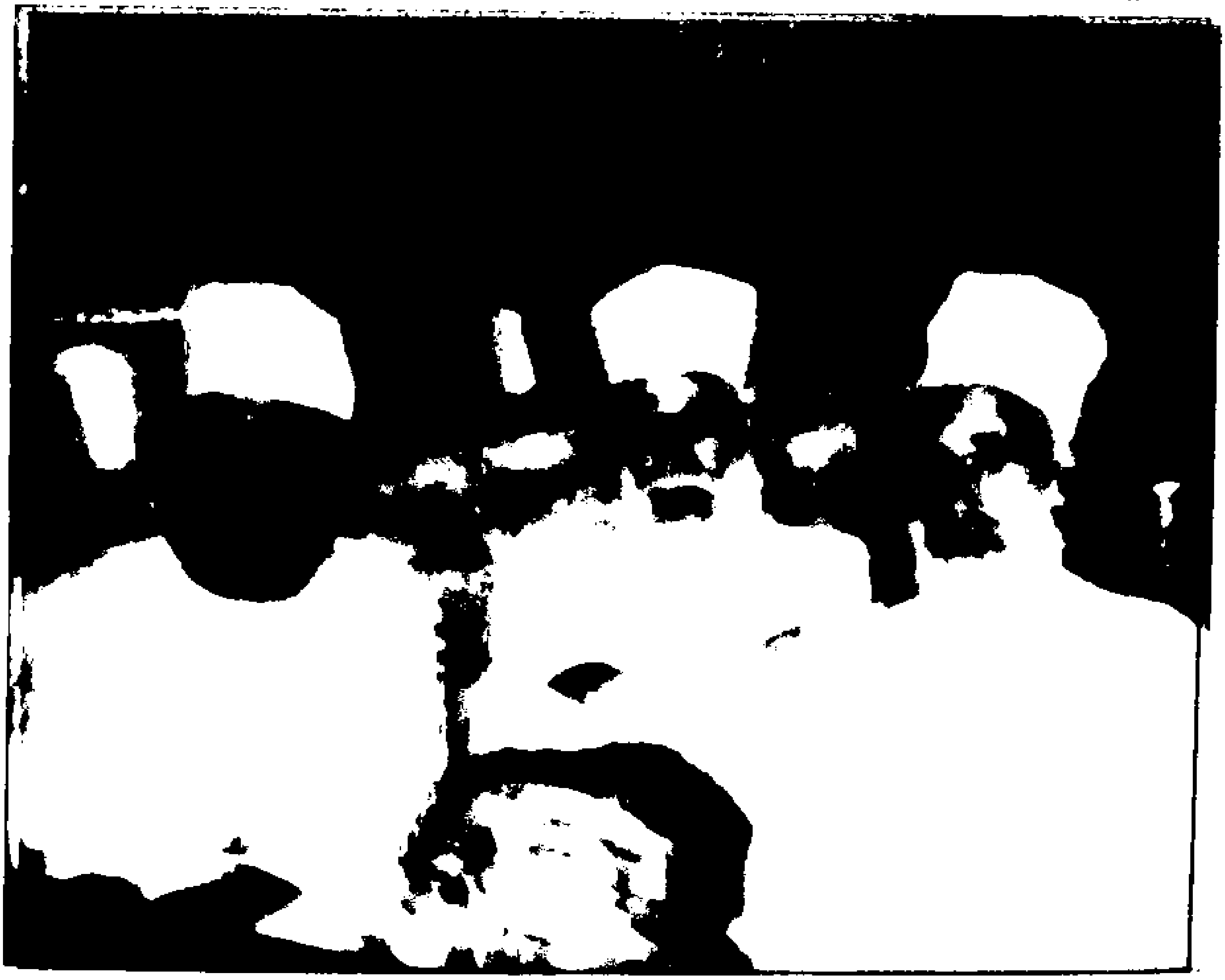

[illegible]

دائیں سے: صوفی ولی محمد شاہ، چچا صاحب، لالا صاحب، بابا صاحب

چچا صاحب، بابا صاحب، صوفی خاکسار احمد شاہ (عکاسی: خرم فاروق)

[illegible]

[illegible]

خواجہ صوفی محمد امین شاہ (درمیان)، صوفی ولی محمد شاہ (دائیں)، صوفی محمد یاسین شاہ (بائیں)

خواجہ صوفی محمد امین شاہ و صوفی ولی محمد شاہ

صوفی ولی محمد شاہ

[illegible]

[illegible]

سجادہ نشین صاحبزادہ شہزاد فرید شاہ

خانقاہ، شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر بن محمد سہروردی (بغداد)

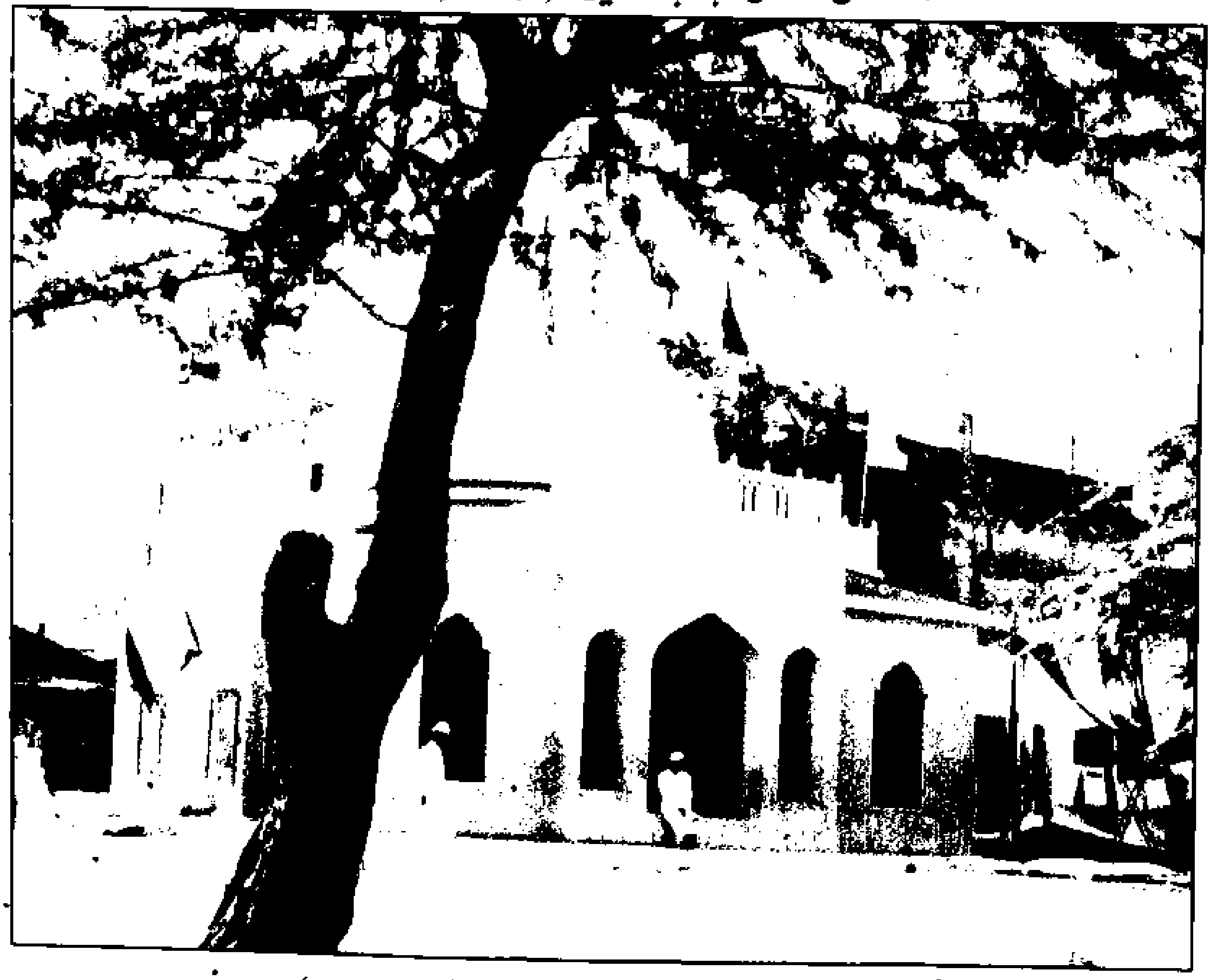

درگاہ، شیخ الاسلام سید نور الدین مبارک غزنوی (دہلی، عکاسی: آلوک سونی)

درگاہ، غوث الدھر سید نجم الدین قلندر (ناپچہ ضلع دھار، عکاسی: پراگ اگروال دھار)

درگاہ سید خلیل الدین، عقب میں ابو سعید دیوان سید محمد نوز قلی ([illegible])

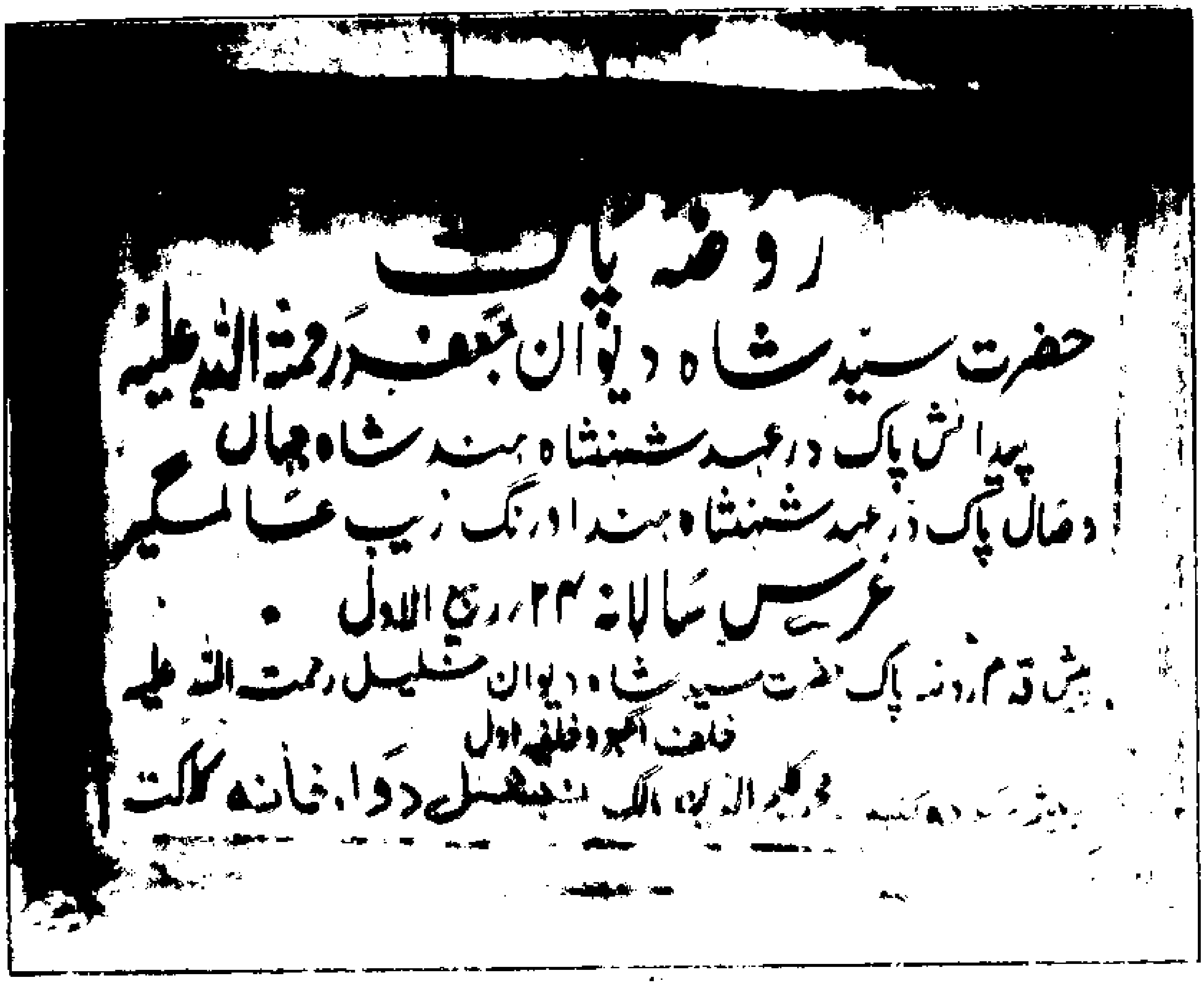
روضہ پاک
حضرت سید شاہ دیوان جعفر رحمۃ اللہ علیہ
پیدائش پاک در عہد شہنشاہ ہند شاہ جہاں
وصال پاک در عہد شہنشاہ ہند اورنگ زیب عالمگیر
عرس سالانہ ۲۴ ربیع الاول

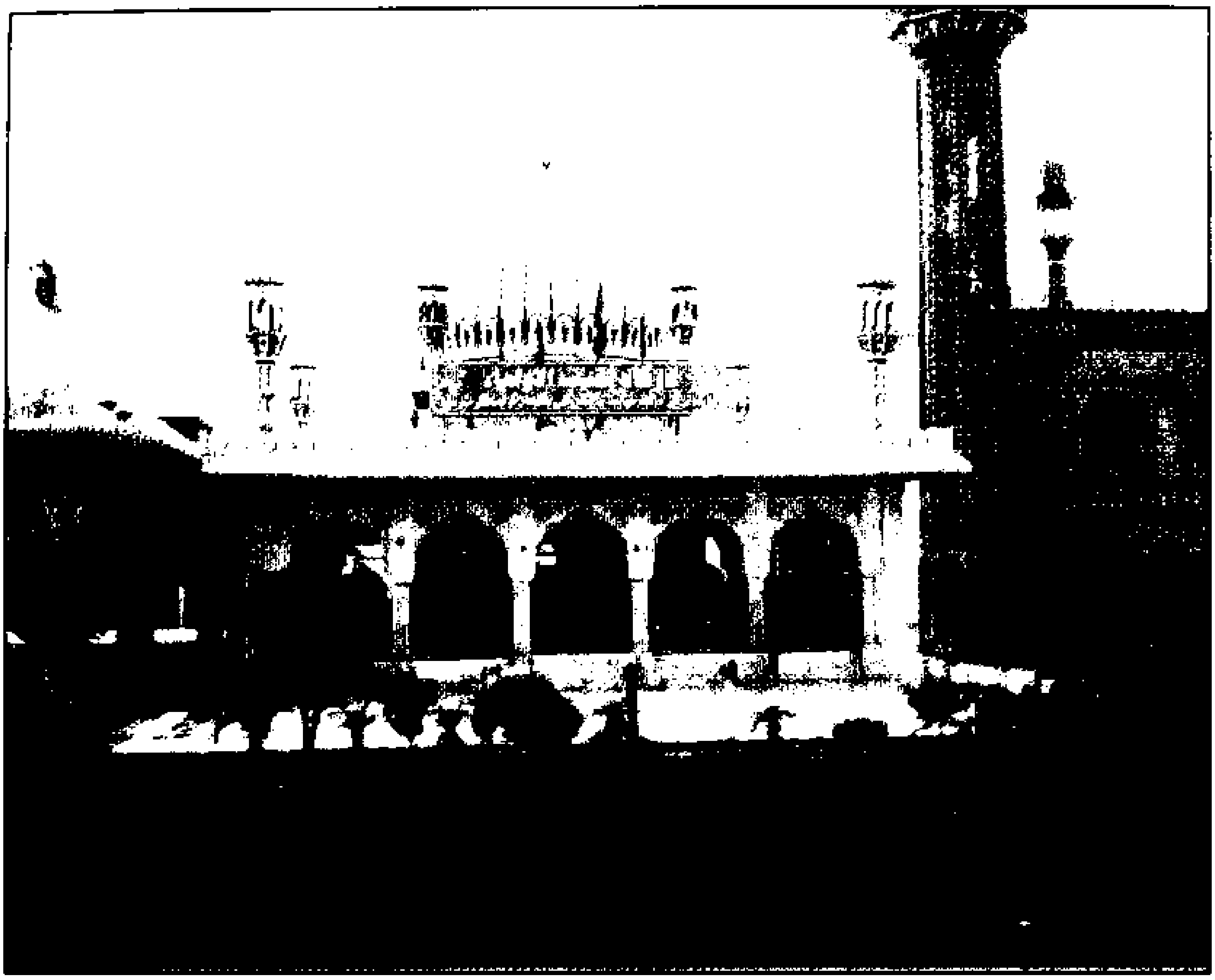

درگاہ، نقیب الاولیا خواجہ صوفی محمد نقیب اللہ شاہ (نقیب آباد/ضلع: قصور)

درگاہ، بخی شوق الٰہی (ماڑی شوق الٰہی/تحصیل: چشتیاں)

درگاہ، خواجہ عبدالحکیم نوری (منڈی صادق گنج، عکاسی: شاہ رضوان اختر سہروردی)

درگاہ، سید روشن علی شاہ مداری ([illegible] منڈی صادق گنج، عکاسی: حسن نواز شاہ)

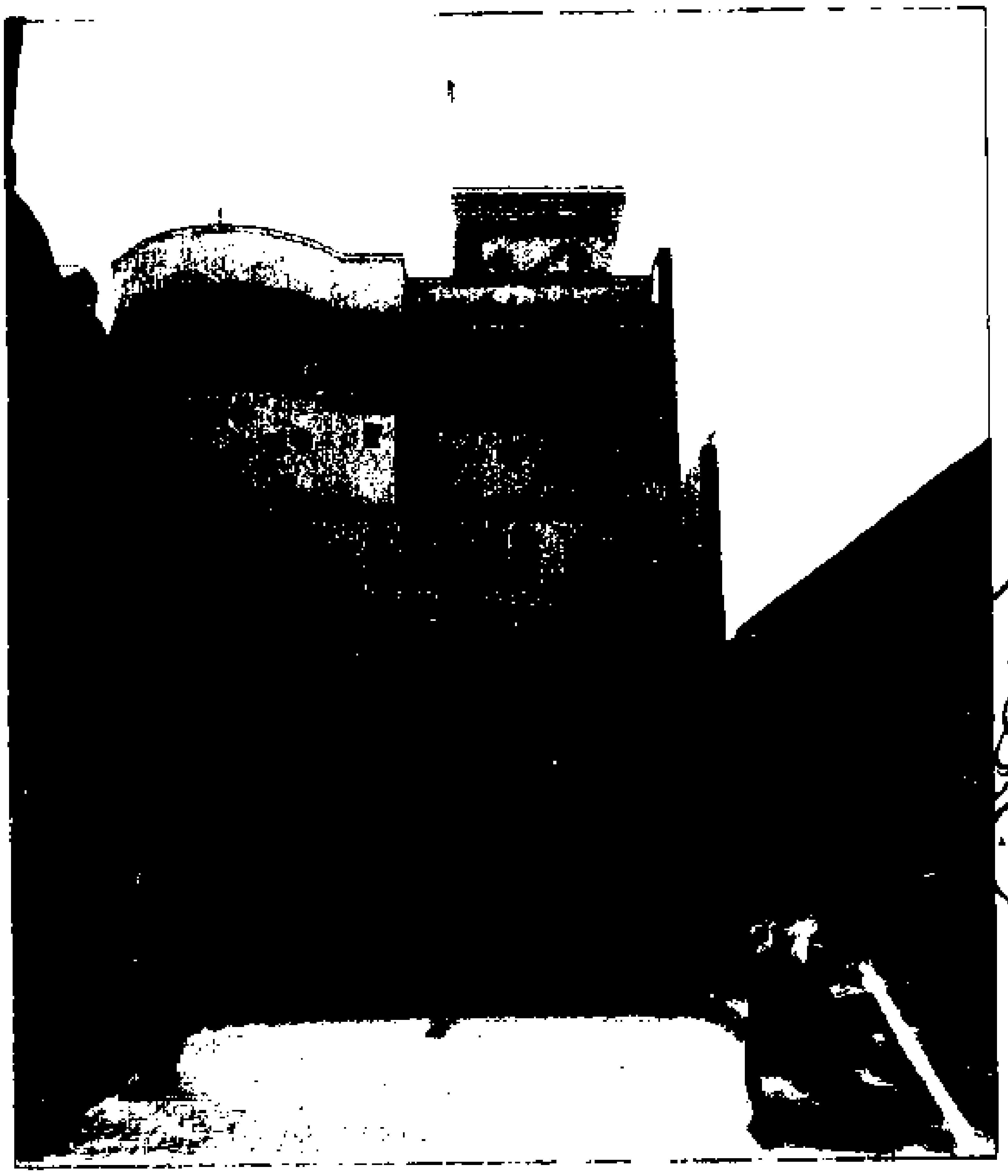

رہائش گاہ، خواجہ صوفی محمد امین شاہ مدظلہ العالی (عکاسی: شاہ رضوان اختر سہروردی)

النقیب کارپوریشن، منڈی صادق گنج (عکاسی: شاہ رضوان اختر سہروردی)

صاحب حسن و عمل باشد حسن ناز و نواز
شاه ما آمد حسن ناز و نوای سهرورد
در گجر خان روشنی از سهروری آمده
کاشف اسرار حق کوشش نمای سهرورد

دکتر محمد حسین تسبیحی رها

۲۹- جون ۲۰۰۳